۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ✤ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالےٰ عزاسمہ نے انسان کا نام دنیا میں باقی رہنے کے جو ذرائع پیدا کیے اُن میں اولاد روحانی و اولاد معنوی کا مرتبہ سب سے فائق ہے اور جیسا ان دونوں ذریعوں سے انسان کا نام عزت کے ساتھ یادگار عالم رہتا ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں رہتا وہ ہزار ہزار صاحب کمال جو اپنے زمانہ میں آسمان شہرت پر ماہتاب و آفتاب بنکر چمکے ہونگے آج پردۂ خاک میں پنہاں ہیں اور اس وجہ سے کہ اُنھوں نے اولاد روحانی و معنوی میں سے کوئی یادگار نہیں چھوڑا اُن کے ناموں سے بھی کوئی واقف نہیں برخلاف ان کے جن حضرات نے کوئی یادگار چھوڑا ہی اُن کے نام نامی و اسم گرامی آج بھی ویسے ہی روشن و درخشاں ہیں جیسے کہ

ان کے زمانوں میں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ - الحمد للہ کہ میرے پیر و مرشد حضرت
حافظ احمد حسین خاں علیہ الرحمۃ والغفران بھی انھیں مقدس بزرگوں میں سے ہیں اور
آپ نے کثیر التعداد اولاد روحانی (مریدین) کے ساتھ اولاد معنوی بھی اس رتبہ
کی چھوڑی ہے کہ باید و شاید - یعنی کلام بلاغت نظام - حضرت قبلہ و کعبہ علے اللہ
مقامہ کے حیات میں معتقدین و مریدین بلکہ دیگر شائقین کا بھی بڑا اصرار رہا کہ حضور
ممدوح کا پاکیزہ و دلپذیر شاہد کلام زیور طبع سے آراستہ ہو کر نظر افروز شائقین ہو
لیکن حضرت ممدوح علیہ الرحمہ نے بوجہ خوئے انکسار و فروتنی اپنی حیات جسمانی
میں اس طرف توجہ مبذول نہ فرمائی حضور ممدوح کی وفات کے بعد اس وجہ سے
کہ مجھے نسبت برادر زادگی کے علاوہ شرف بیعت بھی حاصل ہے سب سے بڑھکر
میرا فرض تھا کہ میں یہ ضروری کام انجام دوں اور شائقین کی تمنا پوری کرنے کی
کوشش کروں لیکن کچھ ایسے اسباب پیش آتے رہے کہ مجھے کسی طرح موقعہ نہ ملا
ادھر تو یہ حالت تھی اور ادھر شائقین کے اصرار و تقاضہ ہائے بسیار کی کیفیت اس
حد تک پہنچی کہ بمجبوری قلمی نسخے پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی لیکن آخر کب تک
ظاہر ہے کہ یہ کام ایسا نہیں ہے جس پر ہمیشہ عملدرآمد کیا جا سکے پس یہی مناسب معلوم
ہوا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو یہ گوہر آبدار سفینہ قرطاس میں لگا کر شائقین با تمکین کے

سامنے پیش کر دیئے جائیں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار بلکہ بیحد و بیشمار شکر ہے کہ اس نے
مجھے اس خدمت سے سبکدوش ہونے کا موقعہ دیا اور وہ دُرِ غرر جن کی ہزاروں نظریں
مشتاق تھیں اس سلک میں منسلک کر کے پیش کرنے کا فخر مجھے حاصل ہوا اس موقعہ پہ
جناب حضرت حافظ میاں علیہ الرحمۃ والغفران کے مفصل حالات و کمالات (جن کے
لیے ایک دفتر چاہیے) کا اظہار تو میرا مقصود نہیں ہاں اتنا عرض کر دینا بے موقع
بھی نہ ہوگا کہ حضرت ممدوح اپنے والد ماجد جناب غلام قادر خاں مرحوم کے منجھلے بیٹے تھے
بتاریخ ۲۰ شعبان ۱۲۴۶ ہجری بروز جمعہ آپ کی ولادت ہوئی قرآن شریف حفظ کرنے
کے بعد آپ نے دینیات کی تکمیل کی چونکہ ذات بابرکات آنجناب کو تصوف و فقر سے
فطری ذوق تھا اس لیے بعد فراغ علوم مشائخ عظام کی زاویہ نشینی اختیار کی اور
اُس دَور کے عظیم الشان صوفی باصفا حضرت مولانا غلام امام خاں علیہ الرحمۃ والغفران
سے (جو حضرت مولانا سرفراز علی گورکھپوری قدس سرہ کے خلیفہ تھے) شرف بیعت حاصل
کیا اور غیر معمولی مدت تک ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہنے کے بعد خرقہ
خلافت سے مشرف ہوئے اور چاروں سلسلہ میں بیعت لینے کی اجازت عطا
کی گئی ابتدائے عمر میں آنجناب نے سیاحت بھی کی تھی کشمیر نیپال وغیرہ تک
پیادہ پا تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے

اور مشاہیر اولیا کی زیارت سے فیضیاب ہو کر آخر زمانہ میں جب آپ نے گوشہ نشینی
اختیار کی تو پھر باستثنائے شرکت عرس حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کبھی خانقاہ
سے قدم شریف باہر نہ نکالا تھے کہ تخمیناً چوراسی سال کی عمر میں خرقۂ خلافت میرے
منجھلے بھائی محمد طاہر حسین خاں صاحب مدظلہ کو عطا فرما کر بعارضہ فالج بتاریخ ۱۶ ذی الحجہ
۱۳۲۹ھ ہجری بشب جمعہ اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی
اور جس روز آپ دنیا میں تشریف لائے تھے اُسی روز یعنی جمعہ کو قبل نماز اپنی
خانقاہ واقع شاہجہاپور محلہ ہاتھی تھان میں مدفون ہوئے علی العموم تو آپ عبادت
اور تعلیم و تلقین مریدین ہی میں مصروف رہتے تھے لیکن بحالت ذوق و شوق
کبھی کچھ نظم بھی فرمالیا کرتے تھے جس کے متعلق ازراہ تواضع و انکسار اکثر فرمایا کرتے تھے
کہ میں شاعر نہیں ہوں اور فن شعر سے مجھے آگاہی نہیں ہے صرف دلی جذبات
کا اظہار کر لیا کرتا ہوں اور بات بھی یہی ہے کہ اہل حال کو رسمی قیل و قال سے
زیادہ تعلق نہیں ہوا کرتا اُن کے محل مقصود کا کنگرہ اس سے نہایت بلند ہی ممکن
ہے کہ اس لحاظ سے حضرت ممدوح کا کلام ایک محقق فن کا کلام نہ سمجھا جائے لیکن اس
میں کلام نہیں کہ جو صاحب دل اس پر نظر کرے گا اُسے یہ توحید و تصوف کا ایک
بحر ذخار اور دلی جذبات کا ایک آئینہ مصفّا نظر آئیگا اور مستعد طبیعتوں کے ساتھ وہی

سلوک کریگا جو نسیم سحر کا جو نکا غنچہ ہائے بستہ و ناشگفتہ کے ساتھ کیا کرتا ہی آپ
ہیں آپ کو زیادہ تکلیف نہیں دیتا بسم اللہ کیجیے اور ورق لوٹ کر دیوان
ملاحظہ فرمایئے ۔

شعر

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست ✤ آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

طالبِ دعا فلاح دارین خاکسار حاجی علی حسین خاں خلف محمد مظفر حسین خاں مرحوم
ساکن شاہجہانپور محلہ ہاتھی تھان

۷۸۶

# قصاید فارسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوں رسی اے قاصدِ بادِ صبا / درحضورِ حضرتِ جانانِ ما

آستاں بوس و بزاری عرض کن / کاے جمالت دردمنداں را دوا

نلے رخِ جاں بخش تو زاریم و زار / تیرِ غم کردہ مشبّک سینہ را

سوختہ جاں از آتشِ سودائے تو / ہمچو مجنوں کردہ شیدا مرا

راحتِ جانِ مریضِ خویش باش / اے مسیحائے دلِ بیمارِ ما

اے جمالت نورِ جانِ عاشقاں / وز رخِ تو حسنِ خوباں را ضیا

عشق خود از ہر زبان در ہر لغت / می کند حسن و جمالت را ثنا

اے جمالت ربِّ ارباب آمدہ / سجدہ آرد پیش تو ہر مہ لقا

پیش تابِ آفتابِ روئے تو / ذرہ وش ہر حسن گویاں ربّنا

همچو انجم مه رخان محو تو اند | آمده نور رخت شمس الضحی

کے توانند دیدن ترا مانند حور | از جمالت گشته خیره دیدها

گر نظر پرّد بسویش ز اضطرار | چون پر جبریل سوزد بالها

انفس و آفاق ظلّ روے اوست | لیلة الاسرا ست آن زلف دوتا

شد محبت شرح صدر عاشقان | بود عشق انّا فتحنا بابها

بیدلی گم گشته ام در راه عشق | باش بهر جان من نور هدی

آتش شوقم دل من سوخته | آب چشم ریخت چشم را بنا

اے جمال روح پرور یک زمان | شو چو روح الله طبیب جان ما

عشق تو آمد خلیل جان من | سوئے این یعقوب اے یوسف بیا

گریه دارم بشفقت چون شعیب | داشت چون داؤد جانم نالها

سوخت جانم همچو طور از عشق تو | مست و حیرانم چو موسے از لقا

همچو مجنون صد گریبان چاک شد | در غم و سودائے آن لیلائے ما

تیشه زن بر جان خود فرهادوش | بیدلان از عشق آن شیرین لقا

جامه در گل از تو بلبل در فغان | شمع سوزان جان فشان پروانها

چاک شد جان را گریبان چون سحر | عشق بیرون شد ازو همچون نیا

صد چو ما در عشق او گم گشته اند — پیش خور لاشے بود ماہ و سُہا

آں جمالش ہمچو خورشید آمده — واں صفاتش مہرِ ذاتش را ضیا

ذاتِ واحد واں صفت ہا بیشمار — تا نداند کس مر او را انتہا

ظاہر و باطن جمال و حسنِ دوست — شد محیطِ عاشقانِ باصفا

از پس و از پیش و بیرون و درون — ق — وز یسار و از یمین تحت و علا

آمد و بگرفت جسم و جانِ شاں — آں محیط بیکراں بحرِ صفا

عاشقاں خود غرقِ بحرِ حیرت اند — محوِ جاناں گشته جاں سر تا بپا

ہمچو انجم آفتابِ روئے دوست — کرد فانی ہستیٔ عشاق را

می کند خود نورِ خورشیدِ قدم — محوِ حادث ہمچو انجم در ضحے

چشم خیره می کند شوخیٔ حسن — آں چناں که برق سازد از سنا

از شعاع و شوخیٔ حسنِ ازل — جانِ عاشق شد درو فانی دلا

بے نشاں کرد ست عشقِ بے نشاں — آں ہمے را کاندرو بگرفت جا

بہرِ فانی ہر مکاں شد لامکاں — گشت باقی روح او اندر بقا

جاں شده مدہوش از مستی و شوق — روح چوں آئینه شد محوِ لقا

گل نشانے میدہد از بوئے یار — باده از مستیٔ چشمِ فتنه زا

عندلیب از لحن خوش اندر سماع گل ز فرط شوق بدریده قبا

گشته پنهان همچو مستی در شراب شد عیان مانند حسن دلربا

نوحه گر در نالهٔ عشاق بود خنده زن اندر بتان مه لقا

عقل اندر کوی او گمراه شد فهم را و وهم را بشکسته پا

دستگیرم باش ای عشق از جنون جان ما از قید دانش کن رها

من ز عقل بخیه گر تنگ آمدم دست من گیر ای جنون بهر خدا

نیست در بازار او حیله گری اولین سودا اش جان کردن فدا

کار مردانست جان دادن بعشق پند گیر از شهسوار کربلا

نیست عاشق آنکه او ترسد ز جان جان دهی شد کار مردان خدا

ساقیا از جرعهٔ مستم بکن تا پرم از مستیش سوی علا

قطرهٔ زان باده در کام بریز کاب حیوا نیست جا نرا در بقا

آتشی در هوش و عقل من بزن زان شراب آتشینم ساقیا

باده افزون ده که تا بیخود شوم جان رهد از قید این چون و چرا

آنچنان در بحر مستی غرق کن تا شناسم زمین را از سما

تا ز دام عقل جان گردد خلاص تا رهد دل از غم ننگ و حیا

اندرین رہ گر بمیرم یا زیم | نیست غیر عشق او کارے مرا
از جنونِ عشق و از سوزِ درون | شکل مجنون گشتہ ام سر تا بپا
ہمچو من شد صد ہزاران بیقرار | از پئے نظارہ ات اے دلربا
خوبرویان پرتوِ حسنِ تواند | ہست ہر جانے بعشقت مبتلا
حسن را خود کار با فتنہ گریست | عشق رسوا بر سرِ بازارہا
ہائے وہوئے ما ز سودائی ویست | از پری وان شورشِ دیوانہ را
در عیان عشق آہ و واویلا کند | در نہان با یار دارد وقت بہا
عشق دلّال است از بہرِ وصال | عشق گشتہ سوئے دلبر رہنما
عشق جان را سوئے جانان می برد | بر بساطِ دوست او را ہست جا
خلے پیدا و جان پرد سوئے قدس | عشق باد و نیست مرغِ روح را
بہر جان پیدا شدہ میلِ قدم | کردہ زین حادث برون نشو و نما
جان زلائے آب و گل بیرون جہید | سوئے بالا ہم کشودہ بالہا
زین تعلق ہائے پستی را شکست | تا شدہ پیدا بجان میلِ عُلا
طائرِ عشق است قدسی آشیان | نیست او را غیرِ جانِ پاک جا
چونکہ ہست او از صفاتِ ذاتِ حق | برتراست از عرش و کرسی و خلا

کے ہماے لامکاں آید بدام — آنکہ پروازش بود بے منتہا

جز کہ خود را اندر و فانی کنی — پس بذاتِ پاک او یابی بقا

غیر نقش مر غیر دلبر را بسوخت — زیں سبب عاشق شد از ہستی فنا

دوست را از غیر خود غیرت بود — رہ بعشقش جان خود را کن فدا

ہستئ وہمی حجاب دوست بود — گشت بیخود شد بہ دلبر آشنا

از ہمہ ببرید زاں رو یافتہ است — در حضورِ حضرت معشوق جا

تا توئی حق از تو باشد در حجاب — چوں خودی بشکست پیدا شد خدا

اینکہ ہستت مینماید نیست ست — نیستی ہستی ست کو دارد بقا

زیں عدم گردید اصل ہر وجود — زو ہمہ ماہیئت جاں را ز ابتدا

جوش زد یکبار بحرِ بیکراں — زو بہ آمد صد ہزاراں موجہا

جملہ عالم رشحۂ آں بحر داں — ایں جہان و آنجہاں ما و شما

در حقیقت عشق آمد جوش بحر — رو بخواں تو کنت کنزاً مخفیا

عاشقاں چوں غرق بحر وحدت اند — یافتہ زاں غرقہ دُرِّ بے بہا

عشق اول فانئ مطلق کند — بعد استہلاک می بخشد بقا

مردہ از خود بجاناں زندہ است — سینۂ آئینہ از خورشید ملا

عاشقاں آئینۂ ذاتِ وے اند | عشق باشد حسنِ دلبر را بہا

## غزل

آیتی از روئے تو شمس الضحےٰ
شد نشانِ حسنِ تو بدر الدجےٰ

عاشقاں خود محو حسنِ دلبر ند
ہمچو انجم پیش خورفانی دلا

اندریں آئینہ جانِ عکس اوست
ہست خورشیدے نہاں زیرِ ردا

زو نشاں جستم شدم من بے نشاں
رفتم از خود او چو آمد پیش ما

مے بخوردہ عشق در روزِ الست
مست و آزادست از قیدِ بلیٰ

چند نازی اے فلک بر رقص خود
رقص جاں بنگر بروں از دور و جا

حسن او جانست عشق من تن ست
نیست ممکن تن ز جاں گردد جدا

در نہاں چوں سوز جانِ عاشقاں
در عیاں گلگونۂ ہر مہ لقا

احمدا ایں ہائے وہوئے عاشقاں
پرتوی میداں ز حسنِ دلربا

جانِ عاشق پرز جاناں بودہ است
ہمچو عکسے داں دلِ آئینہ را

چوں پری آمد درونِ دل نشست
خانہ خالی یافت زاں بگرفت جا

در لباسِ عاشقاں پنہاں شدہ
وز زبانِ نے دلاں کردہ نوا

یا پری خود بود و آدم پردہ بود
ہمچو خور در تابشِ خود شد نہاں
ہمچو جاں در ہر دلے پنہاں شدہ
عقل در ادراک و دانش گشتہ گم
رہرواں خود غرقِ بحرِ حیرت اند
محوِ حسنِ دوست چوں آئینہ اند
عاشقاں مرآتِ حسنِ دلبر اند
دلبراں را طالبِ عشاق داں
خود شکارِ عاشقانند ایں بتاں
عشق پیدا کن کہ تا بارت دہند
ور نداری عشق با عاشق نشیں
عشق جو از عاشقِ گم گشتہ دل
عشق خود نورست نورانی کند
ظلمتِ ہستی ز پاکاں در ربود
کارِ مرداں است اندر راہِ عشق

خویش داند اصلِ کارِ خویش را
واں شعاعِ نورِ او او را روا
چوں نظر در دیدہا او راست جا
فہم را اگر دیدہ اعمے دیدہا
کیست آں کس تا کہ داند آشنا
پیشِ خود مرآت بود پر از ضیا
دوست دارد خود بر و آئینہ را
سوئے عاشق ہست میلِ شاں بسا
در نہاں با بیدلانش دو قہا
در حریمِ بارگاہِ دلرُبا
تا بیابی عشق زاں یارِ صفا
ہست ذاتش معدنِ مہر و وفا
آں دلے را کاندرو بگرفت جا
یافتند ایشاں لقب نورِ ہُدے
سر بباز اول بنہ آنگاہ پا

گر خلیلِ عشق هستی احمدا
همچو اسمعیل کن جان را فدا

## غزل

چون سحر از پردہاے شب برانداز او نقاب
در صبوحی ساقیا دہ جام می چون آفتاب

تا سود روحانیان را خوش معطر زان مشام
بادۂ گلرنگ دہ بویش بود چون مشک ناب

برکشم جامی نبہ زان بادۂ چون ارغوان
کز خمار او بمانم تا ابد مست و خراب

سوخت جانم ز آتش عشق از رہِ لطف و کرم
ساقیا از آب رحمت بہر من آور شتاب

مست کن چندان کہ تا از خود شوم من بیخبر
بودہ ام زین عقل پرافسون خود در پیچ و تاب

بخش آزادی ز غم جان خمار آلودہ را
شاد کامم کن دمی زان بادۂ گلرنگ ناب

چشم مخمور و بکف جامِ شرابِ آتشین
وز رخِ گلرنگ خود آتش بزن در شیخ و شاب

قطرۂ زان بادہ چون ساقی بکامم ریختہ
تا دو عمرے بر درِ پیرِ خدا باشم خراب

اے رسولِ عاشقان ای قاصد ما بیدلان
مژدۂ از وصل جانان سوے من آور شتاب

## غزل

از فراق دوست و غمهایش جگر گردید آب — همچو ابری میچکد از چشمهایم خون ناب

حیف جانم سالها در این تمنا سوخته — کی بود آن ماه رو آید به چشم بی نقاب

وای بر جانی که باشد مبتلای عشق تو — رفت عمری بر مراد خود نگشته کامیاب

سینه بریان دیده گریان دارم اندر عشق او — آه زین جان پر آتش آه زین چشم پر آب

هست از عمری به عشق دوست جانم بیقرار — ز آتش سودای او دارم دل پر اضطراب

آه چون این عشق خوبان را برون سازم ز دل — گرچه میگوئی ز رحمت ناصحا قول ثواب

در هوای سرو قد آن خم شدم مانند چنگ — گشته ام پیری نه غم کو شاهدی عهد شباب

همچو بلبل نالها دارم بعشق گلرخان — چون تذروا آتش خورم بهر رخ چون ماهتاب

برق حسن لاله رویان خرمن جانم بسوخت — اشک خونی میچکد از چشم من همچون سحاب

دلبران بوستان دعوای خوبی می کنند — شوخ را آر در چمن تا از حیا گردد گلاب

جام می در دست ساقی و حریفان باده نوش — مطربان در بزم مستان تا سحر میزن رباب

لاله گون اشکم می احمر بود از بهر من — نقل دارم ای حریفان زین دل همچون کباب

باش دایم احمدا خاک در پیر مغان — تا ز روی رحمت خود بر تو سازد فتح باب

## غزل

صبحدم چون مهر تابان افگند از رخ نقاب — روشنی روی انجم زو شود بی آب و تاب

شاهدِ معنی اگر آید به پشت بی حجاب — از وجودِ تو اثر باقی نماند هیچ باب

جوش زد بحرِ حقیقت چون درونِ خویشتن — گشت ظاهر آب معنی صورتِ موج و حیات

جز که نقشِ آب دیگر صورتی ظاهر نشد — هر چه غیر بحر بینی آن همه باشد سراب

عزتِ ذاتیِ او خود نام غیرت ربود — سوخت نور نجم و مه از روز نورِ آفتاب

نور مه اندر حقیقت نور خورشیدست و بس — مهر تابان جلوه گر شد در لباسِ ماهتاب

هستیِ تو نقش و وهم تست در لوحِ خیال — آنچنانکه نائمان بینند عالمها بخواب

در شهودِ خویشتن پنهان شده مانند خور — شعشعۀ نورِ رخش شد روی خویش را نقاب

تابشِ نورِ رخش بارا حجابِ دیده شد — در ردای نورِ خود پنهان شده خود آفتاب

او چو جانست و جهان ظاهر ازو مانند جسم — جسم را باشد ز جان جمله سکون و اضطراب

از کمالِ خویش ظاهر در جمالِ خود نهان — همچو جان پیدا و پنهان همچو بو اندر گلاب

روی خود پوشیده دارد در ظهورِ خویشتن — در لباسِ برف و ژاله گشت پنهان شکلِ آب

کن تجلی بر دلم ای شعشعۀ نورِ یقین — ای سهیلِ معرفت از مشرقِ جان خوش بتاب

هر جمال اندر جهان آئینۀ حسنِ ویست — هست هر عشقی ز آتشهای او در التهاب

گوهرِ تابانست ذاتش هستیِ عالم صدف — فکر کن پنهان شده اندر صدف دُرِّ خوش آب

درحقیقت گرچه بیرنگی ست اصلِ رنگها
این جهان و صورتش شکلِ خیالِ خویش دان
در حقیقت نیستی هستی ست و هستی نیستی
اصل جمله صورتها میدان که صورت سرمدیست
منکرِ عشق ار چه طعنه میزند بر عاشقان
زهد خشکِ زاهدان خود در فن بی معنی ست
عشق هست آتش خیالِ غیر دلبر را بسوخت
هستی و هم حجاب روی جانان بوده است
قطرهٔ هستی خود را محو کن در بحر دوست
بسته ام چندان خیالِ گلرخی در جانِ خویش
چونکه جانان را بجانِ عاشقان قرب قویست
بوالعجب کاری که هستم دور و او نزدیک بود
بیشک از چاهِ گمان بیرون جهد جانِ عزیز
آن پری رو چون تجلی کرد بر شان یقین
محو حسنِ یار را تقلیب کے تلوین دهد

هست بیرنگی چو خود در رنگها بیچون نقاب
هرچه می بینی ازین عالم بود با شد خواب
زین عدم اصلِ وجود است و وجود آمد سراب
زین دلِ عشاق را جنبش و هر بانگ رباب
کے گذارد سیر خود را ماه از بانگِ کلاب
عاشقان را دردِ عشق و سینهٔ ایشان کباب
آنچنانکه میشود رجم شیاطین از شهاب
چون بنالد جانِ عاشق اندرین بعد و عذاب
تا شود این قطرهٔ بی مایه ات در خویش آب
کز دلِ شوریده ام آید همین بوی گلاب
پس چرا او اندر ایشان های و هوی و پیچ و تاب
چونکه آمد پیش من آنماه رو رفتم بخواب
گر دلت را از یقین حبل المتین شد دستیاب
کرده بحر عاشقان از ترجمه هند فتح باب
صاحبِ تمکین همیشه بریست از انقلاب

بیدلی بر حسن جانان کرد جان خود نثار — بس بود این از برای عاشقان حسن المآب

ای دل از تو عاشقی بر پای جانان جان بنه — بر سرت شمشیر گر راند ز کشتن رو متاب

کی برون زین آب و گل آئی تو بی امداد عشق — کین طبیعت بهر پای رهروان آمد خلاب

رجس طبع از شاهد معنی ترا دور افگند — ای دل اول باید از حکم طبیعت اجتناب

نیست عاشق آنکه او مشغول شد با غیر دوست — گر تو مرد طالبی از صحبتش کن اجتناب

میکند عاشق تمامی وقت خود در صرف یار — آنکه شد مشغول غیر دوست باشد در عذاب

باش دائم احمدا مستغرق بحر شهود
غول ره دان آنکه جانت را بود او حق حجاب

## غزل

دیدن آن یار جانم آرزوست — جلوهٔ زان دلستانم آرزوست

شوخی ناز بتانم آرزوست — آفت ایمان و جانم آرزوست

جان فدای آن نگاه مست یار — غمزهٔ زان دلستانم آرزوست

خرقه رهن بادهٔ وست و خراب — در خرابات مغانم آرزوست

سوختم از تف هجر گلرخان — سایهٔ سرو روانم آرزوست

| | |
|---|---|
| یکدمے آرام جانم آرزوست | ای یکے این لبہائے در دہن |
| یک تبسّم زاں دہانم آرزوست | ای لبش آبِ حیاتِ جانِ من |
| جلوۂ حسنِ بتانم آرزوست | زاہدا این زہد و تقویٰ مر ترا |
| شوخیٔ فتنہ نشانم آرزوست | عقلم از عشقش شدہ زیر و زبر |

احمدا خاکِ رہِ میخانہ ایم
ہمتِ پیرِ مغانم آرزوست

## غزل

| | |
|---|---|
| جلوہ کرد آں حسن را کہ چشمہا مستور بود | شور افگندن بعالم چونکہ خود منظور بود |
| لیکہ میل دیدنِ حسنِ خودش منظور بود | آں پری از دیدۂ خود خویشتن مستور بود |
| شد عیاں ہر انچہ اندر پردہا مستور بود | عشق را آئینہ کرد و خویش را دروی پدید |
| زانکہ آواز عکسِ حسنِ آں پری معمور بود | چوں نظر کردہ درونِ آئینہ خود را بدید |
| کز فغان و آہِ او جملہ جہاں پر شور بود | دید خود را در نہادش شورشی پیدا شدہ |
| عقل و روح و جان و دلہا سوختہ چوں طور بود | عاشقانِ بیدلاں را از تجلّی جمال |
| غمزہ اش از بہر زخم جان ما ساطور بود | آہ از تیرِ نگاہش بسکہ دلہا خوں شدہ |

هر که دیده چشم مستش در زماں بیخود شده — خمر عشقش تند تر از بادهٔ انگور بود

پیر عقل از بزم او خرقه سلامت کے برد — که ز فرطِ بیخودی از هر طرف محصور بود

در مرضهار محبت زیر کی کارے نکرد — نه آنکه افلاطونِ دانش خود دراں رنجور بود

آه نساں یاری که یوسف پرتو حسن ویست — نے جمالش دیدهٔ یعقوب جاں نے نور بود

از تماشای جمالش پرطرب عالم شده — جان و روحِ عاشقانش پر نشاط و سور بود

دوش اندر بزم آں سلطانِ خوباں هر حریف — از نگاهِ مست ساقی بیخود و مخمور بود

آسماں در رقص آمد وین زمیں بیخود شده — عقل و روح و جان و دل جمله از و مسرور بود

خمّ جانِ عاشقاں از بادهٔ اسرارِ حق — دوش اندر جوش همچوں سینهٔ منصور بود

هر دلِ مرده ز بانگ او حیات تازه یافت — نالهٔ بے مطرباں ارواح را چوں صور بود

تابش خورشید رویش ظلمتِ دلها برد — از وفور جوشِ رحمت هر گنه مغفور بود

آتشِ عشقِ رخ او پردهاے عیب سوخت — ظلمتِ دوری ز جانِ عاشقانش دور بود

اضطرارِ دل نقاب از روے جاناں بر کشود — گشت پیدا آنچه اندر پردها مستور بود

سینهٔ عشاق او از عکس خورشیدِ جمال — همچو آئینه ز فرطِ بیخودی معمور بود

محوِ حسنش از نظر بر خویش و بر غیری نماند — بیخودیِ عشق گو یا یک شبِ دیجور بود

از نگاهِ مست ساقی و سرودِ مطرباں — هر یکے در بزم جاناں بیخود و مخمور بود

گر خراباتی شدم زاهد بمن طعنه مزن ‌‌ کز ازل روحم بکارِ عاشقی مامور بود

بیدلی و ننگ و رسوائی و بدنامی تمام ‌‌ عاشقاں را از قضا و از قدر منشور بود

آفتاب معرفت بر عقل و بر دلها بتافت ‌‌ آنکه نادیده جمالش چشم جانش کور بود

چاشنی دردِ عشقش جان زاهد چوں نیافت ‌‌ گر زند طعنه بحالِ عاشقاں معذور بود

واعظِ مجلس که جانش حرف بیمعنی بود ‌‌ بے خبر بر جبه و دستار خود مغرور بود

مدعی از طیلسان و شمله تن آراسته ‌‌ لیکه جانش بے قبای سرمداں عور بود

از جمالش کاں حیاتِ جانست منعم می کند ‌‌ پند ناصح در دماغم ناله ناقور بود

هر که در آمد بکوی عشق زو بیروں نرفت ‌‌ جانِ عشاقش بکنج بیخودی محصور بود

بیدلانِ عشق را خاکِ درش خلدِ برینست ‌‌ کوی جاناں عاشقاں را کوشکِ فغفور بود

هر که در راه محبت جان خود را باخته ‌‌ غیرتِ عشاق در رشکِ شبلی و منصور بود

هر که را آں ماهرو در کار عشق خویش داشت ‌‌ بالیقیں از سوی جاناں جانِ او ماجور بود

یادِ یارِ مهربانم راحتِ جانِ من است ‌‌ با خیالِ غیرِ او دل خانهٔ زنبور بود

گر فدا گردم بپایش جاں عجب از وی مدار ‌‌ زانکه از احسانِ ساقی جانِ ما مشکور بود

با مریضانِ غمش حسنش مسیحائی نکرد ‌‌ عقل و روح و جان به عشقش هر یکی رنجور بود

چونکه صبحِ وصلِ جاناں سوی جانِ من نتافت ‌‌ بے جمالش روزِ هجرم چوں شبِ دیجور بود

| | |
|---|---|
| یاد رآید ای حریفان از من حسرت زده | وای بر جائی که او از بزم جانان دور بود |

احمد اگر عاشقی از تیغ جانان سر متاب
کشتن عشاق اندر کوی او دستور بود

## ایضاً

| | |
|---|---|
| جان شوریده سران شیفتهٔ روی تو بود | دل دیوانهٔ ما بستهٔ گیسوئے تو بود |
| جان گرفتار کمند خم گیسوئے تو بود | پای بند دل من سلسلهٔ موئے تو بود |
| آنکه زد زخم بدل تیغ دو ابروئے تو بود | وانکه شد دام دلم حلقهٔ گیسوئے تو بود |
| در دلم ناله چو بلبل ز گل روی تو بود | مستی و شور جنونم همه از بوئے تو بود |
| چون کتان چاک دلم از قمر روی تو بود | زخم چون شانه بجانم ز غم موئے تو بود |
| مستی جان من از نکهت گیسوئے تو بود | بند مجنون دلم سلسلهٔ موئے تو بود |
| قتل عشاق تو از تیغ دو ابروی تو بود | غارت دین دلم نرگس جادوئے تو بود |
| چونکه زنجیر دلم حلقهٔ گیسوئے تو بود | دل دیوانه فتاده بسر کوئے تو بود |
| دیده را از سر حسرت نظری سوئے تو بود | جان خود ساده شده آئینهٔ روئے تو بود |
| ابروئت کعبهٔ ایمان جهانست ازاں | از همه سو دل عشاق کشاں سوئے تو بود |
| مجرم شیخ نفهم ست و برهمن در دیر | معتکف جان حزینم بسر کوئے تو بود |

گردن هر دو جهان بستهٔ تار زلفت — دل عشاق تو آویختهٔ موی تو بود

نکهت کاکل مشکین تو آورد صبا — دل من مست ز خود رفته از آن بوی تو بود

روی تو قبلهٔ من کعبهٔ جانم کویت — سجده گاه من بیدل خم ابروی تو بود

خرمن جان من از برق جمال تو بسوخت — نظرم خیره ز خورشید دلش روی تو بود

دل و دین برده ز من بیخود و دیوانه شدم — کمترین شوخی آن غمزهٔ جادوی تو بود

چون پری در دل ما خانهٔ خود ساختهٔ — های و هوی لب ما غلغله و هوی تو بود

سالها رفت که تا این دل مشتاق مرا — آرزوی نظرے بر رخ نیکوی تو بود

تفرقه از دل عشاق تو مهر تو ربود — همچو کعبه همه کس را رخ جان سوی تو بود

نیست گشتم چو تو در سینهٔ من گنجیدی — هرزه گردی دلم جمله تگاپوی تو بود

ساقیا جام همه دادی و مستم کردی — که رهائی ز خودی باعث نیروی تو بود

هر کسے کامده از چاه طبیعت بیرون — دائم ای عشق که آن قوت بازوی تو بود

هر چه آید بدلم موج ز بحر تو بود — راه پنهان بخم جان من از جوی تو بود

خاک گشتم بامیدیکه بپایت برسم — در دل من هوس بوسهٔ زانوی تو بود

جنبش شاخ ز خود نیست مگر از باد است — رقص عشاق تو هم از طرب و طوی تو بود

بهوای تو دل از نقش دگر ساده شد — این همه چون تو بود و همه جلدوی تو بود

عشقِ سودائے تو بے ننگ دلم را کرده
عاشقِ روی تو رسوای سرِ کوی تو بود

ای بعشقِ تو دو چیز آفتِ جانم گشته
آن یکے روی تو بود و دگرے خوی تو بود

گرچه پوشیده شوی لیک تو فاشی در خلق
همچو خورشیدِ عیان روشنی روی تو

## ایضاً

عشقِ تو در دلِ من پرتوهٔ روی تو بود
طربِ روحِ من هستیم از بوی تو بود

ساکنانِ حرم و دیر و کلیسا و کنشت
همه را سجدهٔ جان در خمِ ابروی تو بود

به عیان و به نهان و به حقیقت به مجاز
روی مخلوق دو عالم طرفِ روی تو بود

بندهٔ زلف و رخت کافر و مومن هر دو
برتر از دیر و کلیسا و حرم کوی تو بود

بحرِ ذخارِ جمالت دلِ عاشق چو حباب
عشق مهیجِ تو بود اشک ز خون جوی تو بود

ظاهر و باطن ما را شده چونکه محیط
رو بهر سو که نهادیم همان سوی تو بود

چونکه در انفس و آفاق ز تو آیات است
پس بهر سو که بدیدیم رخِ نیکوی تو بود

از عدم تا بوجود [illegible]
عکسِ حسنِ تو بود پرتوهٔ روی تو بود

گشته جانم و دلش از کفر و ایمان فارغ
هر که وارفتهٔ شوریده سر از بوی تو بود

دیده [illegible] جمال
همچو آئینه پر از پرتوهٔ روی تو بود

جانِ من [illegible] توی محض وجود
هستیم همچو جبالی بسرِ جوی تو بود

پریشان گشته چو آن گیسو پریشان جنت ز تو
پهر گم گشتن عشاق عدم کوی تو بود

نالهٔ عاشق فانی که پر از هستی تست
دانم ای ماه که چون فاخته کوکوی تو بود

ساقیا مست شدم چونکه بدیدم در جام
کاندرو عکس جمال رخ نیکوی تو بود

گر جنون حمله کند از سر کویت نروم
از پی بند دلم سلسلهٔ موی تو بود

ناله‌هاییست مرا همچو نی از غم تو
شیفته بلبل جانم به گل روی تو بود

تا ابد زنده نگردد ز دم روح الله
هر که او کشتهٔ زان تیغ دو ابروی تو بود

عاشق سوخته جان را چه کلیسا چه حرم
هر کجا روی نهد شیفتهٔ روی تو بود

این دل شیفته از ننگ و ز ناموس رهید
مست از عشق تو رسوای سر کوی تو بود

وحشی عشق تو با غیر نگیرد آرام
لامکان جای خرام و رم آهوی تو بود

خوش رسیدی ببر دوست تو ای طایر عشق
مهر آن ماه لقا بال تو بازوی تو بود

کشتن عاشق و غارتگری دین و دل
خصلت طبع دل آزار و جفاجوی تو بود

طمع دارد دل احمد نظری لطف ز تو
زانکه مداح تو ای شاه و ثناگوی تو بود

## قصیده در بیان خمخانهٔ عشق و مراتب جوشش بادهٔ او

دل برده ز من بت ستمگا
زان حسن و جمال فتنه از خویش
در سینه ز عشق آتش فروخت
یک بار مرا ز من ربوده
صد تیر زده ز غمزه دنبال
چشم به افسونه دار
از حسن بشد محیط جانها
جان کرده نهان سوخ در دل
چون سوز نهان است ز پیدا هم
چون مهر که دیده اش نه بیند
در تابش خود نهان چو خورشید
خود شدت قرب بعد گشته
در جسم چو جان ز چشم پنهان
در عشق نهان چو سوز عاشق
در نالهٔ بلبلان فغان زد

شیرین سخنی و شوخ و عیار
بے ہوش به سر نماند دستار
دل همچو خلیل گشت در نار
جز آه نماند در دل زار
زان غمزه مستان شده دل افگار
زان بر لب خلق هست زنهار
وز زلف بداده وال ثنا
گر دیده بچشم نور ابصار
پیدا است ز رنگ زرد رخسار
پوشیده شده در عین اظهار
گردید ردائے رویش انوار
در دیدن جانست دیده را عار
در دیده بسان نور ابصار
در حسن نهان چو رنگ گلنار
گشته به چمن بهار گلزار

در شمع ز حسن چهره افروخت
پروانه از دست در دم نار

پنهان شده زیر آهِ عشاق
از بهرِ بتان ست رنگِ رخسار

در صحنِ چمن برنگِ گل بود
افغان بدرونِ بلبلِ زار

گلگونهٔ حسن یوسف آمد
یعقوب بدیده دیدش انوار

شد رونقِ حسن روی لیلے
گردید بقیس نالهٔ زار

چون روح حیات جسم و جان هاست
آرائش رنگِ روی و رخسار

بنگر به عیان شهود شاهد
پیداست هرانچه بود اسرار

## غزل

بود آن بت مست ناز و طرار
از بادهٔ حسن خویش سرشار

گو نرگسِ او بخواب ناز است
صد فتنه بخلق از وست بیدار

آن مایهٔ حسن و ناز و خوبی
وان راحتِ عاشقانِ بیمار

در حجلهٔ ناز خویش خفته
جبرئیل نداشت اندران بار

آمیختهٔ حسن و عشق باهم
وان ناز و نیاز غرق اسرار

چون غنچه درونِ خویش پنهان
فارغ ز نوای بلبلِ زار

خود ناظرِ خویش و خویش منظور
جز هستیِ مطلقش دگر نه
آنجا عدم و وجود یکسان
آن اصل وجود و هستیِ محض
دلها ز خدنگِ غمزه مجروح
از ناز خراب کرده جانها

آئینهٔ خویش و خویش دیدار
برتر ز تجلیات استار
آمیخته بود نور با نار
وان معدنِ علم و عقل و انوار
جانها بکمندِ او گرفتار
دلها شده پائمالِ رفتار

احمدؔ به بیان و شرح حسنش
لال ست زبانِ قال و گفتار

## در بیان خمخانهٔ عشق که مجهول النعت است و مسمی بحضرت احدیت الجمع

زان بادهٔ تند داد ساقی
آنجا نه اشارتے نه رمزے
از خویش خبر نه از دگر کس

تا هوش برفت و نیز دستار
جز حیرت و محو نے دگر کار
نے مست بخود و نه بود هوشیار

برتر ز عدم وجود محض ست
برتر ز خیال و وہم فکر ست
زاں بحر عدم چو موج برخاست
آں جوشش عشق بود در روے
ایں عشق کہ بود گنج مخفی
چوں بحر ہزار موج برخاست
بر شکلِ حباب و موج و قطرہ
در ذات حباب گر بہ بینی
از روئے تشخص ست فانی
بیصورتیش گرفت صورت
از حسن خراب کردہ جانہا
از آتشِ عشق سوخت جانہا
تنہا بہ غمش نہ من خرابم
از برق جمالِ آں پری رو
زاں نرگسِ مست جاں ست مخمور

فارغ ز مقال و بحث و تکرار
کے درک عقول نادراں بار
بیروں شدہ عشق زو بہ یکبار
چوں بادہ درونِ خُمِ خمّار
زد جوش بخود چو بحر یکبار
زاں قلزم بے کنار زخّار
اشکال از و بخاست بسیار
آبے ست گرفت شکل یکبار
باقیست بذات بحرِ ذخار
بیرنگ برنگ کردہ اظہار
دل بردہ ز رنگ رو و رخسار
دل کردہ بزلفِ خود گرفتار
صد ہمچو منی بہ عشق او خوار
آہے ست مرا بہ لب شرربار
دل جوشش زند چو خم خمّار

# غزل

محویم بہ حسن آئینہ وار — حیران جمال روئے دلدار

دل دیدہ تجلی جمالش — چوں آئینہ محو شد بدیدار

آئینۂ جان عاشقانش — پر شد زجمال مہر دلدار

از شدت تاب مہر رویش — گم گشتہ چو نجم عاشق زار

جاں محو شدہ بہ حسن جاناں — دل گشتہ فدائے روئے دلدار

جز مہر رخش دگر نماندہ — چیزے بخیال عاشق زار

اے مایۂ حسن و ناز و خوبی — از روئے چو مہر پردہ بردار

یک جلوہ بکن دگر بچشم — تا جاں بکنیم بر تو ایثار

بنمای رخ خویش و ہوش من بر — کن از مئ عشق مست و سرشار

اول نقشے کہ عشق بنوشت — جانہا ہمہ شد رہین خمار

احقر کہ اسیر زلف یاریم — افتادہ مرا باآں پری کار

چوں بادۂ ناب داد ساقی
زد بادہ عشق جوشش اول
زاں معدنِ علم و عقل اول
علم ست درو تعین اجمال
خود عین تجلی و تعین ست
ہم اصل جمال و ہر جلال ست
پرتو نگماں تعین حرف ست
ایں معدنِ علم و عقل محض ست
اے ساقیٔ جاں بیار بادہ
دل رقص کند ز عشق و مستی
ما مست و خراب جام عشقیم
از خرقۂ زہد تو بہ کردیم
رسوا شدہ ایم ما بہ عشقش
یا ہم شبلی چو یار و ساقی
خاکِ درِ پیر میکدہ را

افزود مشاہدہ و دیدار
تا کرد بجوشش جنبش اسرار
واں اصل و اصولِ روح و انوار
تفصیل نداشت اندراں باد
ہم عین مشاہدہ نہ استار
ہم مبدأ ہر صفات و آثار
آنجا نبود حجاب ہر بار
آں عین حیات و عین ابصار
تا باز شویم مست و سرشار
تا چرخ زند چو چرخ دوار
در میکدہ ام گرو ست دستار
تسبیح گذاشتیم و زنار
در کوچہ و برزن و بہ بازار
دانم کہ مراست بخت بیدار
چترم بکنند بحشر دادار

از بادۂ عشق ہر کہ شد مست
تا حشر دلش نگشت ہشیار

اے عشق دلیل وصل من باش
از روئے حبیب پردہ بردار

آئینہ حسن یار مائی
جلوہ گہ روئے خوب دلدار

اے عشق ہزار نام داری
ہر اسم ترا ہزار اسرار

وصفے کہ کنم ازاں بروں
ہم مظہر و مظہرے و اظہار

اے مبدا و اے معاد جانہا
دلہا بہ کمندِ تو گرفتار

اے مخزنِ ہر سرور و ہر غم
وے اصلِ وجودِ نور و ہم نار

یک ذات و صفات نے نہایت
کج رائے و فضول کرد انکار

یک عم بخواندش یکے خال
یک آدم و اسمِ اوست بسیار

نوریست بذاتِ خویش سازج
شد مبدا و اصلِ جملہ انوار

آبی ست در اصل صاف و سادہ
زو ژالہ و برف دارد آثار

ہر جزو بہ کل شدہ است راجع
زیں والہ دل ست سوئے دلدار

## غزل

تا سوختۂ محبت یار
شیدائے جمالِ روئی دلدار

از هستی خود خبر نداریم | محویم بحسن روی آن یار
دیوانه شدیم در هوایش | افتاده مرا بآن پری کار
جانم بربود حسن جانان | دل برده ز من جمالِ دلدار
در گلشن حسن مثل بلبل | داریم ز عشق نالۂ زار
زد برق جمال آتشِ عشق | تا خرمنِ جان بسوخت یکبار
پامال ز نار کرد جانها | وانگاه زخون ماست انگار
از عشق تو بوده ام در آتش | چون گبر که دائماست در نار
عشق آمد و رفت عقل و هوشم | در کوی بتان فتاده ام خوار
از عشقِ تو گل قبا دریده | بلبل بفغان و نالۂ زار
چوں زندہ احمدا تو بے روح | بردہ دلِ تو بتانِ طرّار

## جوش ثانی بادۂ عشق مسمے بحضرت واحدیت

ساقی ز شراب ناب افزود | خود مستی و ذوق شوق و اسرار
زد بادۂ عشق جوشِ ثانی | در ملک تجلّیات و انوار
اعیان بدرون علم جا یافت | هر سرّ نهان گرفت اظهار

تفصیل گرفت جملہ اجمال ظاہر شدہ آنچہ بود استتار

خود جملہ صفات کردہ جنبش از سمع و ارادت و ہم ابصار

ظَهَرَتْ بِهٖ اُمَّهاتُ سَبْعُ زو جملہ صفات کردہ اظہار

اسماء و صفات در تجلی جبار و ودود و نیز قہار

اینجاست مقام انس و ہیبت ہم معدنِ مہر و قہر و انوار

ساقی قدحی بدہ دگربار تا افگنم از سر و دستار

یک جرعہ بکام جان من ریز وز بادہ شکن خمار پندار

در جام بریز خونِ شیشہ ساقی پئے عاشقانِ خونخوار

جان مست بکن ز جامِ توحید وز شرکِ خفی دلم بروں آر

تا محو شویم ما بہ عشقش از سینہ خیال غیر بردار

تا باز رہم من از من و تو زیں ہستیٔ وہمیم بروں آر

غیر تو دگرے بہ چشم ناید از دیدہ خیال غیر بردار

تو باشی و غیر تو نباشد دلدار شو و مشو دل آزار

زاں برقِ جمال سوخت جانم داریم چو ابر چشم خونبار

سیلاب ز خون روانست از چشم دل موج زند چو بحر ذخّار

شد گیسوی او کمندِ جانها — دامی ست درست و دل گرفتار
از آتشِ عشق جانِ من سوخت — کو آبِ زلالِ وصلِ آن یار
قربان بکنیم جان بدعوت — مهمانِ دل ست عشقِ دلدار
او آنِ من ست و آنِ اویم — ما کالهٔ عشق او خریدار
مرآتِ جمال و حسنِ یاریم — ما آئینه او مر آن خریدار

## غزل

ای یار بیا سوی منِ زار — بی روی تو جانِ ما ست بیمار
شد آبِ جگر ز دردِ فرقت — دل خون شده ست و دیده خونبار
در عشقِ تو گشته ایم رسوا — در مهرِ تو خسته ایم و هم خوار
افسوس فتاده جانِ مسکین — در دستِ ستمگرِ جفاکار
زخمی ست بدل ز تیرِ غمزه — جان در خمِ زلفِ او گرفتار
محویم بحسنِ روی جانان — رستیم ز قیل و قال و گفتار
هستیم به عشقِ یار بیخود — رستیم ز کسب و از همه کار
گشتیم شکارِ ترکِ خوبان — هستیم اسیرِ لعلِ خمار

ما مست و خراب جامِ عشقیم
چشم ساقی مراست خمار

از آتشِ عشق جانست سوزاں
وز درد دل ست دیدہ خونبار

احمد اثری ست عشقِ او را
تا گم شدہ ایم ما با سرار

## جوشِ ثالث بادۂ عشق مسمیٰ بہ حضرت ارتسام

ساقی قدحے دگر مدد کن
افروختہ ارتسام رخسار

زد بادۂ عشق جوشِ ثالث
گشتہ چو حباب چرخ دوّار

ظاہر شدہ این قلوب ارواح
پوشیدہ بخود لباس انوار

افعال بذات اوست پیدا
آمد بظہور از وہمہ کار

ناظر بجمالِ لوحِ محفوظ
شائستۂ ذوق و شوق و انوار

ہم صاحب کشفِ وحی و الہام
آگاہ ز لفت روح و اسرار

افعال تمام از و بخیزد
ہر فعل بذاتِ او در اظہار

عکسِ خطا نست نقطۂ جاں
گردیم بگرد خود چو پرکار

جز جانِ خراب در نگنجی
دیار توئی و دل ترا دار

گفتا کہ بغیر دل نہ گنجم
بنگر کہ دل ست جائے دلدار

صد حرف کنی و کم نگردد — دانم که دل ست بحر زخار
از سینه هزار شکل خیزد — گه رنگ گل آید و گهی خار
صد موج ز سینه سر بر آرد — هر موج و لیست دُرِّ شهوار
از معدنِ دل هزار الفاظ — بیروں بنهاده سرِ اظهار
آمد به بروں ز بحر بیرنگ — اشکال هزار و رنگ بسیار
در خویش نگشته بیش و نے کم — دل قلزم و هست بحر زخّار
ناید بخیال وسعتِ دل — تا چیست دل و چه دارد اسرار
تو جانی و جانِ ماست جانت — جان و دلِ ما ترا بود دار
آں بادهٔ ناب ساقیا ریز — در جام دلم برنگِ گلنار
تا مست شویم و فارغ از غم — در میکده رهن ساز دستار
ای عشق بیا و دست من گیر — بازم برساں بکوی دلدار
جاں مست بکن ز بادهٔ خویش — بازم برهاں ز ننگ و از عار
زاندیشه ننگ دل شو پاک — در خرقه و زهد آیدم عار
ای عشق اگر به هستی من — آتش بزنی منم سزاوار
از هر چه جز او ست نیست گرداں — غیر آں هست ما و ره بگذار

بے عشق تو خانہ بے چراغ ست — نے مہر بدیدہ نیست انوار

بے مہر تو طالع واژگون ست — نے عشق تو بخت نیست بیدار

نے مہر دل ست سنگ خارا — یا ہیزم خشک قابلِ نار

از عشق ہر آنکہ بو نبردہ — خود مردہ دل ست یا کہ بیمار

خود طالبِ جاہ و ننگ و ناموس — چون زاغ نشستہ گرد مردار

این بندۂ دوزخ و بہشتند — عاشق نہ طلب کند بجز یار

در خرقۂ تو نہانست زاہد — خود بینی تو بجائے زنّار

وانی دلِ خویش گر تو واصل — صوفی بدماغ تست پندار

از ہستیٔ تو چو ذرہ باقیست — میدان بیقین کہ ہست زنار

گر علم دو کون جمع آری — غالب آئی بہ بحث و تکرار

چون سرّ تو شد بحق نہ ساکن — باشد ہمہ قیل و قال و گفتار

ای دل مددے طلب ز ساقیؔ — کز ہمّتِ او بر آیدت کار

اے پیک بیار مژدۂ وصل — تا جان بکنیم بر تو ایثار

این مردہ تنم بدہ بجانان — کو مرد خداست نیک کردار

مردیم در آرزوئے رویت — یکبار ز رخ نقاب بردار

بازآ و مرا بدست خود کُش | تا سر بہ نہیم زیر تلوار
چشمے کہ ز عشق خون بگرید | از جنت دوست ہست انہار
چوں خاک بہ ناز عشق گشتیم | روئید بجاں ہزار گلنار
خوں ریخت ہزار مثل حلّاج | عشق ست ابذات خویش خونخوار

## غزل

بائیم زرد عشق بیمار | وز سوختگان مہر دلدار
آلودہ بخوں دو چشم داریم | زخمی ست بدل ز غمزۂ یار
افتادہ بکوئے یار بسمل | از درد محبّتیم بیمار
سودا زدۂ جنون عشقیم | رسوا شدۂ بکوئے دلدار
داریم ز درد چشم پُرخوں | کاریست مرا بعشق خونخوار
دیوانۂ حسن آں پریرو | شوریدہ سریم و خستہ و خوار
جاں گشتہ اسیر دام جاناں | زنجیر دل ست زلف دلدار
آہے ست بہ لب دو چشم پُر اشک | از عشق شدیم بیدل و زار
نالے روی تو نیست چشم روشن | شئے عشق تو نیست بخت بیدار

| | احمدؐ ز جمالِ آں پریرو<br>دیوانہ شدیم بیخود و زار | |
|---|---|---|

## جوش رابع بادۂ عشق مسمیٰ بحضرت مثال

| | |
|---|---|
| ساقی قدحے شراب در دہ | دیدیم بجام عکس رخسار |
| زد بادۂ عشق جوش رابع | تا شکل خیال بست دستار |
| رو کردہ ز غیب در شہادت | پوشیدہ ہر انچہ بود اسرار |
| صورت بگرفت نور بیرنگ | ارواح در آمدہ در انظار |
| تنزیہ نہاں شدہ بہ تشبیہ | جسم آمدہ بہر روح ستار |
| تقیید بپردہ رنگِ اطلاق | آئینہ برفت زیر زنگار |
| ظاہر شدہ خلق و حق نہاں شد | پنہاں شدہ گنج زیر دیوار |
| آں نور لطیف شد ممثل | ہر شکل خیال و وحیِ جبار |
| تا دیدہ باطنش بہ بیند | آمد بہ بصیرت و در انظار |
| اسرار قلوب کردہ ظاہر | آوردہ بجسم وحی و اسرار |
| اسرار نہاں ازوست افشا | زو غیب بنہہ گرفتہ اظہار |

آرندۂ غیب در شہادت — اظہار کنندۂ ہر اسرار

آن جسم لطیف بے تجری — پوشیدہ بخود لباس انوار

از عالمِ روح سوئے اجساد — آرد خبرے بجسنِ اطوار

از سِرِّ نہان و غیب ملکوت — وز وحیِ خدا و دیگر اسرار

از ہر چہ بہ قلب آید او را — آرد سوئے جسم و سوئے گفتار

یک رخ سوئے قلب و یک بجسم ست — برزخ بمیان خاک و انوار

رازے کہ نہان بغیب بودہ — از ذات وے آمدہ در اظہار

از بادہ سرور بخش ساقی — وز سر کسلِ خمار بردار

اے مہر سپہر عشق بازی — ہستیِ مرا چو سایہ بردار

ما غیر ترا عدم شماریم — ما را بوجودِ تست اقرار

ما دیدہ بروئے تو کشادیم — از غیر تو جانِ ماست بیزار

جز ہستیِ او دگر عدم دان — ہستیِ تو بیگمان ست پندار

زاہد بتو وعدہ است فردا — امروز مراست نقدِ دیدار

از بہر تو عشق دشت پُر خار — بہر دلِ ماست ہمچو گلزار

این عشق کہ در وے بیزبانی ست — در مدرسہ اش نہ بحث و تکرار

ای دل تو اگر مریض عشقی — روح القدس آیدت به تیمار

سلطانی هر دو کون دارد — عاشق که باوست یار هموار

جانی که بیار هست مشغول — باشد ز خیالِ غیر بیزار

یک لحظه زیاد نیست غافل — دیوانه بکار خویش هشیار

خفته بود چشم و دل نخسپد — دایم دلِ عاشق ست بیدار

## غزل

داریم بعشقِ آن دل آزار — صد آه و دو چشم تر دلِ زار

مجروحِ خدنگِ چشم شوخیم — هستیم اسیر زلفِ خمدار

دیدیم بجام عکس ساقی — مستیم ازان شراب دیدار

دیدم رخِ تو شدم مسلمان — عشق دل من شکست زنّار

آن روی چو مهر مصحفِ ماست — دیدیم رخت شدیم دیندار

در حضرتِ یار جانست حاضر — دل سجده کند حضور دلدار

رفتیم برون ز ننگ و ناموس — گشتیم بعشقِ دلبران خوار

رندیم و خراب در خرابات — از بهر بتان شدیم زوّار

ابروی بتانست سجده گاهم — خود کعبهٔ ماست کوی دلدار
عشق بتِ ماهروست خرم — چشم ساقی مراست خمار
مستیم ز چشمِ مستِ ساقی — هستیم خرابِ عشق دلدار
گردید کمندِ جاں خمِ زلف — بستند ہزار دل بیک تار

احمدؒ ترسم ز راز دلبر — گر فاش کنم کشند بر دار

## جوش خامس بادۂ عشق مسمی بحضرت شہادت

ساقی قدحے ز بادہ بردار — مست آمدہ سوئے بزم دلدار
زد بادۂ عشق جوش خامس — تا صورت غیب یافت اظہار
جانے کہ ز چشمہا نہاں بود — چوں جسم بدیدہ شد بدیدار
از غیب چو اسپ را دواں کرد — در ملکِ شہادت آمد آں یار
گردید نشان و شکلِ اجساد — پوشیدہ لباسِ جسمِ اسرار
آمد بظہور سہ موالید — حیوان و نبات و نیز احجار
شد جوہر قلب جسم محسوس — صورت بگرفت سرّ و انوار

چون حرف و چوز الہ شکل بگرفت ‏— آں آب لطیف مثل اعجاز

ہر شئے بکمال خویش نادر ‏— بر وحدت ذات او بگفتار

آں چیز کہ از نظر نہاں بود ‏— رو کردہ ز غیب سوئے اظہار

پوشیدہ لباس جسم اعیان ‏— ظاہر شدہ آنچہ بود اسرار

تکمیل گرفت در شہادت ‏— آں حسن و جمال روئے دلدار

بے مثل بہ مثل بستہ تمثال ‏— بیرنگ برنگ گشتہ انضار

اطلاق بقید سہل کردہ ‏— اسرار گرفتہ شکل اظہار

ارواح گرفت شکل اجساد ‏— عکسے بنمود آئینہ وار

ماییم چو لفظ اوست معنی ‏— مضمونست نہاں بزیر اشعار

حق ہستی مطلق ست و عالم ‏— موہوم وجود ماست پندار

دلبردہ ز عاشقاں بہر شاں ‏— ہر شان وی ست نادر اسرار

## غزل

ما سجدہ کنیم دیدہ دیدار ‏— زاہد بکند بسوئے دیوار

ماییم خراب عشق آں یار ‏— دلدادہ حسن روئے دلدار

اے عشق بیا و مونسم شو — ہستیم ز عقلِ خویش بیزار

بدست مرا بکن چو منصور — تا سر بنہیم بر سرِ دار

مطرب بنواز نغمہ امروز — تا رقص کنم چو چرخِ دوّار

جانہا ہمہ یک بکن ز مستی — تا چرخ زنیم مثلِ پرکار

بر آتشِ نہ ہیزم آب مے ریز — تا خاک شوم بکوئے خمّار

از بادہ غرورِ توبہ بشکن — بدست مرا ببر ببازار

عشقم چو قضاءِ آسمانست — پس سوئے بتاں رویم ناچار

قسامِ ازل نصیبِ ما کرد — رسوا شدم بکوئے خمار

دانیم شعارِ ورع ما نیز — اما نشدست بخت ہموار

با بختِ سیہ فتاد کارم — بر حسبِ ورع کنیم چوں کار

ہر چند دلم بکرد فریاد — ایں عشق مرا نداد زنہار

دل جذب کند جمالِ محبوب — از خود نرویم سوئے دلدار

از ہستیِ خویش احمدا خیز
وے گفت مرا بگوش آں یار

## جوش سادس بادۂ عشق مسمے بحضرت انسان کامل

ساقی زشراب ناب گلرنگ — در ده که ببزم آمد آن یار

زد بادهٔ عشق جوش سادس — بگرفت کمال حسن دلدار

دلبر بکمال حسن آراست — با ناز و ادا و رنگ رخسار

دل برده زخلق جملهٔ عالم — آن حسن و جمال روئے دلدار

مجموعهٔ جملهٔ عالم آمد — شد منذ زجش تمام اسرار

از روح بود محیط عالم — شد مرکز دائره چو پرکار

کونین درون او بگنجد — در صورت قطره بحر زخّار

گردید ازین خلیفة الله — بر تخت جهان نشسته شهوار

خود سجده برائے او ملک کرد — از سرّ خداست ذاتش اسرار

خورشید بشکل ذرّه آمد — تابنده زحق درست انوار

در ارض و سما که حق نه گنجد — گفتا دل او مرا بود دار

کونین بذات اوست قائم — گردید خلیفه و سپهدار

هم عاشق خویش و خویش معشوق — مطلوب خود است و خود طلبگار

عالم همه جسم او چو جانست — ذاتش پے چشمهاست ابصار

چون تن که بزیر حکم جانست — کونین بدام او گرفتار

جز در دلِ تنگِ ما نگنجی     دل نیست مگر ترا د ا ر

این کوه و فلک زمین بکرده     از حملِ امانتِ تو انکار

خواندی چو مرا ظلوم جاہل     دشنام خوش است از لبِ یار

زنہار نہ عقل ام رساند     کے پشہ تو بار کوه بردار

از تست عطا رہر عزیمت     گوہر توئی و توئی خریدار

از من عدم و وجودِ من نیست     از تست تجلیات و استتار

بر ہستیٔ ما بکن تجلّی     تا محو شویم ما باسرار

تو باشی و غیرِ تو نباشد     این علم بجان خستہ بگمار

یک جلوه کن و مرا ز من بر     نے پرده در آ حجاب بردار

تو با منی و منت بجویم     عشقِ من و تو بود عجب کار

مائیم و یا توئی ندانیم     عقل آمده پیش سرّ تو خوار

آمد حیرت مرا ز من برد     ہستیٔ مرا شکست پندار

احمدؔ حذر کن از رقیباں
تا این نہ سرت کشند بردار

## غزل

ای ز درد عشق تو بیمار جان دارم هنوز — داشتم مهر تو در دل همچنان دارم هنوز

خاک گردیدم ز غم لیکن درون جان خویش — آرزوی دیدنت ای دلستان دارم هنوز

سالها بگذشت بر من تا که بیمار ویم — همچو نی از درد عشق او فغان دارم هنوز

من بدل از ترک چشمی خورده ام تیر نگاه — کز جراحتهاش چشم خون فشان دارم هنوز

هر سحر از درد عشقت ای گل خندان من — نالها از سوز جان چون بلبلان دارم هنوز

عمر من پیری شده تا گشته ام خاک درش — وای جان من دلش نامهربان دارم هنوز

گرچه خوردم زخمها در عشق یار نازنین — لیکه میل دیدن آن جان جان دارم هنوز

اینکه می بینی ز چشم اشک خونی ای حریف — در جگر از زخم تیغ او نشان دارم هنوز

عشق خوبان در دلم آخر قضا ز آسمان ست — خاک گشتم لیکه مهر دلبران دارم هنوز

خورده ام روزی ز خُم باده اش یکجرعه — زان بجان من منت پیر مغان دارم هنوز

پیش خورشید رخت مانند انجم گم شوم — عمر شد لیکن آرزو پنهان بجان دارم هنوز

تن فتاده بر زمین و روح جان سوی فلک — در مکانم قید و شوق لامکان دارم هنوز

روز اول چون نظر کردم بخورشید رخش — آتش از عشق او در دل نهان دارم هنوز

پیش ترک چشم او نخچیر وش بیجان شدم — دل هدف زان تیر غمزه همچنان دارم هنوز

آنکه بود آرام دل آرام جان من ربود — در غم آن جان جان بیمار جان دارم هنوز

باش یک شب مونس جان حزین ای نازنین
بیقرار از عشق تو روح رواں دارم ہنوز

تافتہ بر جان من چوں عکس خورشید رخش
از شعاع عکس پرتوی آئینہ ساں دارم ہنوز

در ہوائے بے نشاں گردیدہ ام من بے نشاں
گشتہ ام گم لیک عشق بے نشاں دارم ہنوز

در غم تو ہمچو فانی ز آرزو ہا مردہ ام
آرزوی دیدن تو ہمچناں دارم ہنوز

من بہ عشق لالہ رویاں خوں بسی بگریستم
رخ برنگ زعفراں اشک ارغواں دارم ہنوز

گشتہ عمری تا کہ خود را من شکارش کردہ ام
پیش تیغش جاں بزیر امتحاں دارم ہنوز

در غم عشق تو جانم روز و شب گریہ کناں
سیل خوں از چشم خود ہر دم رواں دارم ہنوز

پیش خورشید رخش مانند سایہ گم شدم
چوں قمر از نور ذات او نشاں دارم ہنوز

در ازل از دست ساقی خوردہ ام یک جرعہ
در دل خود ای حریفاں سکر آں دارم ہنوز

خرقہ و سجادہ افگندہ بکوئے مے فروش
اعتکاف خویش در دیر مغاں دارم ہنوز

کعبۂ من کوئی یار و قبلۂ من روئے دوست
سجدہ سوئے طاق ابروی بتاں دارم ہنوز

ترک کردہ زہد و تقوی از سر مستی و شوق
وقت خوش با ساقیاں و میکشاں دارم ہنوز

بادہ دہ ساقی ز پند واعظانم دل گرفت
تنگ جاں از صحبت این ناکساں دارم ہنوز

عشق خوباں از من مسکیں قرار دل ربود
خار در دل در ہوائے گلرخاں دارم ہنوز

دل بہ طراری ربودہ از من سادہ سلیم
تا صدائے الاماں از جور شاں دارم ہنوز

سوخت جان و روحِ من از برقِ حسنِ دلبران
ملتقی شد ز آتشِ او دل طپان دارم هنوز

نے جمالِ گلرخان شد گلشنِ دل پایمال
از تطاول هاے غم در جان خزان دارم هنوز

دوش من از ترکِ چشمی خورده ام تیرِ نگاه
در جگر از غمزه اش زخمِ سنان دارم هنوز

آه ای دل کی بوصلِ آں گلِ رعنا رسم
زانکه حایل خارِ هستی درمیان دارم هنوز

کم نگشته هیچگه خود بحرِ زخارست دل
تا ز چشم از موجِ او سیلی روان دارم هنوز

در دلم احمد که میل شاهد و ساقی نهانست
پیر گشتم لیکه عشقِ خود جوان دارم هنوز

## ایضاً

دردِ دلم به بین ز غمِ دلربا مپرس
رنگِ رخم نگر دگر از حالِ ما مپرس

عشقِ پری رخان ز دلم شرم ریخته
نے ننگ گشته ایم ز ما از حیا مپرس

جور و جفای یار به جنسش گذاشتیم
ما بنده ویم ز ما بجز وفا مپرس

از حسنِ آن نگار و جمالش چگویمت
دلها ز زار بین تو از آن دلربا مپرس

آرام جانِ من چو وصل آرامِ من بود
از کشته مسیح هلا از دوا مپرس

از سر دهری دگران غم نمی خورم
بیگانگی که کرد خود آں آشنا مپرس

آلوده بخون مژه ام روی زرد بین — بنگر بحال زار و ز آه و بکا مپرس

میترسم مانه در درد و درین عشق سرخوشیم — رو خواجه کار خویش کن از حال ما مپرس

چشمم چو ابر و برق چالش مرا بس است — از گریه های ابر و ز برق و سنا مپرس

ما عاشقان روی دلارام بوده ایم — از محو حسن قصه جور و وفا مپرس

ما واله جمال دل آرای دلبریم — دلدادگان به بین و گر از دلربا مپرس

این عشق ما چو عشقه گرفت است شاخ دل — نی بیخ سبز هست نشو و نما مپرس

جان سوخته ز تابش خورشید روی او — این خیرگی چشم نگر و ز ضیا مپرس

عاشق به پیش یار چو انجم به پیش خور — در ابتدا عدم شده از انتها مپرس

گم گشته ایم ما به تجلی آن جمال — از جلوه های حسن جز آن مه لقا مپرس

دور از چگون و چون سوی بیچون همی رویم — محویم ما به عشق و ز چون و چرا مپرس

از رنگها گذشته به بیرنگ گم شدیم — از جلوه های رنگ و هم از لونها مپرس

از چشم اعتبار نگر اینکه میرود — انچه گذشته در ازل انها چرا مپرس

بکشای چشم دل بنگر جلوه جمال — اشخاص نور بین تو ز سر خدا مپرس

ای دل بیا و هستی و همی خویش را — کن غرق بحر وحدت و از ماسوا مپرس

شد آب صاف از اثر زمهر برف — ما بهر فنا تو ازین ثر الها مپرس

بینم ز دور آدم و در وی نهان پریست
اسرار شاه بین تو ز حال گدا مپرس

هر دم تصوری ز دلم سر بر آورد
آید بصد لباس بر چشم ما مپرس

در خون و سپید نور نظر بس عجب بود
شرحی بکن ز روح و دگر از خدا مپرس

یار آمده چو عشق نشسته درون جان
یکبار پرده هستی ما را از ما مپرس

حال گلی که گلشن دلهاست جای او
از بیدلان بپرس و ز باد صبا مپرس

ای دل تو غیر عشق سعادت طلب مکن
در پیش ظل عشق ز بال هما مپرس

تقوی و زهد ثمره عقل ست زاهدا
از بیدلان عشق روا نا روا مپرس

با خمشان به پیر مغان دل خوشیم و شاد
از ما ز زهد و ورع و ز نور و صفا مپرس

حیران حسن یار چو آئینه گشته ایم
صوفی ز عاشقان ز فنا و بقا مپرس

ساقی دیار و بزم حریفان باده نوش
از حلت و ز حرمت می واعظا مپرس

اسرار عشق و لذت ساقی و جام می
رو از حریف پرس ز نا آشنا مپرس

مرگ و حیات ما چو به هجر و وصال اوست
خور باده وصال و ز آب بقا مپرس

نی جام و باده آه چو وقت عزیز رفت
زود آ قضا بکن و گر از ما مضی مپرس

نار و نعیم قبله و ایمان زاهدست
از بیدلان عشق ز خوف و رجا مپرس

از بهر سیر یار دل سوخته ست جا
خوش این کنایتی ست ز عبدالهی مپرس

ای دل اگر طلب کنی اسرارِ عشقِ دوست | از سوختہ بپرس و ز اہلِ تقا مپرس

عشق ست کارِ مردی و مردانِ حق دلا | از کارزار و جنگ ز خواجہ سرا مپرس

آنانکہ گم شدند بہ عشق و ہوائی دوست | ز ایشان ز غیر یار و ز دیگر ہوی مپرس

عاشق نثار یار بکردہ جہان و جان | از اہلِ بخل ہیچ ز جود و سخا مپرس

زنجیرِ قہر گردنِ دلِ ما بہ بستہ است | از جانِ مبتلا بجز از ابتلا مپرس

خالی ز خویش باش و پر از سرِ آن نگار | از عرش و لامکان و گر از خلا مپرس

آئینہ سادہ گشت پر از عکس مہر شد | از جان تو خیال ز وحیِ خدا مپرس

موسیٰ ست روح و عشق بدستش بود عصا | اسرارِ روح اینہمہ دان از عصا مپرس

از ہمتِ شریف ظلومیم و ہم جہول | دون ہمتی چرخ نگر و ز ابا مپرس

احرام بہر منزلِ دلدار بستہ ایم | از ما ز کعبہ و ز صفا و ز منا مپرس

بیرون و اندرون پس و پیش شد محیط | سریست بوالعجب ہمہ تن دلکشا مپرس

ما چشمِ مستِ ساقیِ مخمور دیدہ ایم | بے بادہ سر خوشیم ز مستیِ ما مپرس

چشمے کہ تر ز عشق بود جان فدائے او | زین خشک چشم ہا ز محبت دلا مپرس

احمد رہینِ الفتِ دلدار گشتہ ایم
از ما بہر یار بجز از رضا مپرس

## ایضاً

دوش دیدم بره‌ی مغبچهٔ باده فروش — روی همچون قمر و زلف چو زنار بدوش

رفتم از خویش چو دیدم رخ خورشید وشش — زد دلم تاب و توان رفت ز سر عقل و هوش

گفتم ای جان جهان گرد سرت برگردم — گفت خاموش شو ای بوالهوس باده فروش

سینهٔ خویش بکن پاک تو از ما و منی — وانگهی پیش من آور نه تو چندان مخروش

اگر از بادهٔ عشقم بدلت ذوقی هست — بیکی جرعهٔ می خرقهٔ هستی بفروش

من ازین یک سخنش بیخود و بدمست شدم — که درون سر من نی خردم ماند و نه هوش

عاشقان گرد به چاردہ اش حلقه زده — بود در هر طرفی ناله و فریاد و خروش

پر خمار از می عشقش بجهان رندانند — کز ازل مست شده تا بقیامت مدهوش

رند از بادهٔ عشقش همه مستند و خراب — نه که زاهد که بود همت او زهد فروش

عاشقانی که چو از بادهٔ عشقش مستند — همه در جوش و خروش و همه در نوشانوش

دل و جانم ز می مهر رخش مست شده — خون چکان از مژه ها سینه چو دیگ اندر جوش

چون مرا دید ز خود رفته و مدهوش شده — نزد من آمد و بگرفت مرا در آغوش

گفت خوش نیست چنین پرده دری اسرار — رو چو منصور نه لب پردگی راز ملوش

ضبط کن آنچه ترا پیرِ مغان گفت نهان — رازِ پنهانیِ جانانه تو ارزان مفروش

پرطرب باش ز صهبای محبت هردم — بادهٔ مهر و وفا با رخ جانانه بنوش

در ازل قسمتِ تو بارِ محبت کردند — حاملش باش چنین گفت مرا دوش سروش

جهد کن از دل و جان گر قدمِ صدق تراست — تا بوصلش برسی ای دلِ من نیک بکوش

این چه رازیست که جان گشته از دست و خراب — این چه سرّیست که گردیده دلم زو مدهوش

با کسانیکه همه بستهٔ نارند و نعیم — کم ز عشقش سخنی گوی و هلا باش خموش

احمدا کن حذر از گوش رقیبان راز
سرّ خود فاش مکن فتنهٔ شان دارد گوش

## ایضاً

بهرِ تماشای رخش عشاق شیدا هر طرف — جانها ز حسنِ شوخ او دارند غوغا هر طرف

دلها بشوقش از طرب رقصان شده مانند طور — دیدار خوبان آمده صد مثلِ موسی هر طرف

ناله و فغانِ عاشقان عالم شده پرشور وش — هردم ز چشمِ شوخ او فتنه است برپا هر طرف

پیشِ جمالِ روی او هر جان شده حیرت زده — دیده بمثلِ آئینه محوِ تماشا هر طرف

وی از شعاعِ حسنِ او در تاب خورشید رخش — روشن شده کون و مکان و بوادی و صحرا هر طرف

بوده هجوم عاشقان گرد سرای آن پری
دیوانگان عشق او پرسر ز سودا هر طرف

دیده ز درد عشق او عشاق را شد خون فشان
ز اشک چشم عاشقان سیلاب و دریا هر طرف

بوده جمال آن صنم غارتگر ایمان و دین
از عشق حسن روی او آشفته دلها هر طرف

در کربلای عشق او هر عاشق دیوانه
میداد جان خویش را خود بی محابا هر طرف

از خانه چون آمد برون در خلق غوغائی فتاد
در عالم از حسن رخش شورست برپا هر طرف

گرد سرای آن پری عشاق او از فرط شوق
کرده نثار مقدمش جان بی تحاشا هر طرف

جان بر لب و دیده به ره قومی ز هجران عشق
شد مجتمع با صد چنین بهر مسیحا هر طرف

شوریدگان عشق او افتاده اند کوی او
از بهر یک نظارهٔ آن روی زیبا هر طرف

از بهر مجنونان او کز خویشتن بگذشته اند
در هر نظر جلوه کنان صد حسن لیلیٰ هر طرف

پروانه وش از بیدلی بر گرد شمع روی او
هر عاشق از جوش جنون میداد جانها هر طرف

بهر مریضان غمش حسنش چو روح الله بود
جم غفیر عاشقان بهر مداوا هر طرف

از قامت رعنای او قایم قیامت گشته بود
مضطر گروه عاشقان جان ناشکیبا هر طرف

بهر خدای ماه یکدم نقاب از رخ گشا
استاده قوم عاشقان با صد تمنا هر طرف

در عشق او تنها نه من آشفته و شیدا شدم
دیوانهٔ حسن رخش نادان و دانا هر طرف

جانهای عشاق از رخش روشن شده مانند طور
زان پرتو روی نکو نور تجلیٰ هر طرف

جانها مسخر کرده سحرست اندر چشم تو
مفتون حسن روی تو شد پیر و برنا هر طرف

با چشم مست و پرخمار آمد سوی بزم آن نگار
عشاق بیخود آمده چون مست صهبا هر طرف

از برق حسن آن پری وز شعشعهٔ نور رخش
جان سوخته عشاق را چون طور سینا هر طرف

در عشق روی آن نگار از عاشقانش صد هزار
آشفته و حیرت زده بودند چون ما هر طرف

دیده جمال آن پری وان شوخی وان دلبری
هر عاقل و فرزانه گردید شیدا هر طرف

در عشق آن روی نکو افتاده اندر کوی او
هم زاهد و هم عابد و هم گبر و ترسا هر طرف

زان نرگس پر از خمار و چشم میگون نگار
بدمست جانها آمده مدهوش والها هر طرف

از عشق حسن آن پری زان سحر و زان جادوگری
افتاده شور اندر جهان برخاست غوغا هر طرف

هر دم برای بیخودان تابان تجلی جمال
از بهر عشاق رخش صد ماه سیما هر طرف

آئینهٔ حسن رخش چون انفس و آفاق بود
عکس جمال روی او گشته هویدا هر طرف

یکبار از کتم عدم چون بحر عشقش جوش زد
آن گنج مخفی ازل گردید پیدا هر طرف

دل قلزم آمد بی کنارا امواج خیز زد و هزار
این چشم و گوش و عقل و هوش انهار و دریا هر طرف

از درد عشق و سوز دل جانها بفریاد آمده
وز حسن پر آشوب او شوریست هرجا هر طرف

شوریدگان عشق او پیش جمال آن پری
دیوانه و حیرت زده مثل مرایا هر طرف

راز نهانی ازل چون بود پنهان در عدم
از پرتو حسنش عشق و جنون گردید افشا هر طرف

دیوانه و بیخود شده دلها بعشق آن پری — ازغایت شوریدگی عشاق رسوا هر طرف

انکار رانی جرعهٔ در بزم آن ساقی جان
هر عاشقِ شوریده سر مستِ تقاضا هر طرف

## ایضاً

دل ربوده از من بتِ شیرین لقائی خوشخصال — عالم آشوبی به ناز و خوبی و حسن و جمال

گاه بیهوشم میکند مانند موسیٰ از جمال — گاه میسوزد دلم چون طور از نارِ جلال

گاه میسازد به تیغ هجر جانِ من هلاک — گاه زنده میکند روح من از بوی وصال

گاه میگوید برو از پیش من غوغا مکن — گاه میگوید که ای شوریده سر این سو تعال

گاه میگوید که این همپائی تو خوش آیدم — گاه میگوید که ای بی صبر تو چندین منال

میزند زخمی بدل گاهی که تا آهی کنم — گاه مرهم می نهد تا زخم گیرد اندمال

سخت حیرانم ز چندین رنگ آن جانِ جهان — گاه خواند گاه راند چیست این امر و حال

میبرد هر جا که میخواهد خود آن یارِ عزیز — سخت افتاده است اندر گردنِ جانم عقال

چون پرِ کاهی بدستِ صرصرِ دل مبتلاست — میکند هر لحظه از رنگی برنگی انتقال

هر زمان بادی وزد از غیب بر جانِ دلم — گه نسیم و گاه صرصر گه دبور و گه شمال

کیست آن تا پیش جباریش گوید که منم
عقل مبهوت ست آنجا ناطقه گنگ ست و لال

فهم سرگردانست از اسرار قرب و بعد او
ای بری از قیل و قال و اتصال و انفصال

این فهم یا خود توی جز حیرت اینجا هیچ نیست
کی بکویت راه یابد وهم و عقل و خیال

برترست آن عالم از نور و ظلام روز و شب
نیست آنجا وقت و ساعت نیست آنجا ماه و سال

نیست آنجا هیچ شی جز هستی مطلق دگر
عالم بیرنگ باشد برتر از وهم و خیال

می وزد بادی از و بر جان و بر دل هر زمان
عالم اجسام ازوی می پذیرد انفعال

عالم بی مثل و بیچون گرچه از دیدن برست
لیکه دارد جلوه ها در شان تشبیه و مثال

فهم از ادراک ذات روح گو عاجز بود
لیکه ظاهر میشود هر صورت و شکل خیال

ساقیا از مستی می دهم هستیم شکن
تو کریمی بر کریمان کی گران باشد سوال

ما ز عمری اندرین غم روز و شب افتاده ایم
باز رهان مرا ای جان عالم زین ملال

سوختم از تف هجرت ای مراد عاشقان
تشنگان وصل را باشد لبت آب زلال

با بجان ای جان جان محتاج دیدار توایم
بهر مسکینان شهان را صد بود جود و نوال

روح ما را از ازل آغاز از مهر تو بود
گر دهم آخر در آغوشت بود ما را مآل

ای فلک بر رفعت خود اینقدر نازی مکن
بار عشقش را نگردد این ضعیفی احتمال

هیچو انجم پیش خورشید رخش گم گشته ام
از رخ چون مه نشان باقیست گو مثل هلال

من نیم در هست تاب آفتاب روی دوست — هستی ذره ز نور شمس دارد انفعال

تا توانی خویشتن را محو حسن یار کن — فکر کم کن از سرور و حزن و از هجر و وصال

در حضور حضرتش گر یاد از خویش آوری — بهر جان خستهٔ تو نکبت است و هم نکال

چون نشیمن ساختی در تنگنای این حدوث — برکشا سوی قدم ای مرغ عرشی پر و بال

همچو زندان اندرین تشبیه محبوس آمدی — چون فراموشت شده شاهی و ملک بی‌زوال

هر زمان بر قصر شاه جان صلائی میزنند — کای غریب بینوا و تشنه لب انیسو تعال

سر مپیچ ای دل ز حکم حضرت پیر مغان — تا دم آخر بکن فرمان او را امتثال

بیدلان سوخته را فکر غیر یار نیست — عاشقان را جز خیال دوست نبود اشتغال

عاشقان بنگر رهین نقد وقت خود شدند — ماضی و مستقبل آنجا نیست حاشا غیر حال

عاشق دلداده را دل سوی آن دلدار رفت — میکند هر لحظه جانش سوی جانان ارتحال

بادهٔ عشقش که جان مرده را بخشد سرور — نزد ملا شد حرام و نزد عاشق شد حلال

ما دل و دین را فدای حسن جانان کرده‌ایم — تو مپرس از بیدلان تو از کمال و از زوال

غارت ایمان و دین عاشقان از ناز کرد — صد هزاران دل ربود آن شوخ از غنج و دلال

من چه گویم از جمال آن نگار نازنین — صد هزاران جان ز ناز خویش کرده پایمال

ای پریرو از نگاهی کار عالم کن تمام — زانکه خون عاشقانت گشته بهر تو حلال

ای جمالت برتر از مدح و ثنای عالم است
لیک هر کس حسبِ فهمِ خود کند قال و مقال

سوختم از آتشِ سودای عشقش سالها
از نگارم وه خبر ای قاصدِ فرخنده فال

آنکه من از بهر او صحرانوردی مے کنم
کے بدامِ من در افتد یارب آن وحشی غزال

نالها کردیم از درماندگی خویش ما
گوش نکند ناله ام کس آه شد قحط الرجال

پند دادن عاشقِ دیوانه را سودی نداشت
حضرتِ ناصح که هست اندر دماغش اختلال

گاه باشد کان پری رو نور چشمِ من شود
ای دلِ محزون ز درد هجر او چندان منال

هوشدار احمد درین عالم بجز هستی حق
هستیٔ وهمی برای جانِ تو آمد وبال

## ایضاً

بوی یاری از صبا بشنیده ام
بیخود و بدمست زو گردیده ام

مست گشتم چون پیمبر از اویس
رفت از دستم دلِ شوریده ام

بوی از پیراهن یوسف رسید
گشت چون یعقوب روشن دیده ام

یا که بوے کاکلِ لیلیٰ ست این
تا چو مجنون زان قبا بدریده ام

پرده هاے غیب را بدرید عشق
راز را بے پردگی زو دیده ام

چو نکہ عقبارا نشاں پیدا نبود — عشق گوید تا بدو برسیده ام

پس بہ شوقِ دل سرِ این نامہ را — من بنامِ عشق آغازیده ام

من ز سرِ کنت کنزاً مخفیاً — شوخیٔ این عشق را فہمیده ام

عشقم آورد از عدم سوے وجود — بوئی دردِ دل ازو بوئیده ام

قدسیاں از دردِ عشقش مفلس اند — در ازل این درد را بخریده ام

چرخ زاں بارِ امانت کرد ابا — حاملِ او من بجاں گردیده ام

می نگنجد آنکہ در ارض و سما — من ورا در خویش گنجانیده ام

منکہ مسجودِ ملک بودم کنوں — بندۂ روے بتاں گردیده ام

از براے آں نگارِ نازنین — بس تعبہا کاں بجاں بکشیده ام

زیں تالم تا نرنجد یارِ من — از ملولیٔ دلش ترسیده ام

ہمچو مجنوں از جنونِ عشق خویش — صد گریبانِ حیا بدریده ام

از براے یک نظر بر روے او — سالہا در کوئی او گردیده ام

## ایضاً

صبر نکند این دلِ شوریده ام — تا نہ بیند روے جاناں دیده ام

یکدم ای یوسف بسوئے من بیا — یکبخت چوں یعقوب نورِ دیده ام

بازآ بنشیں میانِ جانِ من — خانهٔ تست ایں دلِ شوریده ام

گریها دارم بعشقت چوں شعیبؑ — وزغمت داؤدؑ ساں نالیده ام

درغمِ آں لاله رو مانند ابر — اشک چوں از چشمِ خود باریده ام

کے گذارم عشق آں جانِ جہاں — بهرِ جاناں را بدل ورزیده ام

احمدا ایں ہائے وہوا رزان مدان — عشقِ او را من بجاں بخریده ام

یارمن باجانِ من همراز بود — چوں ننالم دور از و گردیده ام

آنکه صبر از جانِ من بربوده است — من ز بی صبری خود کالیده ام

گشته ام رسوا سرِ بازارها — از جنوں بے پا و سر گردیده ام

کے اثر ایں آهِ سوزانِ مرا — ناله ام گو یدبدو نرسیده ام

دل زدستم رفت ای صاحبدلاں — همچو بهرِ دلِ شوریده ام

کے زکامم لذتش بیروں رود — چاشنی دردِ او بچشیده ام

عشقِ من از کفر و ایماں فارغ است — چوں بهمی از خبرِ او گردیده ام

کفر و ایماں در برو ی من یست — دیده هر [illegible]

ساقیا از جرعهٔ مستم بکن — فرش راحت باد جان و دیده ام
مست کن چندانکه تا از خود رهم — راحتے یابد دلِ شوریده ام

## غزل

حسنِ روئے آں پری را دیده ام — زار و دیوانه از و گردیده ام
در هوائے آں غزالِ خوش خرام — در کُه و صحرا بسے بدویده ام
با بتانِ ماه وش خوش خلوتے — در خراباتِ مغاں بگزیده ام
در پئے آں رشکِ لیلی روز و شب — همچو مجنوں کو بکو بدویده ام
حالِ بارِ محبت چوں شدم — بس ملامتها بجو دیکشیده ام
عشقِ او جانِ مرا بے ننگ کرد — خرقهٔ ناموس را بدریده ام
احمدا در عشقِ آں شیریں لقا — سالها من کوه غم کاویده ام
جاں فدائے آنکه دل شیدائی وست — عشقِ او از جان و دل بگزیده ام
جان و دل یک پرتو خورشید اوست — مستم از وی هست از و گردیده ام
در جسم او چو جان نزدیک بود — رُخ نه بیند چشم و نورِ دیده ام
چشم و نورِ چشم با هم اقرب اند — گفت چشم از نور خود پوشیده ام

او بما از جانِ من نزدیک هست
با شما من از شما گفت اقربم
میدهٔ تو هم معا و تو منم
گشته ام در ظاهر و باطن محیط
کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
او ز باطن سوے ظاہر آمده
آمد و رفت از کجا من از کجا
بوده ام در ذات اول بی نشاں
گشته ام من بعد اسما و صفات
صورتِ افعال گشتم بعد ازاں
بعده اندر شہادت آمدم
مرغ عرشم آشیانم قدس بود
روح قدسم لامکانم جائے بود
جسم عالم را منم مانندِ روح
جوشش عشق ست اینکه کردا فشا راز

گر نه بینم مهرِ تیره دیده ام
سرِ رمزِ یار را فهمیده ام
تو مرا ئی من ترا گردیده ام
من شما را نورِ جان و دیده ام
گم درونِ ہستیش گردیده ام
انیست سرِ دلبر بگزیده ام
چوں ارادت من بخود جنبیده ام
در مقامِ حیرت آرامیده ام
در تجلیهاے خود جنبیده ام
ہمچو سبزه در درون روئیده ام
صورتِ لون و جسد گردیده ام
از نشیمن ناگہاں بپریده ام
ہی مقید در مکان گردیده ام
مثلِ جاں نورِ دل و ہم دیده ام
ورنه اندر ذاتِ خود پوشیده ام

شور عشق ست اینکه در عالم فتاد | همچو دیگ از تفِ خود جوشیده ام
عشق آمد را ز جانرا فاش کرد | از جنون این خرقه را بدریده ام
طرفه آں سری که از گفتن برسیت | دوش از پیرِ مغان بشنیده ام
ساقیا از باده بیخود کن مرا | مهرِ تو در جان و دل بگزیده ام
مست کن چندانکه از گفتن برہم | از تو ساقی حلِ مشکل دیده ام

## غزل

سالها عشق بتاں ورزیده ام | زانکه سرِ حق در ایشاں دیده ام
باد و چشمِ خویش در باغِ شہود | از جمالِ گلرخاں گل چیده ام
عشق من از پرتو حسنِ وی ست | من دریں آئینه رویش دیده ام
از دمِ مطرب که جانم مست شد | نالهٔ جان سوزِ نی بشنیده ام
از شعاع و تابشِ خورشیدِ حسن | سوخت نور چشمِ من ور دیده ام
چوں تو حسنے در نظر نامد مرا | گردِ عالم من بسے گردیده ام
دل بجستم گفت از عشق احمدا | من ز چشمت خوں شده چکیده ام
عشق آمد شور در عالم فگند | آه من بے پرده زو گردیده ام

عشق آمد راز پنہاں فاش کرد ورنہ از چشمِ جہاں پوشیدہ ام

کنز مخفی بودم اندر غیب من شہرۂ عالم کنوں گردیدہ ام

روح حقم از عدم بر میدہ ام در وجودِ خلق آرامیدہ ام

چون نفخت فیہ من روحی بگفت در تنِ آدم از آں بخزیدہ ام

پرتوی بودم ز خورشیدِ جمال در سحابِ تن کنوں پوشیدہ ام

بودہ ام باشندۂ ملکِ قدم مسکنِ حادث کنوں بگزیدہ ام

در مقامِ ذات بودم بے نشاں چوں ارادت در نہاں جنبیدہ ام

آمدم اول بجبروتِ صفات صورتِ سمع و بصر گردیدہ ام

پس سفر کردم بملکِ ارتسام ثوبِ ملکوتی ببر بکشیدہ ام

آمدم آنگہ باقلیمِ مثال جامہائے نور را پوشیدہ ام

بعدہ در ملکِ ناسوت آمدم در لباسِ خلق آرامیدہ ام

دور ہر انسانِ کامل ختم شد تا در آخر صورتش گردیدہ ام

شخص کامل آں رسولِ اکرم ست جملہ استعداد در وے دیدہ ام

تا قیامت نائبش قائم بود در قبائش ہر زماں پوشیدہ ام

منکہ در الوانِ اقسام آمدم نقشہا بر لوحِ خود بکشیدہ ام

هر زمان تجدیدِ امثالِ من ست — هر زمان شانِ دگر گردیده ام

آمده بیرنگ اندر قیدِ رنگ — زین اسیری پُر غم و رنجیده ام

حُبِّ حق خود باعثِ اظهار بود — ور نه گنجے سخت تر پوشیده ام

اضطرارِ عشق شور افگنده است — منکه بے پرده از و گردیده ام

متّحد در اصل بودم من بدو — لیکه در صورت جدا گردیده ام

او مرا بر حُسنِ خود عاشق نمود — در دلِ دلدارِ خود بگزیده ام

خود منم مشاطهٔ حسن و جمال — بر رخش گلگونه گردیده ام

حسن و عشق این عاشق یکدیگر اند — ما کلم او من بدو گردیده ام

جان و تن را هست باهم اتحاد — او چو جان و من چو تن گردیده ام

او چو جان بے تن نمی گیرد قرار — من چو تن بے روحِ او ژولیده ام

او نهان مانند جان در تن شده — من چو تن از تخمِ جاں روئیده ام

اینهمه تنزیه و تشبیه وی ست — او چو خور من نورِ خور گردیده ام

نورِ خور را از ذاتِ خور کی شد جدا — از وجودِ جاں چو نورِ دیده ام

جمله عالم پرتوِ نورِ وی ست — گر ندید ستی نگر از دیده ام

در حقیقت ماه را خود نور نیست — گوید او از نورِ خود زائیده ام

نیست ہستی مرکسے را غیر او | نیست بودم ہست از و گردیدہ ام
ہادیٔ عشاق شد نور یقیں | من زجودش ازگماں برہیدہ ام
شد یقیں آئینہ روئے حبیب | اندریں آئینہ رویش دیدہ ام

سربنہ احمدؔ بہ پائے پیر رہ
خاک راہش باد کحلِ دیدہ ام

## غزل

با ماہ رخے امشب مہمانِ خراباتم | خورشید بکف دارم سلطانِ خراباتم
سودائے مے و ساقی دارم بدرونِ خود | ازبہر خریداران دوکانِ خراباتم
درخلوتِ مے نوشاں تا غیر کسے ناید | با چند خراباتے دربانِ خراباتم
ازغایتِ بدمستی گم گشتہ ام ازہستی | آئینہ نمط ہیچو حیرانِ خراباتم
ایں عشق بمن گفتہ روحم تنِ عاشق | من زندہ کنِ دلہا من جانِ خراباتم
برقِ رخِ مہروے زد شعلہ بجانِ من | گفتم تو کئی گفتا لمعانِ خراباتم
صد داغ زعشقِ او چوں لالہ بدل دارم | گلزارِ محبت ام بستانِ خراباتم
ازصحبت بر زاہد حقا کہ دلم بگرفت | مشتاقِ حریفان و رندانِ خراباتم

در عاشقی و رندی و می نوشی و مدهوشی — من صدر ملامت اهم دیوان خراباتم

از صدق و نیاز دل خاک ره عشاقم — در مشرب و در ملت پیران خراباتم

ای زاهد ظاهربین بر خویش همی نازی — تو بندهٔ خود بینی من آن خراباتم

صد زخم زند عشقش بر جان من از مستی — چون گوی ز چوگانش گردان خراباتم

در دیر مغان روزی دیدم صنمی دلکش — گفتم تو کئی گفتا جانان خراباتم

پیمانه نه بگذارم زان عهد که بر بستم — اشکسته نگردد و تا پیمان خراباتم

من مست نیم لیکن خاک در خمارم — من زنده نیم اما حیران خراباتم

چون چرخ همیگردم بر گرد بتان زاهد — تا حشر نگردد کم دوران خراباتم

با باده بگفتم من جان هست تو بوی تست — خندید و بگفتا من ریحان خراباتم

ای پیر مغان سویم نظری ز کرم فرما — بگذاشته تنها هم یاران خراباتم

تا حشر ز جان من عشقت نرود ساقی — وز دل نه برون گردد میلان خراباتم

در مدرسهٔ عشقش از بهر کتاب دل — دیباچهٔ الفت ام عنوان خراباتم

این بخت سیاه من برگشته ز راه دین — گز رندی و قلاشی چوپان خراباتم

در عین پریشانی جمعیت دل دیدم — تا بند خم زلف خوبان خراباتم

چون روز ازل ما را کردند خراباتی — دارد دل پر حسرت جولان خراباتم

ای زاهد خوش سیرت شایسته گردی
من رندِ خراباتی شایانِ خراباتم

چون اهرمن این عشقم یارب چه دهیم زد
تا والهٔ رشیدا می قتانِ خراباتم

وی چشم بمن گفته خون ریختیم بنگر
من چشمهٔ الفت ام سیلانِ خراباتم

از مستی می احمد زین هستی خود رستم
هم کاسه می نوش و رندانِ خراباتم

## غزل

گر بخت من یاری کند خاکِ درِ جانان شوم
در پای چشم من نهد ممنونِ آن احسان شوم

تا ای و رخ تابشِ تو چون آئینه حیران شوم
خالی ز نقشِ خویشتن پُر جلوهٔ جانان شوم

ای گفت آن جانِ جهان با من که ای شیدای ما
جان کن بعشقِ من فدا تا من ترا تو جان شوم

در حشر خورشید رخش گر جلوه آرد پیش پیش
مانند انجم من ز جان در نور او پنهان شوم

یکدم اگر لیلای او دمساز گردد با دلم
تا از وهم او همچو نی پیچیده لیشتن نالان شوم

خوش آن دمی باشد که من آلوده پر مهر رخش
مانند ذره مهر بهر تابنده و رخشان شوم

ای بادهٔ وحدت دمی در خم جانم جوش زن
تا خرقهٔ هستی خود بر افگنم عریان شوم

چون مرغ عرشی آشیان الله رفرافِ لامکان
از پر و بال عشق او همچون پری پران شوم

شو جلوه گر در چشم من یکبار ای نور جمال
تا پیش روی خوب تو چون آئینه حیران شوم

خود مطرب مجلس اگر در نغمه آرد نام یار — مانند صوفی از طرب در مستیش رقصان شوم

از ناز گفت آن بت بمن در کفر عشقم جان بده — خود ای مسلمان تا ترا من قوت ایمان شوم

ای کعبهٔ دلدادگان در کوی خود راهم بده — تا چون طواف حاجیان بر گرد تو گردان شوم

گفتم که ای دلبر شبی شو شمع بزم من بگفت — گر جان کنی قربان من در خانه ات مهمان شوم

یکبار ای خورشید جان از هستی من سر برآر — چون ذره تابان شوم چون صبح تا خندان شوم

در عشق آن جان جهان بگذارم این کون و مکان — در جان بیازم در رهش سر حلقهٔ رندان شوم

گفت آن مسیح جان ما ای سوخته سویم بیا — غم زن ترا شادی کنم درد ترا درمان شوم

سویم بیا تا باشمت هر جا دلیل راه تو — گر فانی عشقم شوی من بهر تو برهان شوم

حسنت مسیح جان من مهرت بود آب بقا — میرم اگر در عشق تو من حی جاویدان شوم

دی گفت عشق او بمن خوش خلوتی با یار کن — خوش خوش نشین در خلوتش من نیز تو در جان شوم

در خلوتی عشاق او کی بار یابد جبرئیل — گفتا اگر بالا پرم با بال و پر سوزان شوم

غم دیده ام من سالها از عشقت ای شیرین لقا — یکبار در چشمم بیا کز دیدنت شادان شوم

گر ای گل خندان من رخ پوشی از چشمان من — مانند بلبل هر سحر از درد تو نالان شویم

کی باشد ای جان جهان با یار باشم همنشین — با آن نگار نازنین یکبار بهستان شویم

از صرصر عالم کجا میرد چراغ عشق من — لیکن بچشم ناقصان شمعی تهی دامان شویم

ناگاه پای جان من شد بستهٔ دام شیون　　از قید تعین گر رهم در ملکِ دل سلطان شوم

ساقی ز چشم مست خود جانِ مرا بدمست کن　　تا ز دستانِ مبینت من نیز از دستان شوم

زاهد بتان ماهرو آئینهٔ حسنِ حق اند　　بینم رخِ ایشان ازین تا صاحبِ عرفان شوم

بارِ امانت را نگر زاهد که انسان حامل است　　عشقِ بتان ورزم اگر من نیز از انسان شوم

احمدؔ اگر در خانه ام آن ماهرو مهمان شود　　صد بار گردم گردِ او وز جان و دل قربان شوم

۷۸۶

## در نعت

ای سر پرآرائے ربِّ ذوالمنن　　فرِّ تو بر ملکِ ارواح ست و تن

قدسیان گردِ سرایت از ادب　　ربِّ سلّم ربِّ سلّم بانگ زن

انبیا پروانه وش بر گردِ تو　　تو چو شمعی درمیانِ انجمن

چونکه ابرِ رحمتی بحرِ کرم　　رشحئے زان در دهانِ من فگن

از طرب روحانیان رقص آورند　　بر جمالِ روئے تو ای بو الحسن

گر برد بوئیت بگورستان صبا　　مرده از مستی بدراند کفن

عاشقان مشتاقِ دیدارِ تو اند　　پرده بردار از رخ ای جانانِ من

باش ساقی بهرِ جانِ پرغمم　　از طرب خنده و خمارِ من شکن

# غزل

ای ظهور ذات رب ذوالمنن / ظلِّ نور تست ارواح و بدن

هستیِ کون و مکان قائم به تست / تو چو روحی جمله عالم چون بدن

مستیِ عشاق تو بر بوی تست / چون اویس و بوی جانش از یمن

جان سراید مدحتِ تو بی زبان / نعت تو بیرون ز لب هست و دهن

ای گلِ خندانِ ریاضِ ذوالجلال / بلبلِ سدره ز شوقت نعره زن

پرتو حسن تو هر خوبان بتافت / گشت زان دیوانه قیس و کوهکن

از کمینه امت تو احمد است / سایهٔ رحمت بجانِ او فکن

سوزش عشقش ربوده عقل من / چون نباشم زاهدا توبه شکن

عاشقان را پیش شمعِ روی یار / همچو پروانه بباید سوختن

داغهای سینهٔ عشاق تو / گشته چون گلها شگفته در چمن

بلبلان نالان به شوقِ روی تو / گل بعشقِ تو دریده پیرهن

هست حیران نرگس از چشم خوشت / شرم دارد از رخت برگِ سمن

هست جانم را تمنا اے کریم / باشد از بهر تو مرگ و زیستن

ساغرے از لطف در کامم بریز
کز طرب جان رقص آرد در بدن

از کہ ترسم چون پناه من توئی
غم چہ دارم چون توئی اقبالِ من

یک نظر فرما ز رحمت سوئے من
تا رہد جانِ من از رنج و محن

از کرم باب یقیں بر من کشا
تا رہائی یابم از اوہام و ظن

جز بتوفیق تو اے بحرِ عطا
نیست آساں از خودی بیروں شدن

احمدؐ عاصی شفاعت خواہ تست
لرزد از خوف گناہ خویشتن

## غزل

رشکِ ماہِ چاردہ شد روئے تو
میفریبد مشک را گیسوئے تو

چرخ سرگرداں بجستجوئے تو
غیرتِ قوس قزح ابروئے تو

مہر و مہ گشتہ غلام روئے تو
ہست ترکِ آسماں ہندوئے تو

اے حیاتِ جاں جمال روئے تو
راحتِ روح ست لعلی بوئے تو

سوختہ جاں از برقِ حسن روئے تو
خاک گردیدیم اندر کوئے تو

ہست مقناطیس حسن روئے تو
میکشد جانہائے عاشق سوئے تو

اشکباریم ز عشقِ روئے تو
تشنہ لب ہستم میانِ جوئے تو

دل ربودہ نرگس جادوے تو | گرد شیراں را شکار آہوے تو

گل گریباں در پہ عشق بوے تو | مست بلبل در چمن از بوے تو

از غم تو لالہ را در سینہ داغ | شد پریشاں سنبل از گیسوے تو

آمدی گلگونۂ حسن بتاں | شد نہاں در عشق ہائی ہوے تو

سوختی از ناز جان عاشقاں | چوں بنالم جان من از خوے تو

از من بیچارہ و سادہ سلیم | دل ربودہ چشم پر جادوے تو

آمدم من از براے جستجو | وی دل من گم شدہ در کوے تو

چوں جمال تو بلاے عاشقانست | زیں سبب ہر جانست والہ سوے تو

زاں چو انجم پیش تو گم گشتہ ایم | تا نشیند چوں توئی پہلوے تو

ما رمیت اذ رمیت شد گواہ | جنبش فانیست از نیروے تو

ما ہمہ یک قطرۂ بحر تو ایم | راہ دارد خستہ جاں بلجوے تو

ای ز عشقت جاں طربناک آمدہ | مست و بیخود در سماع و طوے تو

گشتہ ام خاک درت از فرط شوق | تا زنم من بوسہ بر زانوے تو

از دل و جاں گشتہ ای جان جہاں | عاشقاں محو رخ نیکوے تو

جان ما جانے کہ داری در ملال | چونکہ احمد ہست حبت گوے تو

غیرتِ شمس الضحی شد روی تو | لیلة القدر آمده گیسوی تو

از شعاع آفتابِ روی تو | رشکِ خاور گشت جانان کوی تو

هر سحر آییم میانِ کوی تو | تا در آید در مشامم بوی تو

کعبهٔ جانهاست جانان کوی تو | سجدها آریم سوی روی تو

زنده ایم ای جان بیادِ روی تو | روح تازه شد ز بوی موی تو

بی نیازی از برای عاشقان | این بتان آموخته از خوی تو

اشک چون سیلاب فی آتشکده | بهر عاشق هست این جادوی تو

دیده احمد و رجمالِ دلبران | جلوهٔ خورشید حسنِ روی تو

عاشقان شیدا بحسنِ روی تو | دلبران پابستهٔ گیسوی تو

ای صبا با آن نگارِ من بگو | سوختم در آرزوی روی تو

ای همای قدس سوییم باز پر | جان فدا بر بال و بر بازوی تو

قدسیان دیوانهٔ حسن تو اند | جمله سرگردان بجست و جوی تو

بهرِ دیدارت نمازی می کنم | سجده گاهے ماشاء الله ابروی تو

شد نگاهِ مستِ تو سحرِ حلال | برد عقلم چشمِ پر جادوی تو

نالها دارد چو بلبل جانِ من | ای گلِ خندان بیادِ روی تو

از غم من بے نیازی میکند / بخت من آموختہ ہم خوئے تو

حالِ بارِ محبت کردہ / نیست آں قوت جز از نیروئے تو

ہمچو آدم گو شد از جنت جدا / دور گشتم از بہشتِ روئے تو

ہستم از عمرے مقیم کوئے تو / بو کہ آید در مشامم بوئے تو

ای زجاں روحانیاں حیران اند / ہمچو آئینہ بہ پیش روئے تو

بستہ جانم بتارِ زلفِ خویش / بہر دل زنجیر بستہ گیسوئے تو

گل بہ عشق تو دریدہ پیرہن / مست بلبل شد ز بوئے روئے تو

صد ہزاراں جاں فشاں پروانہ وار / ای پری وش پیش شمع روئے تو

ما بہ عشقِ روئے تو دل دادہ ایم / او فتادہ ہمچو اندر کوئے تو

بادہ ہائے عشقِ تو نوشیدہ ام / مست جاں ہست از نشاطِ روئے تو

سوئے رویت سجدہ ہا آرند جاں / طاقِ طاعت آمدہ ابروئے تو

والہ و شیدا است دل بر روئے تو / مست جانِ عاشقاں از بوئے تو

گشتہ ام مجنوں بہ عشقِ روئے تو / آمدہ زنجیرِ دل گیسوئے تو

ہمچو نی خالی شدم از خویشتن / ہائے و ہوئے ہست ہائے ہوئے تو

از دہانِ ہمچو داں چوں فاختہ / می برآید ہر زماں کو کوئے تو

همچو پیران دستگیرم بوده
جان زغیب آورده سوی شهود
جذب حسن است اینکه جان خسته را
سحر کردی سکرت ابصارنا
عشق من عکسی ست حسن روی تو
حال زار عاشقان را درنگر
یک نسیم خود مکن از من دریغ
ای مراد عاشقان دیدار تو
از غم عشقت نجاتی نی مرا
احمد مسکین زجان مشتاق تست
گم شدم ای جان بجستجوی تو
عشق ما را تو دتوئی بخت جوان
ای محبت بیکسان را کس توئی
هستی و همی که اصلش هیچ نیست
از هزاران عاشق جان سوخته

آفرین ای عشق بر بازوی تو
بود ای عشق این همه نیروی تو
سو کشان آورد سوی کوی تو
در نظر نامد مرا جز روی تو
آمده از سوز جانم بوی تو
های و هو دارند اندر کوی تو
مبتلاییم ای جان من بوی تو
راحت جانست حسن روی تو
دام دلها آمده گیسوی تو
کی بود تا آنکه بینم روی تو
رفتم از خود چونکه دیدم روی تو
ناتوانائیم از نیروی تو
تا زنا داریم بر بازوی تو
گشت ابری آفتاب روی تو
[illegible] برد دل زلف عنبر بوی تو

نالم از عشق تو مے ترسد دلم | جان من از بی نیازی خوی تو

قمریان در جستجو کو کو کنان | بلبلان از شوق مدحت گوی تو

قبلهٔ عشاق حسن روی تست | میکشد از هر طرف دل سوی تو

کشتگان عشق تو در خاک و خون | اوفتاده کربلا شد کوی تو

باز آ در چشم احمد جلوه کن

مرد غمم شد بحسرت روی تو

## غزل

چهره چون شمع بصد ناز بر افروختهٔ | مثل پروانه دل شیفته ام سوختهٔ

دیدهٔ جان من از دیدن تو خیره شده | همچو خورشید بصد جلوه رخ افروختهٔ

یکی جلوه ربودی دل صد همچو منی | طرز طراری و شوخی زکه آموختهٔ

رشک حسنت که تا باز نه بیند رخ غیر | دیدهٔ جان مرا باز نمط دوختهٔ

به بهای نظری سوی تو جان اهدانست | لیکه دانسته زری ناسره نفروختهٔ

شه خوبان برکاتی دل مسکین خوش کن | زانکه سرمایهٔ از حسن بس اندوختهٔ

نعمش شمع صفت ای دل من میسوزی | تا ز پروانه چنین سوختن آموختهٔ

چون به بینم دگری را چو توئی نور بصر
بهوای رخ خوب آن گل خندان ایدل
باهمه رو نکو باهمه این حسن و جمال
بیکی جلوهٔ حسن رخ خود ای مه رو
از پی سوختن جان من دیوانه
چونی ای جان من وای دل دیوانهٔ من
ای دل گم شدهٔ من چه ترا پیش آمد
بهوای رخ او ای دل شوریدهٔ من
تا کی ایدوست من از درد محبت نالم
شعلهٔ حسن که چون برق برافروخته
حرم دین من و مصحف ایمانم سوخت
بر در دیر مغان بهر بتی خیمه زده
شهرهٔ خلق شدی و ز هوس شاهد و می
چشم دارا زکرمش زانکه تو از راه نیاز
هیچ لاله بدلم داغ ز عشق تو فتاد

تا درون نظرم نور خود افروخته
مایهٔ درد چو بلبل بدل اندوخته
کشتن دل شدگان از که تو آموخته
بربودی دل من جان مرا سوخته
ای پری چهره تو چون شمع رخ افروخته
سبق عشق بگو تا ز که آموخته
تا چو مجنون بغم لیلی خود سوخته
مایهٔ درد محبت بخود اندوخته
جان بیمار مرا ز آتش غم سوخته
خرمن هستی عشاق از آن سوخته
آه ز آن شعله که از حسن برافروخته
کعبهٔ دین بکف ساحره بفروخته
طبل رندی و ملامت بجهان کوفته
سالها خاک در پیر مغان روفته
تو چو گل چهره بصد ناز برافروخته

ما دلِ شیفته در عشقِ تو بفروخته‌ایم | تو که صد خوبی و صد حسن براندوخته
نگهی دل و دینم بربودی ای شوخ | چشم را ساحری از بهر من آموخته
احمدا سوزِ دل و دردِ جگر آه و فغان | نیک سرمایهٔ عشقش بدل اندوخته
روی چون مهر بصد تاب برافروخته | تا چو انجم همه تن هستی من سوخته
ز آتش عشق هم از شعلهٔ حسن رخ خویش | زد علم دغدغهٔ دیر و حرم سوخته
ای دلِ من بچه پابندِ صور گردیدی | سبق بی صوری هیچ نیاموخته
سوخت کثرت بدرونِ نظرم هیچو نجوم | تا تو خورشید رخ خویش برافروخته
هیچو آئینه بهر جلوهٔ او اے احمد | حیرت و بیخودی و گم شدن آموخته

## ایضاً

چون پری آمده در هستی من پنهانی | دیدهٔ جانِ من از دیدنِ خود دوخته
چشم خلق از رخ پاکِ تو نه بیند چه عجب | دیدهٔ جانِ من از دیدهٔ خود دوخته
نگهی و کمی ای دل من فکر بکن | علم از مبدهٔ ارواح نیاموخته
مبدهٔ تو چه بود باز معادِ تو چیست | غافل از اصل خود و دیده از آن دوخته
از کجا آمدی اصل و خود تو چیست | علم تحقیق ز کس هیچ نیاموخته

چیست هستی چه خودی چیست وجود من و تو
اینکه بینی نظر تست و خیال دل و تو
وسعت عرش درون دل و جان میداری
باز عرشی و ترا قدس نشیمن بوده
روح حق هستی و مسجود ملایک بودی
ذات تو نور قدیم ست عدم اصل وجود
لوح ساده ز ازل آمدی باز اینجا
حق چو روح ست و جهان هیچو بدن آمده است
گرچه ناید بنظر لیک محیط جسم ست
حق چو جانست و بود هستی من هیچو خیال
قطره هستی خود را تو به قلزم انداز
از عدم تا بوجود تو مدد هاست بسی
روح ساده بجهان آمدی و نفس زکی
صورت نقش جهان عکس خیال تو بود
مثل خواب ست جهان عکس خیال دل من

مایه وسوسه و وهم در آن اندوخته
اینهمه علم ز سمایه در آموخته
از هوسها تو قبا تنگ بخود دوخته
روش وهم درین کنج در آموخته
آه ارزان دُر نایاب تو بفروخته
وهم این هستی حادث بدل اندوخته
نقش هستی بدل خویش در اندوخته
علم تحقیق ز اُستاد نه آموخته
روح ما را صفت ذات خود آموخته
ای دل من ز حق این علم در آموخته
چه درین خاککده خاک در اندوخته
مایه هستی خود از عدم اندوخته
از هوا و ز هوس این همه اندوخته
این درست مگر از خواب در آموخته
خواب دان هرچه که زین علم در آموخته

جان که پاکست ز آلودگی نقش و خیال ‌ ‌ ‌ این همه تفرقه از وهم در اندوخته

آه زین رنگ که بیرنگی جان گم کرده ‌ ‌ ‌ آه ای هوش چرا این سبق آموخته

آه ای عقل که از عشق تو دور افتادی ‌ ‌ ‌ آه ای دل که تو زین درد و الم سوخته

آه ای دل بهوای که مرا میسوزی ‌ ‌ ‌ آه ای جان ز که این سوختن آموخته

آه ای دیده تو چون روی کسی میدیدی ‌ ‌ ‌ تا که از آتش عشقش دل من سوخته

آه زان آتش عشق که دلم سوخت ازو ‌ ‌ ‌ آه زان شعله که در جان من افروخته

اه ای دیده تو چون اشک ز خون میریزی ‌ ‌ ‌ آه ای دل بغم عشق که تو سوخته

آه زان یار که هجران مرا کرد پسند ‌ ‌ ‌ آه ای جان که تو اندر غم او سوخته

آه و صد آه دریں دار حیات ای احمد ‌ ‌ ‌ غیر از درد و الم هیچ نه اندوخته

## دیگر

پرده بروی خویش ز ما چون کشیده ‌ ‌ ‌ پیراهن شکیب دل ما دریده

ما بیدلان ز عشق تو سرگشته و خراب ‌ ‌ ‌ تو چون نقاب بر رخ زیبا کشیده

یا ما بگو که منتظرانیم قاصدا ‌ ‌ ‌ از حال یار ما خبری گر شنیده

میمیریم از غم تو نه پرسی ز حال ما ‌ ‌ ‌ ای شمع چون تو سوزش پروانه دیده

گویند گذشته تو بگو ما کجا رویم — چون بی درم بتا دل ما را خریده

نامد به هیچگاه ترا دامنش بدست — ای دل تو سالها به پی او دویده

بودی بخویش مرد توانا و سرو قد — اکنون چو چنگ از غم عشقش خمیده

اندر جهان که جاذب جانهاست حسن تو — دلها بزور عشق سوی خود کشیده

طعنه مزن بحال من زار زاهدا — افسوس میکنم که تو او را ندیده

از حسن آن نگار ترا نیست سیری — هر چند سالها بغم او طپیده

ما از جنون عشق گریبان دریده ام — تو از فراق جامه جانم دریده

ما بر جمال روی تو عاشق نگشته ایم — خود سوی خویش این دل ما را کشیده

اشک ارغوان و رنگ رخ من چو زعفران — ای دل ز باغ عشق گل داغ چیده

کی دیده و شنیده یکی هست زاهدا — ما دیده ایم از دگران تو شنیده

از آتش محبت و از سوز عشق یار — از راه دیده خون شده ای دل چکیده

آرزو گه بست هیچ اثر بر دلش نکرد — صد سال ای دل از غم او طپیده

بی صبر و بی سکون ز غم عشق گشته ایم — پیراهن ثبات و قرارم دریده

هر چند پیری و ز سرت عاشقی نرفت — پستان ام عشق به طفلی مکیده

ما خود شکار تیر نگاه تو گشته ایم — تو چون ز ما چو آهوی وحشی رمیده

صد آفرین بیازوی تو ای جنون عشق
کین خرقهای زهد ریا را دریده

بر لوح جان چو وسوسه صد نقش میکنی
هستیم آنچنان که مرا آفریده

گر راست در کجیم همه صنع دست تست
آنیم همچنان که تو نقشی کشیده

در پرده مجاز حقیقت نهان شدست
خود عود نور دیده یعقوب دیده

جز یار نیست کار تو ای عشق با کسی
پیوند او شده ز همه ها بریده

چون طور هستیت بیقین پاره میشدی
دانم مگر تجلی حسنش ندیده

ای بس عجب به عشق تو بی روح مانده ام
از دشنهٔ فراق رگ جان بریده

احمد فغان و شور تو خود نیست بی سبب
شاید که چاشنی وصالش چشیده

## ایضاً

زجمال روح پرور چو نقاب بر کشائی
ببری ز عاشقان دل بکمال دلربائی

بغم تو ای نگارم بلب است جان زارم
سر نو حیات یابم ز نو ام اگر در آئی

دل عاشقان شید ابر بودهٔ تو ای جان
بکمال دلفریبی بهزار خوشنمائی

نگرم اگر برویت دل من رود ز دستم
چو نهان شوی ز چشمم غم و درد من فزائی

بیکی نظر بروید دو هزار جان ز آرزو
بره تو جان چه باشد تو بسی گران بهائی

شده ز دیده پنهان چو پری ز چشم آدم
ز خیال هم را بدرت نشد رسائی

دل من بعشقت ای گل به فغانست چو بلبل
تو گهی نپرسی از من که چه درد مبتلائی

تو بسان روح ای جان همه تن حیات جانی
بمثال نور دیده بدرون چشمهائی

بخمار چشم میگون ز نگاه مست ایجان
بهزار خوش و مستی بطلم دری کشائی

نه کسی بروز خود در البلامتی زکوبت
دل خلق میستانی بهزار دلربائی

ز سر حکیم دانا که بعشق منکر آمد
بهزار علم و دانش تو کلاه میربائی

بخدا که در دو عالم توئی آفتاب دلها
تو بچشمها چو نوری پی تیره جان ضیائی

دل من نه روز اوّل بجمال تست شیدا
رخ خویش باز بنما بده داد آشنائی

تو مسیح جان مائی بجمال حسن و خوبی
ز برای دردمندان که دوا و هم شفائی

بغمش تمام عمرت شده صرف وای ای دل
نه نجات شد ترا زو تو هنوز مبتلائی

نه بلای عشق صابر بشو ای دل حزینم
چو اسیر دام یاری و بدست پر جفائی

بسلاسل محبت چو به بسته اند پایت
نه اسیر دام خوبان نبود گهی رهائی

اگرت هوای وصل صنمی ست ایدل من
ز برای خواری و غم تو بعشق او سزائی

ز ملامت و ز خواری دل من چه تنگداری
نه تو شیخ وقت هستی نه تو مرد پارسائی

زحرم برآ و رو کن سوی کوی میفروشان | ز محبت آتشی زن تو بخرقهٔ ریائی

نه کسی به قیل و قالی بوصال او رسیده | بسپار جان بجانان بگذار زراز خائی

تو بدین غرور زاهد هوس بهشت داری | نرسی بعرش هرگز که تو طائر هوائی

خبری ببر بمسجد بر زاهدان خودبین | که سوی بت طبیعت مکنید جبهه سائی

ز هوا دمی جدا شو نفسی ز خود برون آ | برسی ببال عشقش سوی اوج کبریائی

## غزل

تو بدین جمال و خوبی بکمال دلربائی | دل عاشقان شیدا ببری بخودنمائی

ز جمال دلفریبت دو جهان شده است برهم | که بسحر نرگس خود تو عجیب فتنه زائی

نگار عاشقانت ز جمال تست پیدا | همه صنعت الهی همه نور کبریائی

کن آه و شور و افغان ز جفا و جور خوبان | که بتان دلربا را روشی است بیوفائی

ز هوای روی آن گل دل و جان چو وقف کن | تو بچند همچو بلبل به غمش سخن سرائی

حذری بکن ز خوبان که بزهد دشمنانند | مگذر ز کوی ایشان که تو مرد پارسائی

چو شنید نالهایم بت من بگفت با من | تو چه درد داری احمد بفغان بگو چرائی

نه بشب قرار داری تو نه بروز صبر در دل | که بدرد عشق دلبر همه وقت مبتلائی

بوصال آن پریرو هوسی فضول داری
بمشاهدان باریابی که فقیر و بینوایی

نه پری نه بال داری چو پری بگیسوی قهرش
نه بجبت تو سعادت که کند بدو رسایی

زجفای تیغ جانان زبلای عشق دلبر
چو شدی شهید ای جان تو بعین کربلایی

همه بیدلان بافغان که دلم ببرده دلبر
بمثال دزد پنهان دل عاشقان ربایی

چو درآمدی بجانم شب من چو روز کردی
که به مس تیره دل تو عجیب کیمیایی

چو مکان و جا گرفتی بدرون جان عاشق
تو اگرچه عشق برتر ز همه مکان و جایی

نه زخلق این جهانی نه زجنس آسمانی
بمن عشق حال برگو تو کئی و از کجایی

تو که نادر و غریبی بجهان بسی عجیبی
بصفات و جوهر تو همه سایه همایی

تو زجان و تن برونی زچنین چنان فزونی
نه عرض نه قسم جوهر نه خلا و نه ملایی

تو همائی لایزالی به فنای بی‌مثالی
ببری دل برشته سوی اوج کبریایی

دل مبتلای غم را زالم همی رهانی
که ببازوی تو باشد همه قوت خدایی

چه ثنای تو بگویم که زحدها برونی
بکمال ذاتی خود تو مدیح و خود ثنایی

ز تو هست در لبانم همه شور و ناله من
چو بری زجان عاشق بفغان همی درآیی

همه شور عاشقانت زدم تو هست هردم
شده نهان بدلها بمثال بانگ نایی

بخم دلم چو باده همه جوشش میزنی تو
بمثال مستی می زفغان من برآیی

همه دل بسته شیدا ز جمال تو نشان دهی — همه جا است شور عشقت تو بگو کدام جائی
نه ترا قیاس باید نه حواس درک سازد — بمثال در نگنجی ز همین همان ورائی
نه کسی بجهد و کوشش به نشان تو رسیده — تو خدا هی و بسوی دل طالبان خود آئی
ز برای جمله اسما صفات تو می مسمی — پی هر کمال ذاتی تو بجز لبش تنهائی
تو منزهی ز صورت ز مثال و از تشبیه — تو ز چند و چون بروئی ز همین همان ورائی
تو الهی و نه آنی نه همینی و همانی — ز توئی منی بروئی همه این توئی و مائی
همه هستی دو عالم چو حباب بحر باشد — نه منی است الا ز تو هست این انائی
توئی همچو جان و عالم بمثال جسم باشد — چه بسست انتشار تو چو روح در قبائی
بمثال مهر تابان که شده روان فروغش — پی ستر ذاتی تو بجز لبش خود ردائی
بدرون جان من ای جان تو چو عشق نشستی — بحیات و مرگ هرگز ز تو نیستم رهائی
بدل شکسته من نظری ز لطف فرما — که برای مستمندان تو کریم و مرتجائی
شده ام اسیر زلفت بمثال جان عاشق — ز کمند تو دل را نبود گهی رهائی
به محبت نگاری دل من اسیر حکمم — به بیان هجر و وصلش تو هنوز مبتلائی

ایضاً

شاه همه خوبانی در خوبی و زیبائی
روح همه عشاقی جان همه جانهائی

چون جلوه کنان آئی بالای دل آرامی
از من ببری یکسر آرام و شکیبائی

ای راحت جان من کی از تو جدا گردم
چون عشق بدلهائی در دیده چو بینائی

ای نور نگاه من بی روی دل افروزت
جان بر لب من آمد باید که تو باز آئی

ایمان ببری غارت صد خانه کنی ویران
چون تو کسی باشد در شوخی و رعنائی

رنگ همه گلهائی حسن همه خوبانی
تو جوشش هر عشقی تو مستی صهبائی

در تفرقهٔ عالم من جمع ترا دیدم
گردیده تعددها آئینه یکتائی

کی علم ترا داند کی عقل ترا یابد
چون تو شده پنهان در شدت پیدائی

فرخنده دمی باشد بیرون نفسی باشد
جائی که رسید از جا گم گشته بیجائی

مدحی که ترا گویم برتر تو از آن هستی
وصفیکه ترا سازم زان وصف مبرائی

دردی که بدل دارم جز تو نبود دارو
آرام همه دلها هم راحت جانهائی

جانها به فغان آمد از شورش عشق تو
بی صبر و سکون گشته بی تاب و توانائی

در قتل من مسکین جز جرم محبت نی
در هر طرفی غوغا یک خلق تماشائی

هر آنچه که می بینی آن صورت علم تست
عمری همه گم گردد گر گم بشود رائی

عشق آمده در جانم رسوائی جهانم کرد
از فکر چه غم دارد شوریده و رسوائی

مارند خراباتی در کوی بتاں ساکن — مجموعهٔ بدنامی فارغ ز خود آرائی

شوریده سر عاشق از ننگ کجا ترسد — تا شیوهٔ عشق آمد خو در رندی و رسوائی

ای حسن ترا هر دم صد گونه تجلی ها — هر لحظه نشان تو در دیدهٔ من آئی

جانے که ترا ای جاں در کسوت مجنوں دید — باالله شود مجنوں داند که تو لیلائی

هر چند تماشا نهایت در نفس و آفاق است — بے نور یقیں لیکن در دیده نمی آئی

از شورش عشق او چوں نی بفغاں هستم — ایں نالهٔ زار من میداں ز دم نائی

دیوانه دل عاشق جز یار نه آرامد — پابند کسے کی شد ایں وحشی صحرائی

مستغرق عشق او در قلزم بیرنگی — صد بار زند غوطه چوں ماهی دریائی

قرباں شوم مست ساقی یک جرعه اگر دهد — تا از سر مست جانم ببرد ز من و مائی

## ایضاً

کن زنده جانم ای صبا از بوی گیسوی کسے — چوں مرده ام از حسرت لعل سخن گوئی کسے

من عاشق شوریده سر از کفر و ایماں بے ترم — دینم شده مهر کسے ایمان من سوئی کسے

آمد سجود زاهداں سوئی حریم کعبه — شد سجده گاه عاشقاں محراب ابروئی کسے

روح دو عالم آمده ریحاں زلف عنبریں — صد جان عاشق بسته شد در تاریک موئی کسے

شد ترک چشم نازنین غارتگر ایمان من
وز دیده دین و دل زمن یکسر به زلف هندوی کسے

شد مذہبم عشق کسے شد مشربم مہر کسے
شد قبلہ ام روی کسے شد کعبہ ام کوئی کسے

دیدم گل خوش رنگ را خاری خلیدہ در دلم
صد فتنہ آمد بہر من از روئی نیکوئی کسے

این نالہ و افغان من بے سود آمد احمدا
چون کشتن دلدادگان شد شیوہ و خوئی کسے

## ایضاً

آمد نسیم دلستان سوئے من از کوی کسے
شد پر سرور و پر طرب جان من از بوئی کسے

از اندرون و از برون گہ بدامی چند و چون
رفت از سرم ہوش و خرد از سحر جادوئی کسے

آمد چو اصل رنگہای رنگی و بیصورتی
روشن بہ سوئی ولا این ستارہ سوئی کسے

از مصحف و آئینہ چون انفس و آفاق شد
والشمس والی روئی کسے واللیل گیسوئی کسے

لیلی کجا مجنون کجا بود آن تجلی جمال
در من جنون عشق دان از زور بازوئی کسے

شد سایہ افگن بر سرم آن جان جان بیچون پری
آید ز ہائی و ہوئی من از آہ من بوئی کسے

بر ہائی و ہوئی عاشقان ہم نالہائی زارشان
کے رحم آرد احمدا چون جور شد خوئی کسے

# غزلیات

بسم الله الرحمن الرحیم

ساقیا از بادهٔ تو مست کن جان مرا
وز طرب بشکن خمار حزن و حرمان مرا

جلوه گر شو پیش من ای آفتاب روی خویش
باش نور دیدهٔ مشتاق و حیران مرا

عشق خوبان را نهان چون جان بدل بنهاده ام
فاش ای چشم نمودی راز پنهان مرا

سالها چون زاهدان من بهر تقوی کوشیده ام
تا به پیمانه شکستی عشق پیمان مرا

ز آتش حسن رخ او گرچه ای جان سوختی
برد دل او کی اثر این آه سوزان مرا

از یکی غمزه هزاران دین و دل بر بودهٔ
بردهٔ در غارتهای طرار ایمان مرا

نالها دارم چو نی من از دم یار عزیز
فهم نکند هیچکس اسرار افغان مرا

ز آتش دل خرقهٔ زهد ریا را سوختیم
از قبای عشق پوشان جسم عریان مرا

کن تجلی بر دلم اے مایهٔ نور یقین
روشنی افزا برحمت چشم عرفان مرا

ای قدم از نور خود هستی حادث محو کن
ای وجوب از من ببر این وهم امکان مرا

باش تنها سر بردلم ای ملهم اسرار غیب
پر ز در عشق ساز اشعار دیوان مرا

بی تو بنالم چو بلبل ای گل خندان من
چون خزان عشق تو آتش زد گلستان مرا

باز آ و چون محبت در دل احمد نشین ‌ ‌ ‌ سازآباد از رخ خود جان ویران مرا

## ایضاً

ساقی فرخنده رو خیز و بده جام را ‌ ‌ ‌ وز می خود مست کن این دل ناکام را

بر سر بام هستی جلوه کن ای ماهرو ‌ ‌ ‌ وز رخ چون آفتاب صبح کن شام را

در ره عشقت اگر خلق ملامت کنند ‌ ‌ ‌ لیک چه پروای ننگ است دل بدنام را

ما من دلدادگان چون بر پیر مغان بست ‌ ‌ ‌ ای دل من غم مخور گردش ایام را

قبله من روی تو کعبه من کوی تست ‌ ‌ ‌ بسته ام از دست خود بهر تو احرام را

از من شوریده سر پرده آرام جان ‌ ‌ ‌ بار دگر جلوه ده روی دلارام را

باده عشقش بنوش نعره چو بلبل بزن ‌ ‌ ‌ خیز و تماشا بکن هست بهر گلفام را

کی سر او جست پر مرغ خیالات و عقل ‌ ‌ ‌ سوخته تار جلال است پر اوهام را

ز آتش حسن رخش سوخته ام ای صبا ‌ ‌ ‌ کن خبر از حال من سرو گل اندام را

ای دل من و غمش چونکه تو کم سوختی ‌ ‌ ‌ ز آتش بهر رخش پخته کن این خام را

احمد اگر اے صنم لائق انعام نیست ‌ ‌ ‌ از کرم عام خود بس خاص کن این عام را

## ایضاً

ایکه بس شبها بروز آمد درین سودائے ما
کم نشد از صد یکی زین بیقراری ہائے ما

سوختی از ناز ای مہر و دل شیدائے ما
تا لہا داریم و نکنی گوش این ہیہائے ما

بے جمال دلفروز آفتاب روئے تو
سوختہ جان و دل ما آتش سودائے ما

چند نالم می نپرسی ہیچ از حال دلم
خاک گردیدیم در عشق رخت ای وائے ما

چہرۂ زردم نگر و ز حال زار ما مپرس
عاشقی و بیدلی پیداست از سیمائے ما

ما کہ در عشق بتان از خانمان آوارہ ایم
گشت زین دیر مغان و کوئی خوبان جائے ما

ای حریف از درد جان و بیدلی ما مپرس
دل ربود از ما جمال دلبر زیبائے ما

مفلسیم و بی نوا خانہ گرو دکان خراب
عشق غارتگیر بودہ این ہمہ کالائے ما

آن پری چہرہ کہ ما مجنون و شیدای وئیم
کے خبر جانِ ترا ای غافل از لیلائے ما

ای اسیر رنگ و بو بستہ نام و نشان
بگذر از خود بیخودی موجیست از دریائے ما

در ہوائے آن پری رو ما ز جان گم گشتہ ایم
گشت پیدائی ز حیرانی تعشقن جائے ما

چون دم نائی درون نی نہان بیدہ ایم
از دہان عشق بشنو در جہان غوغائے ما

احمدا از گردش دور زمان فکری مکن

شد در پیر مغان ماوائی ملجائے ما

ایضاً

رحمی نشد در دل ارباب بتان را — بجرم کشته این نیمجان را

ساقی بباده رطل گران را — تا رونمائیم این راه آن را

لله یاران از حال زارم — آگاه سازید آن مهربان را

کردیم وقفش دین و دل خود — در عشق جانان دادیم جان را

آرد بناله این درد جانم — چون ضبط سازم آه و فغان را

سینه سپر شد از بهر غمزه — جانم هدف گشت زخم سنان را

مائیم و رندی هم عشق خوبان — زهد است و تقوی مر زاهدان را

احمد به عشق آن ماه پیکر
ایثار کردیم جان و جهان را

ایضاً

صنما بحال زارم نظرے بکن خدارا — که نماند بے تو صبرے دل ناشکیب را

بدرونِ پردهٔ دل غم عشق بود پنهان — نبود اشک چشم همه راز آشکارا

ز جمال دلفروزت نفسے نقاب برکش — مگمار بهر قتلم دم خنجر جفا را

بجمال و حسن و خوبی تو مسیح جان مائی — بمریض خویش لله برسان دمے دوا را

چه کنم من عمر فانی چو توئی حیاتِ باقی — تو چو نور چشم مائی چه کنم دگر ضیا را

بجمال دلفروزت بجمالِ دلربائی — که نماند در دلِ من بجز از تو کس نگارا

بغمت مریض هستم بصد عجز بر نشستم — چه بود که دستگیری چو منِ شکسته پا را

تو که شاه حسن و خوبی به سریر دلربائی — ز جمال ده زکوتی منِ بینوا گدا را

بنسیم زلف مشکین دلِ من حیات یابد — سحری رسان بجانم به شمیم خود صبا را

بیکے سنان غمزه دو هزار خون بریزی — بکمال حسن و خوبی دلِ تست سنگ خارا

به محبتِ نگاری به بلائی عشق شادم — همه عیش ای حریفان همه دلبران شمارا

تو به قرب هیچ جائی که بدیده مے نیائی — دل عاشقانت حیران بجمالِ تست یارا

بتو زنده ایم ای جان که توئی حیات جانم — توئی نورِ دیدهٔ من بتو بنگرم نگارا

هوسی‌ست در سرِ من که بعشق تو دهم جان
ز شکسته جانِ احمد به پذیر این دعا را

## غزل

به عشقت جانِ من بیمار شد بیمارتر بادا
دگر دل از محبت زار گشته زارتر بادا

ز رسوائی و بدنامی کجا ترسد دلِ عاشق
به سودای محبت خوار اگر شد خوارتر بادا

زدی زخمی بجانم آنچنان کز وی دلم خون شد
دو چشمم گر از آن خونبار شد خونبارتر بادا

پی غارتگری جانِ عاشق زلفِ هندویش
بشوخی ها اگر طرار شد طرارتر بادا

اگر آن چشم پرفتنه به تیر غمزہ ہائے خود
برائی عاشقاں خونخوار شد خونخوارتر بادا

بعیاری و شوخی خون عاشق ریخته آن بت
دو چشم او بخون عاشقان عیارتر بادا

ز تیغ نازان دلبر دلِ شوریده عاشق
چه غم دارد اگر افگار شد افگارتر بادا

دلِ شوریده عاشق ز دستِ ساقی مهرو
بجامِ عشق اگر میخوار شد میخوارتر بادا

ز صهبائے محبت وز دو چشم پرخمارِ او
دلِ عاشق اگر سرشار شد سرشارتر بادا

مترس ای دل براهِ عاشقی از ننگِ رسوائی
خوشا گر راز تو اظهار شد اظهارتر بادا

در آمد عشقِ تو در دل همه پیوند بگسسته
غمت بهر دلم غمخوار شد غمخوارتر بادا

تمامی منکران و زاهدانِ خشک را ساقی
بآبِ باده تو خرقه و دستار تر بادا

ز صهبائی که ساقی مست کرده جانِ احمد را
چو منصور هم خمار از بادهٔ اسرارتر بادا

# غزل

شوخی که آموخته شاهدان را — گر غمزه جان سوخته عاشقان را

این رهزنان این ترک چشمان — غارت بکرده ایمان و جان را

یارب که آرام جانم ربوده — سویم بیاید آن دلستان را

از جور ای بت تا چند نالم — کشتی به غمزه این نیم‌جان را

هرکس که دیده باغ جمالت — دیگر نه بیند او گلستان را

ای شمع رویت روشن که سازد — این ظلمت هجر و تیره شبان را

از جام عشقش بیخود چو گشتم — دیدم همین جا من لامکان را

این رنگ زردم وین آه سردم — خود فاش کرده راز نهان را

کی از ملامت ترسد دل ما — تا ترک سازیم عشق بتان را

بیند جمالش چشمم بقینم — زاهد بکرده قبله گمان را

احمد ز حال سوز درونی
تا چند گوئی درکش زبان را

## ایضاً

عشق جبارست بر ارواح ما — آنچنانکه خلق در حکم قضا

چیست انجم پیش مهر نیمروز — حکم قاضی راست و مقضی محو ولا

همچو گوئی جان پیش صولجان — تا همی برّاندش تحت و علا

جبل جبّاری شده ویرا امهار — همچو اشتر گویدش هین سو بیا

دامِ خس انداخته بدنامِ من — تا ملامت ها شده ما را صلاً

از دل ما سر برآرد وحی وار — از غم و از حزن و از لطف و عطا

تا دگر گردد مرا این چشم و گوش — تا دگر گردد دل و فهم و ذکا

کیست آن تا دم زند چون ذرّه — پیش تاب حضرتِ شمس الضحیٰ

این منی و مائی ما چون سراب — پیش بحر قلزمِ بی منتهیٰ

یک دمی ای مهر تابان خوش بتاب — ذرّه ها را بشکن این وهم آنا

تا به پیشت محو گردند این همه — ماه رو یکدم نقاب از رخ کشا

وای ناکامی ما در عشقِ تو — وای جانم وائے دردِ بی دوا

داغ عشقت چون نهادی بر دلم — مرهمی شو هم پی این زخمها

کشف کن یکدمی اسرار خویش — نیز سیما این عدم هستی نما

احمدؐ و محمود و حامد وصف اوست
ذاتِ پاکش مدح ما را منتہے

## غزل

یارخِ چوں مہرِ اے جانانِ ما — باش نورِ دیدۂ حیرانِ ما

تو چو جانی جان ندیدہ ہیچ کس — زیں نمی آئی تو در چشمانِ ما

کس ندیدہ روح را از چشم سر — دیدنتش خواہی ببیں ایمانِ ما

یار چوں عشق آمد و در دل نشست — آنِ دو گشتم شدہ او آنِ ما

ای پری در ایں جہان و آنجہاں — عشقت آمد حجت و برہانِ ما

آنکہ کردہ سینہ ام را پر ز داغ — شد بہار و رونقِ بستانِ ما

بہرِ تست ای ماہِ من شام و سحر — درد و آہ نالہ و افغانِ ما

از جمالِ ہمچو ماہِ چاردہ — ساز روشن کلبۂ احزانِ ما

ہمچو بلبل نالہا دارم بسے — در غمِ تو اے گلِ خندانِ ما

صبر نکند یکدم و یک لحظہ — بے جمالت دیدۂ گریانِ ما

ای حیاتِ عاشقاں دیدار تو — حسنِ تو بود ست روح و جانِ ما

جان و دل را تا بقربانت کنم — شور رحمت میکشی مهمان ما

در دل شیدای ما آتش زده — شعلهٔ حسن رخ جانان ما

گم شدن در عشق تو توحید ماست — دیدن رویت بود عرفان ما

دیدن دلدار احمدؐ دین ماست
هست مهر آن صنم ایمان ما

## غزل

ز آتش سودای مهر تو جگر گردید آب — اشک خون میریزد از چشمم بشفقت چون سحاب

گشته چون حسن بتان غارتگر دین و دلم — بر در دیر مغان افتاده ام مست و خراب

فتنهٔ خلق جهان خود آفت عشق تو شد — در فغان و ناله آمد از تو جان شیخ و شاب

بیرخ چون لاله ات ای سرو گل اندام من — میرود از چشم من هر لحظه سیل خون ناب

عشق خوبان مردگان گور تن را زنده کرد — قوت دلهای پیران آمده حسن شباب

فتنهٔ دین و دل عشاق چشم شوخ اوست — در نگاه مست نازش صد هزاران جان خراب

در کمند زلف خود چون گردن جان بسته — بندهٔ روی توایم و تو شده اندر نقاب

ساقیا زین هوشیاری بس خمار آلوده ام — غرق کن هستی من در خم هستی شراب

احمدؔ اندر مدرسه من درس عشقش میکنم
مصحفِ روی حسینان بس بود ما را کتاب

## غزل

گر حقیقت از جمالِ خود براندازد نقاب
از وجودِ تو نشان باقی نماند هیچ باب

تابشِ خورشیدِ معنی چشمها را خیره کرد
در ردای نورِ خود پنهان شده خود آفتاب

این وجود و هستیٔ ما جز گمان و وهم نیست
هستیٔ حق بحر باشد هستیٔ عالم سراب

در ازل چون بحرِ معنی موج زد در خویشتن
سر برون آورده زو جمله جهان مثلِ حباب

هوش احمدؔ ساقیا از بادهٔ توحید بر
یکدو ساغر ده که تا جانش شود مست و خراب

## غزل

دی صبا پر مشک آمد سویم از کوی حبیب
مست و شیدا شد دلم زان نکهت و بوی حبیب

یک نگاهِ مست او صد دین و دل کرده خراب
سحر دارد بهرِ جانها چشم جادوی حبیب

کعبهٔ شوریدگان و بیدلان شد کوی دوست
قبلهٔ جانهای عشاق آمده روی حبیب

صد ہزاراں عاقلاں در دامِ زلفِ او اسیر — گشت زنجیرِ دلِ عشاق گیسوئے حبیب

بنگر از چشمِ حقیقت منگر از چشمِ مجاز — ہست سروِ لایزالی قدِّ دلجوئے حبیب

کاکلِ مشکینِ جاناں دامِ دلہا آمدہ — بستہ چون زنجیرِ جانِ عاشقاں موئے حبیب

عاشقِ گم گشتہ دل را جاں نہ بسوئے رسید — پس بہر سوئے کہ رو آرد بود سوئے حبیب

سجدۂ زاہد بسوئے سنگ دیوار است و خشت — سجدۂ عاشق بود بر جلوۂ روئے حبیب

ہر یکے را در جہاں طاقِ عبادت دیگر است — سجدہ گاہِ عاشقاں محرابِ ابروئے حبیب

عاشقاں را اوئما غارتگرِ دین و دل اند — ترکِ چشمِ مست نازو زلفِ ہندوئے حبیب

من نیم تنہا قتیلِ بے نیازی ہائے او
صد ہزاراں جاں [الست] احمدؐ کشتۂ خوئے حبیب

## غزل

بوئے یارِ مہربانم آرزوست — راحتِ روح و روانم آرزوست

خرقہ و شملہ چہ کار آید مرا — دردِ دل سوزِ نہانم آرزوست

چاشنئ غمزہ ات نہ بود ز دل — زخمِ دیگر زاں سنانم آرزوست

کردہ ام سینہ ہدف ای ترکِ مست — تیر زابروئے کمانم آرزوست

از دل و جان پیشِ شمعِ روئے تو
سوختن پروانہ سانم آرزوست

بیخودم کن زاں دو چشمِ مستِ ناز
یک نظر ای جان جانم آرزوست

مثلِ موسیٰ بر سرِ طورِ یقین
زاں تجلّیِ عیانم آرزوست

نیست گشتن اندرونِ ہستیش
گم شدن در بے نشانم آرزوست

تا جمالش بینم از چشمِ یقین
برتر از وہم و گمانم آرزوست

نیست گردم او شنیدہ جائے من
از دمش چوں نے فغانم آرزوست

احمدا چوں گشتۂ در عشق پیر
قوّتِ بختِ جوانم آرزوست

## غزل

ایکہ دردِ عشقِ تو درمانِ ماست
آتشِ مہرِ تو در دل روشنیِ جانِ ماست

شعلۂ نو عاقبت تا عقل و جانِ من بسوخت
آتشی از عشق کاں در سینہ سوزانِ ماست

بے جمالِ دلفروزت اے مہ تابانِ من
سیلِ خوں ہر دم رواں از دیدۂ گریانِ ماست

عکسِ حسنِ آں پریرو باکمال آب و تاب
ہمچو آئینہ درونِ دیدۂ حیرانِ ماست

زخم ہائے کاں زدی بر دل ز تیرِ غمزہا
خوں چکاں از چشم و آلودہ از و دامانِ ماست

بیخودی و محو و حیرانی نشانِ عشق اوست
گم شدن در عشقِ آن جانِ جهان برهانِ ماست

میدمد در جانِ من چون لحظه دم خود آن پری
تا از و این های و هوی و ناله و افغانِ ماست

جان چه باشد با صد هزاران جان بقربانش کنم
کان حیاتِ عاشقان جانِ جهان مهمانِ ماست

کم نشد هر چند آبِ چشم بر روی ریختم
آتشی کان از سرِ سودای او در جانِ ماست

ناله و افغانِ جانِ عاشقان اندر جهان
یک علم از حسنِ روی حضرتِ جانانِ ماست

النفس و آفاقِ احمدؐ چون تجلی گاه اوست
عشقِ ما و حسنِ خوبان صورتِ عرفانِ ماست

روی هر دلبر تجلی گاه حسنِ روی اوست
نکهتی کان آورد بادِ صبا آن بوی اوست

پرتوِ خورشیدِ رویش هر جهت بگرفته است
پس بهر سوئی که آوردیم رو آن سوی اوست

قبلهٔ دل کعبهٔ جان روی آن جانِ جهانست
سجده گاهِ عاشقان طاقِ خمِ ابروی اوست

میلِ هر دل بر جمال و حسنِ رویش منتهی است
منزلِ دیر و حرم اهلِ دل حمی از کوی اوست

آنکه زد شعله بجانم برقِ حسنِ آن پریست
وانکه بربوده دلِ من نکهتِ گیسوی اوست

جمله دلها شیفته بر حسنِ روی آن پرست
جانِ خلقِ دو جهان بسته بتارِ موی اوست

ترکِ چشمِ مستِ او غارتگرِ جانهای ماست
وانکه دزدیده دل و دین طرهٔ هندوی اوست

از سرِ نازِ بتان عشاق را جان سوخته
سحرهای چشمِ خوبان غمزهٔ جادوی اوست

احمدؐا با که بگویم حالِ آن طناز و شوخ

شیوهٔ عاشق کشی و بے نیازی خوی اوست

بیا بیا که دل و دیده هر دو خانهٔ تست
تو نور چشم منی چشم آشیانهٔ تست

دل و جگر همه پیش تو کرده ایم هدف
تو تیر غمزه بزن سینه ام نشانهٔ تست

بجز جنون دل فرهاد برده و ز قیس
جمال لیلی و شیرین یکے بهانهٔ تست

سجود کافر و مومن همه بسوئے تو بود
وجود دیر و حرم سنگ آستانهٔ تست

ز روی ماه رخاں حسن روئے تو پیدا
فغان دل شده کلبانگ عاشقانهٔ تست

جنون عشق ترا ایک جہاں تماشائی
بهر طرف بزبان همه فسانهٔ تست

زدی درون دلم آتشی چو پروانه
بحسن شمع رخاں شعلهٔ و زبانهٔ تست

ز دست عشق بدل زخمه می زنی پنهاں
فغان بربط جانم یکے ترانهٔ تست

تو شهسوار جمالی و کاکل مشکیں
سمند عشق مرا اینک تازیانهٔ تست

برای رند خرابات و عاشق بدنام
سرور و مستی عشق از مئے مغانهٔ تست

محبت تو بجا نہاست گو هر نادر
هم اشک عاشق بیدل در خزانهٔ تست

چو زلف و خال که بر روئے هیچو مه داری
بصید مرغ دلم طرفه دام و دانهٔ تست

حریف بزم محبت ندیم خسرویت
غریق بحر حقیقت دُر یگانهٔ تست

سرود عشق تو گشته فغان و نالهٔ من
حنین درد دلم چنگ و هم چغانهٔ تست

پری ز حسنِ دلم وانگهم کشی بر دار — بکشتنِ من بیچاره خوش بهانه نشست

دلا العشق و غمِ گلرخانِ گلشنِ دهر — چو بلبلان همه گلبانگ عاشقانه گفت

ربوده دلِ احمد به غمزهٔ شیرین — بجانِ وی همه افسونِ ساحرانه بست

## ایضاً

ساقیا آن راحِ ریحانی کجاست — پر خمارم مستیِ جانی کجاست

آن لبِ چون لعلِ رمانی کجاست — تشنه کام آبِ حیوانی کجاست

منکه رندم خرقه را آتش زدم — در دلِ من نشأهٔ روحانی کجاست

عاشقیم و بهرِ دیدار آمدیم — ای خلیل امروز مهمانی کجاست

گر جمالِ مهرِ حسنش دیده — در تو چون آئینه حیرانی کجاست

همچو یعقوبم شده دیده سپید — آن جمالِ ماه کنعانی کجاست

سوختم از عشقِ این سنگین دلان — بهرِ این دل راحتِ جانی کجاست

آنکه شد بارِ امانت را حمول — جو همیش آن روحِ انسانی کجاست

متحد بودیم ما با جانِ جان — ای دریغ آن عهدِ روحانی کجاست

ای خلیفه زاده مسجود ملک
بر رخ تو فرِ سلطانی کجاست

حق شناسی را بود دعوی مکن
در دل تو ذوقِ عرفانی کجاست

خورده از نفسِ خنو بنگِ غرور
مستی آن خمرِ یزدانی کجاست

جانت اندر بندِ دیوی شد اسیر
سیر روحی بهرِ زندانی کجاست

جان فدا کردند بر دین اهلِ دین
ای مسلمانان مسلمانی کجاست

مست کرده آنکه جانِ بایزید
آن مئی پر جوش سبحانی کجاست

عشق آید خانمان ویران کند
گر تو داری عشق ویرانی کجاست

عمر او را چون هلال راهی دهی
ای قلم بنگر که دربانی کجاست

رحمتی کان گبر و مومن را گرفت
اے رحیم آن رحم رحمانی کجاست

آنکه جانت برده از یک جلوهٔ
احمدا آن شکلِ روحانی کجاست

## ایضاً

بازورِ عشق خوبان الغیاث
می کند در سینه من انبعاث

اے دریغا عشق خونم ریخته
نیست کس بر جورِ جانم مستغاث

ہر کہ و مہ اندریں سودا خراب
بستۂ زلفش ذکور و ہم اناث

عشق خونم میخورد خود سے دریغ
آنچنانکہ مرداں شاخ کراث

مایۂ درد و بلا اندوختیم
نیست اندر خانہ ام جز ایں اثاث

اے دلم از درد واویلا مکن
شیوۂ مرداں نباشد انبثاث

غم مخور از جور ہجرش احمدا
از کرم روزی شود یارب غیاث

## دیگر

کشتۂ جور نگارم الغیاث
زو بجاں صد زخم دارم الغیاث

دل ربود از من نگارم الغیاث
باز کشتہ خوار و زارم الغیاث

آنکہ بود آرام جاں سے بیقرار
از دلم بردہ قرارم الغیاث

خون دل جزدہ بجاں آتش زدہ
الغیاث از جور یارم الغیاث

سے جمال دلفروز گلرخاں
من سراپا خار خارم الغیاث

دین و دل بردند ایں غارت گراں
وز ستم ہا کشتہ زارم الغیاث

از تطاول ہائے زلف دلبراں
بس پریشاں روزگارم الغیاث

در هوائے لاله رویان همچو ابر
خون ز چشم خویش بارم الغیاث

عشق خوبان خونِ جانم ریخته
ناله‌ها زین درد دارم الغیاث

یک دو جامم ده ز غم آزاد کن
ساقیا سر پر خمارم الغیاث

ترکِ چشمِ مست تیرِ غمزه زد
احمدا زان دلفگارم الغیاث

## ایضاً

اے ز جورِ چشمِ جانان الغیاث
زود ز غمزه زخم در جان الغیاث

نے حالت ای حیاتِ جانِ ما
ناله‌ها داریم و افغان الغیاث

وحشتِ سودائے زلفِ دلبران
کرد جانم را پریشان الغیاث

از فراقِ آن نگارِ ماه رو
همچو نے هستیم نالان الغیاث

آن ستمگر خونِ جانم ریخته
از سنانِ تیرِ مژگان الغیاث

همچو طرّاران دلم برده بتان
هم نهان دزدیده ایمان الغیاث

لشکرِ غمزه بتانِ سنگدل
کعبهٔ جان کرده ویران الغیاث

ما ضعیفان را سنانِ غمزه ات
می‌خلد در جان چو پیکان الغیاث

| | |
|---|---|
| ساقیا از بادہ جامم مست کن | سخت از هجومم پریشان الغیاث |
| هستی وهمی برون آورده سر | رخ حقیقت کرده پنهان الغیاث |

جان احمدؐ همچو پروانه بسوخت
زلف رخت ای شمع خندان الغیاث

| | |
|---|---|
| از محبت بیقرارم الغیاث | دل از او پر درد دارم الغیاث |
| من ز درد عشق زارم الغیاث | روز و شب زو بیقرارم الغیاث |
| با فغان و ناله ها کار من است | دائما در اضطرارم الغیاث |
| سوخته جان غریبان بیدریغ | آتش حسن نگارم الغیاث |
| در جگر صد تیر از غمزه زده | ترک چشم مست یارم الغیاث |
| آه در عشق بتان ماه رو | هر بسر سودا و خوارم الغیاث |
| من بجان خویش از تیر غمش | ای حریفان زخم دارم الغیاث |
| گفته ام حق لیک این حق ناشناس | کرده ناحق سربدارم الغیاث |

احمدؐا در دام زلف دلبران
او فتاده چون شکارم الغیاث

ایضاً

سوخت جانم عشقِ خوباں الغیاث ‌‌ ریخت خونم تیغِ ہجراں الغیاث

ای پری در عشقِ تو دستِ جنوں ‌‌ میدرد جاں را گریباں الغیاث

گشت چوں یعقوب چشمِ من سپید ‌‌ از غمت ای ماہِ کنعاں الغیاث

ای حقیقت باش کشتیبانِ من ‌‌ میشوم من غرقِ طوفاں الغیاث

آفتابِ ذات از فرطِ شعاع ‌‌ گشتہ شمعی زیرِ داماں الغیاث

صبحِ وصلِ روز ما را شام کرد ‌‌ ظلمتِ شبہای ہجراں الغیاث

یار زخمِ لن ترانی می زند ‌‌ دیدہ ام دیدارِ جویاں الغیاث

شورشِ عشق ست از حسنِ پری ‌‌ زاں چو نی داریم افغاں الغیاث

نالہ بی از دمِ نائی بود ‌‌ عشق نالاں جرم بر جاں الغیاث

فتنہ حسن ست و من رسوائے شہر ‌‌ سوی دارم بردہ ناداں الغیاث

مصحفِ ایمانِ احمدؐ سوختی
از ستم ای نامسلماں الغیاث

## ایضاً

بہ عشقش سر فدا کردن چو حلاج ‌‌ روانِ عاشقاں را ہست معراج

پریروئی بجوشِ لشکرِ حُسن — تمامی ملکِ جاں را کرد تاراج

تو در خوبی و زیبائی شہِ حسن — جمالت بر سرِ خوباں بود تاج

بہ تختِ جاں چو شاہِ حسن بنشست — ازاں خانہ خرد را کردہ اخراج

جمالش از ہمہ خوبانِ عالم — ستاند ہمچو شہ از ہر یکے باج

بتِ من از برائے تیر غمزہ — دلِ عشاق را کردست آماج

پئے تاراج کردن ملک دلہا — ز غمزہ حسنِ تو بفرستہ افواج

بخود چوں جوش زد بحرِ حقیقت — دو عالم سر بر آوردہ چو امواج

دلِ احمدؐ بتاں سوئے جمالت
برائے یک نظر گردید محتاج

## ایضاً

ساقی قدحے بدہ ازاں راح — کو مست کند قلوبِ و ارواح

از مستی و از نشاطے ریزہ — در کاسۂ روحِ ما چو اقداح

اے مطربِ عشق نغمہ کن ساز — تا رقص کنند جملہ اشباح

افسردگیِ دلِ پریشاں — از بادہ در آر سوئے اصلاح

از بہر کشادنِ دلِ تنگ
دار ی تو بدستِ خویش مفتاح

از کذلکِ بیخودی تو حک کن
نقشے کہ گرفتہ اند الواح

بردار ز من تو ظلمتِ ہجر
از حسنِ رخت چو نورِ اصباح

جانند ز مہرِ تو ز جا جہ
عشقِ تو درون بانِ مصباح

احمد بدر تو سر نہادہ
دارد جالش بتو صد الحاح

## ایضاً

بلبیدی سرِخ زیبائے فرّخ
جمالِ دلربا سیمائے فرّخ

جنونے کز غمِ عشقِ تو باشد
مبارک وحشتے سودائے فرّخ

چو مے جانِ مرا مستی فزودہ
خمارِ نرگسِ شہلائے فرّخ

ببالِ بیخودی پرواز کردم
رسیدم تا مقام و جائے فرّخ

ز قیدِ ننگِ ساقی جاں رہا کرد
بیک جامِ میٔ و صہبائے فرّخ

نظر کن از فرح بر داغِ سینہ
بباغِ دل بہ بیں گلہائے فرّخ

دلی کو آئینہ سان محوِ حسن است
چو مجنوں پرشد از لیلائے فرّخ

بحسنِ روئے خود صبرم ربوده — قرارم از قدِ بالائے فرّخ

بعشقِ یار عمرِ خود کند صرف — زہے عاقل زہے دانائے فرّخ

دلم برده یکے سروِ روانی — بباغے با قدِ رعنائے فرّخ

بیا احمدؔ چو مرداں جاں فدا کن — بہ حسنِ یار دل آرائے فرّخ

## دیگر

در غمِ عشقِ تو گریاں دیدۂ یعقوب باد — در بلا ہا یارِ من صبرِ دلِ ایوب باد

سر ز سودائی محبت والہ و شوریدہ بہ — وز فروغِ حسنِ جاں در فتنہ و آشوب باد

تن ز جوشِ عشق اندر چرخ و رقصاں ہمچو طور — سوختہ جاں از تجلیٔ جمالِ خوب باد

روح من اندر عشقِ تو بود مخمور و مست — جانِ من از سیلیٔ اجلالِ تو مضروب باد

کم مبادا لذتِ زخمِ سنانِ غمزہ ات — چاشنیٔ جورِ تو جانانِ مرا محبوب باد

چشمِ جان و علم و عقل و فہمِ من اے ماہرو — از تماشائے جمالِ غیرِ تو محجوب باد

دل ز فرطِ شوق و مستیٔ شرابِ بیخودی — دست افشاں از سرور و از طرب پاکوب باد

ہوشِ من مدہوش باد از مئے مہرِ حبیب — وز جنونِ عشق و سودا عقلِ من مغلوب باد

دل ز تنگی کشاکش ہا عقل آزاد بہ
شعر ہایم در حضور حضرت جانان ما

جان من در کار راہ عشق خوش اسلوب باد
بہر اظہار غم دل نامہ و مکتوب باد

آرزو دارد دل شیدائی احمد روز حشر
با سگان کوی او ہستی من منسوب باد

## ایضاً

جاں فدائے حضرت جانانہ باد
دل ز فکر غیر او بیگانہ باد

ہیچ مجنوں از جنون عشق تو
ہر کہ دیوانہ نشد دیوانہ باد

با ہمہ تقدیس جبریل امیں
پیش شمع روئے تو پروانہ باد

ہر دل افسردہ اے ساقی عشق
از دو چشم مست تو مستانہ باد

خرقہ سالوس و زہد خشک ما
دائما رہن مے و پیمانہ باد

در غمت چشمی کہ خون دل بریخت
پر ز خون آں دیدہ ہا را خانہ باد

درد عشقت شد نصیب دوستاں
دور ازیں نعمت جہان بیگانہ باد

اندرون جان من از عشق تو
صد چنیں چوں آتش حنانہ باد

آتش عشق تو نور جان ما ست
[illegible]

احمدؔ ا دائم دعا کن ہر سحر
مہر رویش شمع ایں کاشانہ باد

## ایضاً

خوش آں شیدا کہ شیدائی تو باشد | خوش آں رسوا کہ رسوائے تو باشد
خوش آں جائے کہ مہر تست در وے | خوش آں دل کاندر و جائے تو باشد
خوش آں سینہ خوش آں سر کاندر وش | ز عشق و سوز و سودائے تو باشد
نہ بیند سوئے حوران بہشتی | کسے کو در تماشائے تو باشد
حیاتِ عاشقانِ بیدل و زار | جمالِ روح افزائے تو باشد
فرشتہ گر جمالت را بہ بیند | فدائے روئے زیبائے تو باشد
ملائک سجدہ می آرند کانجا | نشانے از کفِ پائے تو باشد
ز غوغائے قیامت کی بترسد | ہر آنکو مست و شیدائے تو باشد
کند عشاق راز ایں عشق فاش | کہ تا ہستی نہ ہمتائے تو باشد
نترسد ہمچو منصور از سرِ دار | کسے کو مست صہبائے تو باشد
جہاں آئینہ و خود [illegible] عالم | ز عکسِ روئے زیبائے تو باشد

هر آں کو شد بہ بحرِ بیخودی غرق
گرامی دُرّ دریائے تو باشد

بگیر احمدؔ درِ پیرِ خرابات
کہ آں ملجاؤ ماوائے تو باشد

## ایضاً

آنکہ دل بردہ ز من نگہتِ گیسوئے تو بود
وانکہ زد زخم بجاں غمزۂ جادوئے تو بود

مثل پروانہ پئے شمع رخت سوختہ ام
نالۂ بلبلِ جانم ز گلِ روئے تو بود

دینِ من دیدنِ تو مہر تو ایمان من است
قبلۂ من رخِ تو کعبۂ من کوئے تو بود

زلفِ مشکینِ تو زنجیرِ جنونم گشتہ
مسکنِ ایں دلِ دیوانہ سر کوئے تو بود

چوں پری آمدہ در برج وطن ساختۂ
بود فانوس دلم شمع در و روئے تو بود

قصرِ عشقِ تو بود بیخودی و بیرنگی
حیرت و گم شدن از ہیچ و خم کوئے تو بود

آنکہ از احمدِ مسکیں دل و دیں غارت برد
شوخیٔ غمزہ و آں طرۂ ہندوئے تو بود

## دیگر

آفتاب روئے جاناں پردہ از رخ چوں کشود
ہمچو انجم جان من محو شعاع حسن بود

از وفور جلوہ و از تابش خورشید حسن
سوخت جان و دیدہ‌ہائے عقل شد کور و کبود

عاشقاں را زاں تجلی جمال بے مثال
غرق جان در بحر وحدت بود و دیدہ در شہود

ساقی آمد با دو چشم مست و جام می بدست
زاں شراب کہنہ ہوش اہل مجلس در ربود

از سرود مطرب و از نغمہ ہائے دلنواز
جان عاشق ہمچو گردوں در سماع و رقص بود

نالۂ نے ہمچو اسرافیل جاں را زندہ کرد
اہتزار آمد میان روح زاں بانگ سرود

من ز خود رفتم مپرس احمد ز من آں وقت و حال
بیخودی آمد بجانہا وین دو چشم سر غنود

## دیگر

آں جان عاشقاں بسوئے خانہ میرود
جانم ز بیدلی پئے جانانہ میرود

آں شوخ را نگر کہ چہ مستانہ میرود
خلقے پیش چو عاشق دیوانہ میرود

آں ماہرو کہ روشنی جان جہاں اوست
بارخ چو مہر و طلعت شاہانہ میرود

بے اختیار دل سوئے دلدار می کشد
وز اضطرار جاں سوئے جانانہ میرود

از سوئے کشتگان و شہیدان تیغ ناز
رو یک طرف بکردہ و بیگانہ میرود

جانہای عاشقاں ز سر نار سوختہ — دلہا بہ زلف بستہ و مستانہ میرود

عاشق ز بیخودی سوی شمعِ جمالِ دوست — بے اختیار صورتِ پروانہ میرود

سوزد ہزار بار اگر جانِ عاشقاں — کے عشقِ شمع از دلِ پروانہ میرود

از وحشتِ جنون محبت ہر عاشقے — بگریختہ ز خلق بویرانہ میرود

زاہد بہ عشقِ ساقیِ مہر و شوقِ مے — خرقہ گرو نہادہ بہ میخانہ میرود

عاشق چو یافت لذتِ ساقی و جامِ مے — بیخود بسوی بادہ و پیمانہ میرود

چوں شکلِ دلفریب بتاں دید یک نظر — زاہد ز کعبہ جانبِ بتخانہ میرود

شوریدہ سر چو دید مرا آں نگارِ من
خندید و گفت احمدؔ دیوانہ میرود

## ایضاً

نہ یارے کہ جانم بجاناں رساند — مریضِ دلم را بدرماں رساند

خدا را من زار و بیمار دل را — کسے تا بآں راحتِ جاں رساند

صبا کو کہ تا نکہتے زاں گلِ تر — بایں بلبلِ زار و نالاں رساند

حیاتِ دلم شد لبِ لعلِ جاناں — نہ خضرے کہ تا آبِ حیواں رساند

زدردِ دل و گریہ ناہمچو ابرم
بآں ماہ چوں برقِ خنداں رساند

کجا قاصدے تا بآں راحتِ جاں
حکایاتِ حالِ پریشاں رساند

خدارا کسے تا بہ آں آئینہ رو
حدیثے ازیں چشمِ حیراں رساند

چو یعقوبؑ ایں جانِ مشتاق مارا
بآں عزتِ ماہِ کنعاں رساند

نہ پیکے کہ از حالِ زارِ دلِ من
خبر پیشِ آں شاہِ خوباں رساند

صبارا بگو بلبلِ جانِ مارا
بآں روئے رشکِ گلستاں رساند

من از صحبتِ زاہداں تنگ جانم
مرا کس بکوئے بزمِ رنداں رساند

کجا ہست ساقی کہ تا جانِ مارا
بہ میخانۂ مے پرستاں رساند

چو قطرہ مرا سوئے بحرِ معانی
چو ذرّہ بہ آں مہرِ رخشاں رساند

نہ ہمدم رفیقے کہ تا جانِ احمدؐ
بآں روئے چوں ماہِ تاباں رساند

## ایضاً

جز آں مہ در دلِ شیدا نگنجد
بجانم غیرِ ایں سودا نگنجد

دلِ عاشق ز فکرِ غیر خالی ست
درونِ قیس جز لیلیٰ نگنجد

به بزم می پرستان حقیقت  
خمار و سکر چون صهبا نه گنجد

بجز حیرت من و ما رهگذر نیست  
که اوی و توی آنجا نه گنجد

عجب مای بی مای ست کانجا  
خیال لا و هم الا نه گنجد

بود در بحر وحدت قطره انداز  
تعدد اندران یکتا نه گنجد

چو آئینه به پیش حسن رویش  
بجز حیرانی دلها نه گنجد

بکن نفی وجود غیر او را  
که در سلطانیش همتا نه گنجد

دران میدان پر جبریل سوزد  
کسی در قوس او ادنیٰ نه گنجد

بهنگام تجلی گشت بیهوش  
در آنجا هستی موسیٰ نه گنجد

به بحر انداز احمدؔ قطرهٔ خویش  
که اندر کوزه ات دریا نه گنجد

## ایضاً

هزاران موج از دریا بر آمد  
به شکل هر عدد یکتا بر آمد

چو بیرنگی لباس رنگ پوشید  
پس عین الجمع تا شتی بر آمد

بقصد خوبی باعیان جلوه ها داد  
مسمیٰ صورت اسما بر آمد

سوی تشبیہ مائل گشت تنزیہ
نہانی ہا ہمہ پیدا بر آمد

عجب بے مثل ہر بستہ است تمثال
کہ روح القدس پیشم تا بر آمد

نہاں شد در لباس خوبرویاں
پس انگہ با رخ زیبا بر آمد

باول چوں قبائے جسم پوشید
بشکل آدمؑ و حوّا بر آمد

گہے کردہ تجلی بر سر طور
گہے شکل ید بیضا بر آمد

بگرد از نفس خود احیای اموات
چو روحی از دم عیسے بر آمد

تجلی کردہ در ارواح و اجساد
شہنشاہانہ از بطحے بر آمد

درون حسن لیلے جلوہ کرد
چو مجنوں سر پر از سودا بر آمد

ز مستی ہا قبا بدریدہ چوں گل
چو بلبل با دل شیدا بر آمد

ز حسن دلبراں با فتنہ پرداخت
بعالم صورت غوغا بر آمد

بر آمد در لباس عشق بازاں
سر بازار ہا رسوا بر آمد

بروی گلرخاں گلگونۂ حسن
چو درد و سوز از دلہا بر آمد

میان باغ چشم و گلشن دل
چو سروے با قد رعنا بر آمد

چو بادہ جوشہا زد در خم جاں
بدل چوں مستی صہبا بر آمد

ہر جا جلوۂ حسن رخ اوست
یقیں میداں کہ بے ہمتا بر آمد

بچشم فکر چون دیدیم احمدؐ
برآمد او ولی سنہ ما برآمد

## ایضاً

مهرش همه رونق دل چون روح روان باشد
وان شوق لقای او که به هوش جان باشد

چشمیکه سوی دلبرای دل نگران باشد
دیدار رخش بهتر از جان و جهان باشد

آن حسن دل افروزش وان ناز جهان سوزش
تا قبلهٔ ارواح صاحب نظران باشد

در عشق ز خود رفتن دل دادن و گم گشتن
این شیوهٔ عشاق و هم اهل دلان باشد

اندر دل خود عاشق صد عیش و طرب دارد
از مستی عشق او این پیر جوان باشد

تا بسکه دل عاشق تا مسکن خود کرده
آن منزل او برتر از وهم و گمان باشد

جائی که بکرده جا در خلوت بیرنگی
تا مسکن او بیرون از کون و مکان باشد

اسرار محبت کان در عاشق و معشوق است
علمی است که او بیرون از شرح و بیان باشد

در عین پریشانی جمعیت دل دارد
سرسبز گلستانش در عین خزان باشد

در خلوت بیچونیشان کی وهم و گمان گنجد
آنجا نه چنین باشد آنجا نه چنان باشد

هر عاشق دلداده در گوشه بر افتاده
در عشق تو گم گشته بی نام و نشان باشد

اندر رهِ آں دلبرِ جاں باختنے احمدؒ
ایں کار زخود رفته هم دردکشاں باشد

## ایضاً

دلا چو نقطهٔ موهوم ایں جهاں باشد
بحسبِ علمِ تو در چشمِ من نهاں باشد

همیں که علمِ دلِ تست آنچه می نگری
بداں جهانِ تو در جانِ تو نهاں باشد

بیا و پاک بکن لوحِ دل ز نقش و نگار
که جانِ ساده نشانی ز بی نشاں باشد

محبتِ دلِ عاشق ز کنهِ مخفی است
نشانِ حسنِ ازل حسنِ دلبراں باشد

بعشقِ آں گلِ خنداں بگلشنِ هستی
فغان و نالهٔ من همچو بلبلاں باشد

چگویم از غمِ دل تا ز آتشِ شوقش
برائے شمعِ رخی سینه ام طپاں باشد

بحسن و صورتِ نو نو برد دلم آں شوخ
چو بنگرم بتفکر هماں هماں باشد

گهے بصورتِ شمع و گهے برنگِ گلے
هماں جمال بدیں شکل ها عیاں باشد

در اصلِ خویش هماں نورِ ساده و بیرنگ
بدیدهٔ تو به تمثالها عیاں باشد

همه نقوش بداں صورتِ خیالیِ تست
که هیئتش بکشیده بلوحِ جاں باشد

درآں خیال که طبعِ تو هست مصروفش
دراں بمیری و حشرِ تو هم دراں باشد

بهر خیال که خسپی در و شوی بیدار
فنا و حشر تو در ذات تو نهان باشد

جحیم و دوزخ تو خوی زشت تو آمد
صفات نیک پئے جان تو جنان باشد

چنانکه جان تو پنهان ست اندرین جسمت
بهشت و دوزخ تو خود درون جان باشد

تو آن دری که ملک از تو شرم میدارند
کجا بهشت تو کوه و آسمان باشد

هزار حیف که تو قدر خود نمیدانی
همه جمال و کمال تو رائگان باشد

درین حیات تو ارزان خریده خود را
عجب دری که بهات بسے گران باشد

بکشت زار دل خویش آنچه میکاری
بحشر و نشر همه ثمره اش عیان باشد

هر آن شرف که تو داری ندید جن و ملک
کجا بعقل سلیم تو قدر آن باشد

بگیر دامن ساقی بدست دل احمدؔ
که روز عسرت و تنگی ترا امان باشد

## ایضاً

می ربای جان من از حسن دلدار دگر
میفزای بهر جانم هر دم آزار دگر

از برای مستی جانهای مخموران عشق
ساغر دیگر بود هم خمر و خمار دگر

هر که بیخود آمده در عشق آن جان جهان
سر زند از سینه اش هر لحظه اسرار دگر

عشقِ او هر لحظه از جوشِ جنون ہمچوں پری
درمیانِ جانِ من چوں بادہ جوشی میزند

از دہانِ عاشقاں آید بگفتارِ دگر
از دہانم ہر نفس آید باظہارِ دگر

از برائی عاشقانش آمدہ از سوئے غیب
از پئے افزایشِ سودائے جانِ عاشقاں

ہر زماں چشمم دگر ہر لحظہ دیدارِ دگر
حسن دیگر باشد و ہم زلف و رخسارِ دگر

بہر جانہا ہر دمی تازہ خیال ست و مثال
در لباسِ حسن خوباں ہمچو جاں پنہاں شدہ

ہر زماں شمعے دگر ہر لحظہ ابصارِ دگر
و زفغانِ عاشقاں اورست اظہارِ دگر

در دلِ عشاق ہر دم شعلۂ تازہ زند
و دو آہِ عاشقاں بودست ازنارِ دگر

تا کہ خو در ستہ ام یا بیخودی
آنکہ جانت سوخت احمد آتشِ دیگر بود
خوردنِ خونِ دلت را ہست خونخوارِ دگر

دیگر

بہ شوخیِ حسنِ روئے یار بہتر
بدردِ عشق جانم زار بہتر

ز تیرِ غمزہائے آں پریرو
دلِ دیوانہ ام افگار بہتر

پئے دزدیدنِ دین و دلِ ما
بتانِ شوخ و ہم طرار بہتر

اگر زخمی زند بر جانِ عاشق
ز تیرِ غمزہ آں عیار بہتر

به عشقِ این بتانِ ماه پیکر
بپوشد زاهد ان زنّار بهتر

برائے خوردنِ خونِ دلِ ما
بتاں را دیده خونخوار بهتر

بمیخانه برائے یک دو جامے
گرو گشته اگر دستار بهتر

اگر در عشقِ آں رشکِ حسیناں
شوم رسوا سرِ بازار بهتر

بدیں تسبیح و ایں زهدِ ریائی
ز مسجد خانهٔ خمّار بهتر

سرے کاں پر ز سودا لیش نباشد
بنزدِ عاشقاں بردار بهتر

به شبہائے دراز حزن و هجراں
غمِ او بهرِ من غمخوار بهتر

بعشقِ نرگسِ بیمارِ جاناں
دلِ شوریده ام بیمار بهتر

برائے من به عشقِ خوبرویاں
دلِ پر درد [illegible] بهتر
مرا ان بار

بعشقِ او اگر از کسب مانم
مرا از جمله کار بے کار بهتر

مرا احمدؐ ز حورانِ بهشتی
تماشائے جمالِ یار بهتر

ایضاً

در عشقِ آں جہاں جاناں است سودائے دگر
مجنونِ شیدا گشته ام بر حسنِ لیلائے دگر

زاهد مرا ره میزند توبه کنم او بشکند ... دزدیده دین و دل ز من طرّار رعنائے دگر

دل می برد هر زمان از جلوه هائے خویشتن ... در سینه ها از عشق او سوزی و سودائے دگر

از پرتو حسن رخش هر سو بجلوه مه رخے ... وز عشق او در هر طرف خواری و رسوائے دگر

در عشق او دیوانه ام وز خویشتن بیگانه ام ... بر بود از من جان من حسن دلارائے دگر

دردش بود درمان من مهرش بود ایمان من ... چون کرده جا در جان من پس چون دهم جائے دگر

یارب که شیدائی ویم رسوا ز سودائے ویم ... جز این حسینان جهان حسنی ست زیبائے دگر

ای کعبه من کوی او وی قبلهٔ من روے او ... کے در دل شیدائے من جز وی تمنائے دگر

از عشق می نوش آمدم زان مست و مدهوش آمدم ... دارد ز مستی جان من شوری و غوغائے دگر

از هستی خود رسته ام با بیخودی پیوسته ام ... خوردست جان خسته ام امروز صهبائے دگر

مانند موسیٰ هوش من بر بود آن رشک چمن ... دیدم تجلّیِ رخش بر طور سینائے دگر

جان می پرد از بیخودی هردم ببال عشق او ... بیرون از این ارض و سما رسیده جان جائے دگر

موسیٰ تجلّی خدا در وادی ایمن بدید ... من دیده ام بر شاخ گل جلوه بصحرائے دگر

دیوانه و شوریده ام وز خویشتن ببریده ام ... از بیخودی و بیدلی جان دید اقصائے دگر

در بحر غوطه خورده ام گوهر بدست آورده ام ... جز هفت این قلزم [illegible] دریائے دگر

ای عبد و جان من این چه گفتار و سخن ... [illegible] دگر

بیدلاں شوای چارہ گر ہستی ز درماں بے خبر ‖ بہرِ علاجِ دردِ دل باشد مسیحائے دگر

احمد بہ عشقِ دلبراں افسانۂ عالم شدی
چوں تو نباشد در جہاں رندی و رسوائے دگر

## ایضاً

ای جمالت را بہرچشم جلوہ و شانے دگر ‖ ہر زماں جانِ مرا از عشق افغانِ دگر

می نماید ہر در آئینہ ہائے رنگ رنگ ‖ صورت و شکلِ دگر ہم شان و الوانِ دگر

بہر جانانِ عشق نقش از حباب جانِ جاں ‖ کاسہ کاسہ بادہ ذوق است از خوانِ دگر

چوں بسوزد جانِ ما از شعلۂ حسنِ رخش ‖ کاں پری رو جلوہ ہا دارد بہر آنِ دگر

[illegible] از عاشقاں اندر گلستاں شود ‖ مہ رخی شاخِ گلے سروِ خرامانِ دگر

عاشقاں را خویش را از ہجر و وصلِ خویشتن ‖ می کشد از غمزہ ہا و می دہد جانِ دگر

ہست اندر خانۂ ما ہم ز شوقِ عشقِ او ‖ [illegible] در و ہر لحظہ مہمانِ دگر

عاشقاں را ہر چہ ہر جا ہستی خویشتن ‖ چوں یقین دیگر است تازہ ایمانِ دگر

ای گلِ خنداں شگفتہ بلبلِ جانِ مرا ‖ شد چہ ایں گلشن نشیمن در گلستانِ دگر

احمدا از بہرِ دفعِ ظلمتِ شبہائے غم

یاد بوئے یار من شمعِ شبستانِ دگر

## ایضاً

مپرس از من ز حالِ زارم امروز | ز دردِ ہجرِ او بیمارم امروز

چگونہ جانِ من یابد رہائی | اسیرِ دامِ زلفِ یارم امروز

ربودہ آں پری دین و دلِ من | بدستِ ساحرِ طرارم امروز

ز عشقِ آں پری رو کے بہم من | رہینِ حسنِ آں عیارم امروز

ز چشمِ خود بہ عشقِ آں گل اندام | بسانِ ابرِ خوں میبارم امروز

بدیدارِ بتانِ ماہ پیکر | بگردِ بتکدہ زنارم امروز

بمستی و برندی در رہِ عشق | چناں رسوا سرِ بازارم امروز

ز مخموری بجانِ پاکِ ساقی | کہ من خاکِ درِ خمارم امروز

درونِ خود ز فرحت می نگنجم | چو آمد از درم دلدارم امروز

ز دیدارِ جمالِ روئے ساقی | بحمد اللہ کہ برخوردارم امروز

ز مستی و خرابی در خمِ جاں | بجوش آمد مئے اسرارم امروز

دہن از گفتنِ حق کے ببندم | چو منصور ار کنی بردارم امروز

داغ عشقش چو نی اندر دل من | من از دمهاش در گفتارم امروز

نه چون احمدؐ به بخت خویش نازم
که شاد از دولت دیدارم امروز

## ایضاً

گم شد از آب دیده آتش جانم هنوز | در ترقی هست های واسوز پنهانم هنوز
می‌زند سر شعله از عشق تو در جانم هنوز | جوی خون از دیده در هجر تو میرانم هنوز
شعله زن چون آتش عشق است در جانم هنوز | تا ز درد و سوز جان خویش نالانم هنوز
شد دل من خون ز درد هجر آن رشک چمن | تا چو بلبل زان رخ گلگون در افغانم هنوز
مثل پروانه به عشق روی خوبت سوختم | سالها شد کز غمت چون شمع گریانم هنوز
پیش خورشید جمالت چشم جانم خیره شد | تا چو آیینه ز تاب حسن حیرانم هنوز
خندها از ناز و خوبی می‌زنی مانند برق | من بگریه از غمت چون ابر نیسانم هنوز
سالها شد تا که جانم سوخته در انتظار | لیکه نامد در برم ای وای جانانم هنوز
خورده ام روز ازل یکجرعه از جام عشق | می‌زند صد جوش آن می در خم جانم هنوز
چون رسیدی نالهای در وجود در جان من | همچو نی تا از دم عشق تو نالانم هنوز

خرقهٔ زهد ریا را چون گرو کردم بمی
من بصد رندی و مستیهاش عریانم هنوز

گشته جان خسته ام در دام زلف او اسیر
زین دل شوریدهٔ خویش و پریشانم هنوز

مردم اندر حسرتش لیکن ندیدم روی او
اندرین غم خون ز چشم خویش میرانم هنوز

روی خوبت دیدم و لیکن فدا کردم نجان
از گران جانی خود والله پشیمانم هنوز

میزند زخمه بجانم عشق تو همچون رباب
تا از آن زخم نهان در شور و افغانم هنوز

گرچه خوردم زخمها از غمزه اش احمد بدل
لیکه شوق دیدنش باقیست در جانم هنوز

## ایضاً

چگویمت ز دل زار و حال سوز و گداز
که هست قصهٔ من چو حدیث عشق دراز

بآن جمال که دلها خراب عشق وی اند
ربود جان مرا هم بصد کرشمه و ناز

بجان من ز غم عشقت آنچه میگذرد
ز حال خویش چه گویم که نیست محرم راز

اگر هلاک کنی در به آتشم سوزی
امید نیست که این دل ز عشقت آید باز

چه این نماز که زاهد تو سر به سنگ زنی
بیا و سجده بدیدار دوست کن به نیاز

بعشق ساز که در یک قدم بیار رسی
طریق زهد و ورع تو دهیست دور و دراز

بعشق تو همه خویشان شدند بیگانه
کسی نماند مرا غیر عشق تو دمساز

اسیر دام شوی گر بخال و خط نگری
ببین بچشم حقیقت مرو براه مجاز

نشیمن تو نه این تنگنای هستی شد
ببال عشق سوی قصر دوست کن پرواز

غلام بندهٔ خود را ز کوی خویش مران
که بر در تو نهادیم سر زروی نیاز

غریق بحر حقیقت شد احمد از دل و جان
که تا رهید ز مجاز و ازین نشیب و فراز

## ایضاً

عاشق دیوانه ام از درد و درمانم مپرس
بندهٔ جانانه ام از کفر و ایمانم مپرس

آتش عشق رخ او سوخته جان مرا
دود آه من نگر و ز سوز پنهانم مپرس

بیخود و واله ز حسن روی جانان گشته ام
همچو آئینه ز حال چشم حیرانم مپرس

خرقه و دستار را من رهن باده کرده ام
مستی جانم نگر و ز جسم عریانم مپرس

من به عشقش گشته ام آواره و بی خانمان
برده سامانم جنون از ساز و سامانم مپرس

من ز سودای محبت واله و دیوانه ام
وحشتم بنگر تو از حال پریشانم مپرس

عشق او همچون پری در جان من شورش فگند
در جنونم مبتلا از آفت جانم مپرس

از جمالِ دلربایش شرح کردن کے توان    حالِ زارِ من نگر وز حسنِ جانانم مپرس

ہمچو آئینہ بہ پیشِ جلوہ ہایش گم شدم    عشقِ او برہانِ من دیگر ز برہانم مپرس

عشقِ او در جانِ من چون نے دمِ خودی دمد    نالہا دارم از و وز شور و افغانم مپرس

چند گوئی احمدا چون خون زچشمِ تو روانست
حالِ زارِ من نگر وز چشمِ گریانم مپرس

## ایضاً

از ہمہ عیشِ دو جہاں ساقئ گلعذار بس    بہرِ نشاطِ جانِ من بادۂ خوشگوار بس

چونکہ نگاہِ مستِ او کم ز شرابِ ناب نیست    بہرِ سرور و مستیم نرگسِ پرخمار بس

از رخِ ہمچو مہرِ خود پردہ اگر برافگند    از پئے روشنئ جان جلوۂ آن نگار بس

مہرِ رخش درونِ دل دولتِ جانِ من بود    از ہمہ آرزو مرا آنکہ ہوائ یار بس

ز آتشِ عشق جملہ تن آہ کہ لالہ زار شد    بہرِ تفرجِ دلم سینۂ داغدار بس

چونکہ ز پندِ واعظان سخت فسردہ شد دلم    بسکہ حریفِ بزمِ من رندِ شراب خوار بس

در غمِ عشقِ آن پری بہرِ دلِ حزینِ من    از ہمہ حالت و مرضِ رحمتِ انتظار بس

برقِ جمالِ دلبران آتشِ جانِ بیدلان    ابرِ بہارِ عاشقان دیدۂ اشکبار بس

هست مرا بدو جهان عشقِ رخش رفیقِ دل
مونسِ جان و خستیم گشت خیالِ یار بس

غربتِ عشق و خواریش خوشترم از وطن بود
خاکِ درِ تو ای صنم خانهٔ من و دیار بس

بهرِ فرو نشاندنِ آتشِ جانِ خسته ام
سیلِ سرشکِ دیده ام آبِ دو چشمِ زار بس

هست جمالِ گلرخان گلشنِ جانِ عاشقان
باغِ دلِ شکستگان جلوهٔ آن نگار بس

خونِ جگر شرابِ من دینِ دلِ من کبابِ من
بیخودی و فرامشی دلبرِ همکنار بس

شوقِ جمالش احمدا هست حریفِ بزمِ من
یادِ رخِ نگارِ من مونس و غمگسار بس

## ایضاً

جور یکه کرد بر دلم آن مه لقا مپرس
ما را ز وصلِ خویش بکرده جدا مپرس

مانندِ نی به شور و فغانم ز هجرِ یار
اسرارِ دردِ جانِ من و نالها مپرس

یاری که خلق شیفتهٔ حسنِ روی اوست
دلهای زار بین تو از آن دلربا مپرس

دل را ربوده و باز نه پرسید حالِ من
بیگانگی که کرد خود آن آشنا مپرس

خون میخورم به عشقِ رخش ای حریفِ من
حالِ خراب بنگر و زان مه لقا مپرس

ای شاهِ حسن در غمِ تو جان همی دهم
آخر که گفت تا تو ز حالِ گدا مپرس

در خلق شور این همه از سحر چشم اوست / تا چند گرد فتنه بدلها بپا مپرس

اسرار حسن و عشق که در بلبل و گل ست / از عندلیب پرس ز باد صبا مپرس

این قصه‌ های عشق حدیثی ست نا تمام / از ابتدا مپرس و هم از انتها مپرس

جبّار عشق آمده از بهر قلب و روح / از مبتلا ز خوف جزا و سزا مپرس

در خلوتے که غیر نبوده کسے در آں / رفت است آنچه با من و او ماجرا مپرس

ما زاں شراب دوش که خوردیم بیخودیم / مستیم و سرخوشیم ز اسرار ما مپرس

ما مست عشق ساقی گلفام بوده ایم / از ما ز زهد و ورع تو ای پارسا مپرس

از آتش فراق رخ یار سوختیم / احمدؔ ز رنج ادای آں بیوفا مپرس

## ایضاً

روز اول چوں خم باده زده در خویش خوش / زاں شراب تند تر برخاست از جانها خروش

ساقی باده پرستاں ریخت چوں در جام مے / جاں شده بدمست از وی عقلها مانده نه هوش

زاں شراب ارغوانی عقل هم هوش آمده / غلغله افتاده در جانها و در دلها خروش

ساقیا زاں باده گلرنگ جامم مست کن / آنچناں کز بیخودی نے عقل ماند نه هوش

ساقیا زاں بادۂ منصور در کامم بریز
کز ہر مستیٔ او تا سر بر اندازم ز دوش

آہ زاں بادہ کہ ساقی آتش از وی زد بجاں
آہ زاں وقتی کہ جان چوں خم می آمد بجوش

کردہ جانِ خلق را در دامِ زلفِ خود اسیر
بارخِ چوں ماہ و زاں کاکل کہ افگندہ بدوش

ہر طرف سوزی و دردی ز آتش سودائے عشق
ہر طرف یک ماہ روئے دلفریبی می فروش

ہر دمی آں می درونِ خم جانہا جوش زن
ہر زماں تالہ ز از و در سینہ ہا جوش و خروش

ہر دلی را ہر زماں رنگی و بوئے دیگر ست
بہر جانہا ہر دمی زاں بادہ صد جوش و خروش

ہر زماں دل از جہانی در جہانی میرود
راز غیبی را کجا این عقل داند یا کہ ہوش

سرِّ جانہا چونکہ پنہاں کردہ ستّارانِ غیب
پس سزاوار ست ای دل تا تو ہم باشی خموش

آدمی کے قطرۂ دریائے معانی را ندید
عاجز آمد احمدؔ از ادراکِ آں ہر عقل و ہوش

## ایضاً

بادۂ الفت بنوش و ساکنِ میخانہ باش
یارِ رنداں شو حریفِ ساغر و پیمانہ باش

ساغرِ عشرت ز دستِ ساقیٔ ما نوش کن
مست و مدہوش از دو چشم دلبرِ مستانہ باش

خرقۂ زہد و ریا را سوز و مستوری مکن
در خرابی ہائے رندی شہرۂ و افسانہ باش

ز آتشِ عشقِ رخِ او سوختن کن اختیار
شمع روی یار را از جان و دل پروانه باش

از ملامت ہائے عالم فکرِ بدنامی مکن
حسنِ روئے آن پری رخسار را دیوانه باش

سوخته چون طور پیشِ جلوهٔ جانانه شو
بیقرار از عشقِ او چون اُستنِ حنّانه باش

با خیالِ حسنِ لیلیٰ خلوتے از غیر کن
سر پُر از سودا چو مجنون ساکنِ پروانه باش

شو خلیلِ حق بتِ ہستیٔ خود را در شکن
خواه بنشین در حرم یا ساکنِ بتخانه باش

عقل را در عشقِ آن لیلائے معنی کن فدا
ہمچو مجنون در محبت با جنون ہمخانه باش

از تعددہائے این امواجِ کثرت درگذر
در تگِ دریائے وحدت چون دُرِ یکدانه باش

جان فدا کن بر جمالِ ساقیٔ مہروئے خویش
عاشق و دلدادهٔ آن طلعتِ شاہانه باش

مایهٔ ہستیٔ خود را در رہش ایثار کن
در طریقِ عشق بازی مردِ حق مردانه باش

در خراباتِ مغان بنشین خراب و مستِ می
با بتان شو آشنا وز خویشتن بیگانه باش

ای جمالِ دلفروزت رشکِ ماہِ چارده
یک شبی از لطف و رحمت شمع این کاشانه باش

عقل را بگذار احمدؐ وز شرابِ عشق مست
پر ز جوش و مستیٔ دل چون خمِ خمخانه باش

## ایضاً

دلِ من مست گشته دوش از صهبای دیدارش
چو موسیٰ رفت بیہوشم زاں تجلی ہای انوارش

در آمد پیش من مخمور چشمی بر سرِ راهی
دلِ من رفت از دستم چو دیدم مست اسرارش

کجا یابد شفا ای دل ز افسونِ دمِ عیسیٰ
هر آں جانے که گردیده مریضِ چشمِ بیمارش

هر آں زاهد که میزد طعنه ها بر عاشقِ بیدل
خراب و مست دیدم دوش اندر کوی خمارش

مپرس ای دل ز حالِ بلبلِ بیجاں به عشقِ گل
ز هجر و آتشِ غم سوخته گردید گلزارش

بدیدم واعظاں را دوش اندر کوی خمارش
ز فرطِ شوقِ دل گردیده رهنِ باده دستارش

ز عشاقش چه سودای چه شوریده چه شیدای
همه ها را به بسته جاں بتارِ زلفِ طرارش

در آمد بر سرِ عاشق پری رو از رهِ رافت
فتاده بر سرِ راهی چو دیده بیخود و زارش

هر آں جانے که شد مغرور بر تقوی و زهدِ خود
یقین میداں که هست آں رشتهٔ تسبیح زنارش

ز مخموری ساقی بیخود و بیخویش گردیدم
چو دیدم از شرابِ حسنِ خود بدمست و سرشارش

نکردی فاش از منصور رازِ یار جانی را
بزوندے رقیباں بے تحاشا بر سرِ دارش

عجب نبود که احمدؔ زنده گردد بعدِ مرگِ خود
بر آید بر سرِ گورش اگر یکبار دلدارش

## ایضاً

کے بود کز درد ہجر این نیم‌جان یابد خلاص
وین دل بیمار از جور بتان یابد خلاص

طائر جانم شدہ در بند زلف او اسیر
آہ این وحشی کجا از قید شان یابد خلاص

جلوہ کن پیش چشم زاہدان تا جان شان
از جمال و خوبی حور جنان یابد خلاص

غرق حیرت کن چو آئینہ ز حسن روی خویش
تا دل من از خیال این و آن یابد خلاص

کن تجلی بر دلم ای مایہ نور یقین
تا کہ جان من ازین وہم و گمان یابد خلاص

بر سر موری نہادی کوہ عشق خویش را
محو کن تا جان ازین بار گران یابد خلاص

ساقیا از آب بادہ جان من سیراب کن
آن چنان کین دل ز فکر و بند آن یابد خلاص

روی بنما زانکہ جان در آرزو بیت سوختہ
تا دل شوریدہ زین سوز نہان یابد خلاص

در دل بریان من صد تیر از غمزہ زدہ
احمدا کے جان ازین زخم سنان یابد خلاص

## ایضاً

ربود از من شکیب و صبرم بدلفریبی جمال عارض
بہ حسن جانان کہ در دل من چو جمال شستہ خیال عارض

شکستہ رنگی نصیب جنبار گل بصحن چمن ز روش
ندیدہ چشمی بحسن و خوبی بباغ عالم مثال عارض

چگویم از حسن آن پری رو زدان کمال جمال کیش
کہ خط کشیدہ بخوبی مہ بخط عارض بخال عارض

شعاعِ مہرِ جمالِ جاناں نگاہِ دل را بکرد خیرہ
مثالِ خورشید چشم عاجز ز چشم و جاہ و جلالِ عارض

بحیرتم من چہ گویم او را کہ عقل حیرانست در جمالش
بسانِ روح در روانست حسنش چہ آورد کس مثالِ عارض

نشستہ در جانِ من پریرو لبانِ نو ز نظر بدیدہ
بہر جہت رخ کہ آورم من بود بدانسو مآلِ عارض

بشوقِ دیدن ہلاک گشتم بیک نظر تا رخش بہ بینم
شود نصیبِ نظر الٰہی برحمتِ تو وصالِ عارض

بفرطِ الفت بطیبِ خاطر بعشقِ حسنش دلِ پریشاں
بجنبش آرد چو جانِ مجنوں ہمیشہ قال و مقالِ عارض

چہ سحر دارد دو چشم جادو کہ دل ربودہ بیک نگاہے
بپرس احمدؔ ز خوبیٔ او بیاں چہ سازم ز جمالِ عارض

## ایضاً

عشق اگر نہ آورد بر دل و روح انبساط
جاں نرہد ز حزن و غم کے برود سوئے نشاط

روزِ ازل بنورِ خویش کرد چو عشق انبساط
زو بگرفت رابطہ ذاتِ محیط با محاط

دامنِ عشق گیر تا سوئے نجات آردت
گر تو روی براہِ او راست بود ہمیں صراط

زود برو بہ بیخودی ہستیٔ تو وبالِ تست
فکرِ سفر بکن دلا خانہ مکن دریں رباط

ہر دل و عقل در جہاں نیش خورد ز بہرِ نوش
ز آتشِ ہجر غم مخور عشق ترا دہد نشاط

بادہ بخور بہر زماں بیخود و مست باش از آں
تا کہ سرورِ جانِ تو ہیچ نگیرد انحطاط

گام بنه به بیخودی باش جدا ز ما و من
احمدؐ اگر تو عاقلی ساز با و نه اختلاط

ایضاً

ازجمالِ خوبرویاں کورچشماں را چہ خط
وز سرورِ ذوقِ ایماں نامسلماں را چہ خط

حسنِ گل را از برای چشم بلبل ساختند
از جمالش دیدہ تاریکِ زاغاں را چہ خط

بادۂ عشقش برائے بیدلاں گشتہ خمیر
زاہدانِ خودفروش و خشک طبعاں را چہ خط

حسنِ یوسفؑ از برائے دیدۂ یعقوب بود
زاں جمال و خوبئ او جانِ اخواں را چہ خط

علم و حکمت از برای جانِ دانایان بود
زاں حریصِ نان و ابن البطن ناداں را چہ خط

صوت خوش راحت بہ بخشد ہر دل پُر درد را
زاں جمادی الطبع و ہم افسردہ جاناں را چہ خط

جانِ احمدؐ را علم از وحیِ حق افراشتند
بولہب بوجہل کور و تیرہ جاناں را چہ خط

ایضاً

زاتشِ مہرِ رخِ تو سینہ سوزانم چو شمع
ہم ز دردِ عشق تو ای دوست گریانم چو شمع

| | |
|---|---|
| نے جمالِ دلفروزت زیستن کے خوش بود | جلوہ گر شو تا بہ پیشت جان برافشانم چو شمع |
| آرزو دارم کہ یک شب شمع بزم من شوی | از فراقِ روی خود ہر شب بسوزانم چو شمع |
| عمرِ من بگذشت تا از ہجر خود میسوزیم | در غمت جز سوختن دیگر نمیدانم چو شمع |
| نے فروغِ حسن تو در ظلمتِ ہجرم ہلاک | ساز روشن از رخِ خود خانۂ جانم چو شمع |
| ہمچو ماہِ چاردہ یک شب نہ بامِ من برآ | از فروغِ روی خود روشن کن ایوانم چو شمع |
| سوختم در ہجر تو از آبِ وصلِ خود بیار | آتشے کاں از دلم برخاست بنشانم چو شمع |
| یک شبے مہماں من شو از کرم ای ماہِ من | روشنی بخش از رخِ خود در شبستانم چو شمع |
| مردن اندر عشقِ جانانخ و حیاتِ عاشقان ست | میسپارم جاں بہ پیشِ باز خندانم چو شمع |
| سالہا من آتشِ عشقِ تو پنہاں داشتم | شعلۂ برخاست تا که از گریبانم چو شمع |
| در دل و در جسم دارم از تپِ غم آتشی | سوختۂ عشقم ز جفت پیدا و پنہانم چو شمع |

دود آہ و آتشِ دل راز گورِ من نگر
در کفن پنہانست احمد شعلۂ جانم چو شمع

## ایضاً

| | |
|---|---|
| منم از کفر و از اسلام فارغ | بعشقِ او ز ننگ و نام فارغ |

دلِ من تا که این جان است در تن — مبادا از غمی و از جام فارغ

به مستی تیغش شد این دلِ من — ز آغاز و هم از انجام فارغ

به شوقِ دیدنِ زلف و رخِ او — شده جانم ز صبح و شام فارغ

به عشقم مبتلا کردی که گشتم — ز مدحِ خلق و از دشنام فارغ

بکن بیخود مرا چندانکه باشم — ز رنج و راحت و آرام فارغ

مده پندم که هرگز نیستم من — ز عشقِ آن بتِ گلفام فارغ

شدم چون نقطهٔ پرکار و گشتم — ز دور و گردشِ ایام فارغ

ز رسوائی و خواری در رهِ عشق — مبادا عاشقِ بدنام فارغ

ز عشقِ دلبران هرگز نکرده — دلِ پر درد و خون آشام فارغ

ز حسرت هائی عشقِ آن پری رو — مبادا این دلِ ناکام فارغ

چنان احمد یقین در خویش دارم
که جانم هست از اوهام فارغ

## ایضاً

از آتشِ حسنِ غنچه روح و روان بهر طرف — عاشقِ نادیدهٔ او هست تپان بهر طرف

ساقی بیدلان چو داد جام شراب پر طرب
مست و خراب زو شده باده کشان بهر طرف

دیده جمال دلفریب آن بت گلعذار را
عاشق و بیدلان از و نعره زنان بهر طرف

عاشق و بیدلان او رقص بکرده همچو طور
زانکه تجلی جمال بود عیان بهر طرف

آئینه وش بحیرت اند بیخود و بی خبر ز خویش
محو جمال روی او دل شدگان بهر طرف

هست ز جلوه رخش روح و روان عاشقان
غرق به بحر بیخودی آئینه سان بهر طرف

پرده فگن ز روی خود زانکه پی جمال تو
منتظر اند عاشقان گریه کنان بهر طرف

دیده عشق برکشا آیت حق نظاره کن
زانکه ز حسن بی نشان هست نشان بهر طرف

نه ز سر اقدم برون حالت کشتگان نگر
هست ز خون عاشقان سیل روان بهر طرف

در دل عاشقان خویش تیر ز غمزه چون زدی
هست ز جان بیدلان آه و فغان بهر طرف

احمد از آن دو چشم مست نیست فقط لوی خراب
فتنه خلق حسن او زوست فغان بهر طرف

## ایضاً

سوخته جان مرا آتش سودای عشق
ریخته خون دلم نشتر غمهای عشق

در غم آن جان جان هست دلم پر فغان
گوش کن از سر حقی ناله شبهای عشق

شام وسحر ای حریف اپنی لیلائی خویش — صورتِ مجنوں شدم بادیہ پیمائے عشق

جوش بجان آمدہ ہر دم و ہر لحظہ نو — موج زند در دلم قلزم و دریائے عشق

خانہ گرو کردہ ام رخت ہمہ خوردہ ام — نیست ز املاک من غیر ز کالائے عشق

چہرہ زرد و نگر دیدہ پر از اشکِ خوں — والہ و شیدا ستم بر رخِ زیبائے عشق

ہر کہ شدہ مست ازو باز نشد ہوشیار — کے بسر آرد خمار مستیِ صہبائے عشق

سرِّ نہانی غیب انچہ کہ در پردہ بود — فاش بعالم شدہ جملہ ز غوغائے عشق

ای ز ازل تا ابد ہر چہ گرفتہ ظہور — نشو و نما یافتہ جملہ ز انفائے عشق

سرِّ ازل عشق داں رازِ نہاں کنتُ کنز — آیتِ یزداں بود مصحفِ سیمائے عشق

ہست تجلّیِ ذات مظہرِ جملہ صفات — نیست کسے در ظہور ہمسر و ہمتائے عشق

اینہمہ ارض وسما قطرہ بہ بحرش بود — وسعتِ گردوں نست دوں بر پہنائے عشق

اسمِ ہزاراں ہزار انچہ کہ در عالم است — اوست مسمّی بحق اینہمہ اسمائے عشق

عقل بسے پر کشاد لیکہ ندید اوجِ او — لے مدوش کس ندید منزلِ والائے عشق

کس نرسیدہ بحق غیر ببالِ یقیں — کس نہ پریدہ بجز بیش جانب اقصائے عشق

بے پر و بال آمدہ طائرِ روح کسے — آنکہ ندارد بدل حاجت و پروائے عشق

گرچہ کہ در ذات خویش مسکنِ او لامکاں نیست — در ہمہ دل خانۂ اش در ہمہ جا جائے عشق

بیخود و شوریده سر عاشق و شیدا شوی
احمدا گر بنگری روی دل آرای عشق

## ایضاً

عشق معراج حقیقت را بود چون براق
می برد تا اوج عاشق را برون زین نه رواق

دیده های عقل از مهر رخش خیره شود
انجم هستی ز تابش آید اندر احتراق

محو سازد عشق ای دل هستی موهوم را
نیست و نابود گردی چون قمر اندر محاق

ای دل نالان من زین درد واویلا مکن
قدر وصل یار افزاید بجان هجر و فراق

در هوا و آرزویت عمر آخر شد مرا
آه جان خسته ام را سوختی از اشتیاق

من بعشق روی تو بس جفت غمها گشته ام
تو بخوبی و جمال خویشتن هستی فرد و طاق

در دمی از یک کرشمه خرقه زاهد برند
مطرب و ساقی اگر سازند با هم اتفاق

آتش عشقت بسوزد از دلت چرک هوا
نیز سازد پاک جان از ریا و از نفاق

بس مبارک جانی که کلی این تعلقها بسوخت
شاد آن دل کو بداده زال دنیا را طلاق

در حیات خویش ناز و فخر از بیدانشی ست
بعد مردن کو مر او را جاه و شان و طمطراق

سرّ دلبر را مکن فاش احمدا هشیار باش

کین رقیبان چون شیاطین میکنندش استراق

## ایضاً

کو حریفی تا بگویم ماجرائے اشتیاق
که بعمری خود ندیدم من سوائے اشتیاق

دعوی خود شد سعدی مرا جز آرزو
ما در گیتی مرا زاده برائے اشتیاق

دل برای دیدن دلدار خود مشتاق ماند
چشم جان من ندیده جز لقائے اشتیاق

یاد دلبر آمده چون جان درون دل نشست
عاقبت این سینهٔ من شد سرائے اشتیاق

یاد یار مهربان خود مونس جانم شده
شکرها دارد دل من بر وفائے اشتیاق

یا که گویم حال زار خود بعشق آن صنم
دردها دارم درون جان ورائے اشتیاق

تا ز وصل آن گل خندان جدا گردیده ام
همچو بلبل بشنو از من نالهائے اشتیاق

آرزوی جان عاشق مسلم قصر ویست
میرسد تا وصل جانان منتهائے اشتیاق

عاشقان را حزن و غمها صیقل آئینه هست
از وفاها خوشتر آمد خود جفائے اشتیاق

بهر قلب ناقصان اکسیر اعظم بوده است
خاک حسرت را کند زر کیمیائے اشتیاق

آنکه مشتاق است بهر یار یارش اقرب است
نیست دارو بهر علتش ماسوائے اشتیاق

منگر از عاشق نگاهی های وهوا ز دیگری
آن پری پنهان شده زیر ردائے اشتیاق

احمدا از درد ہجر آں پری چنداں منال
بوی وصل یار یابی گہ بجاے اشتیاق

## ایضاً

بیا ساقی بده جام طربناک
که تا جاں برجہد زیں کوزهٔ خاک

زمستی ہیت بیخویش گردم
برقص آید تن من ہمچو افلاک

ز ننگ خلق و از ناموس رستم
ز خواری ہای عشقت نیستم باک

ہراں باده که جائز است سازد
برای سم خود بینی ست تریاک

بعشقت از سر شرم و حیا ریخت
زمستی جان من گردید بیباک

ز فکر غیر خالی می کند دل
محبت آتش آمد سوختن خاشاک

به جان پر کدر کے عشق آید
سزاوار محبت شد دل پاک

بکوی دوست مردانه قدم نه
بسے خوں ریختہ ایں عشق سفاک

نباشد درس او جز نیست گشتن
فزوں است علم ایں از فہم و ادراک

ز صہباے محبت جام برگیر
طربناک آیدت ایں جان غمناک

شعار عاشقاں دوں ہمتی نیست

بیا احمدؐ دریں رہ باش چالاک

## ایضاً

بہ عشقش جان و دل رنجور ہر یک — زگریہ چشمہا بے نور ہر یک

بہ سینہ اشک ہا ہم بود پنہاں — زغم بے پردہ شد مستور ہر یک

بہ بزمش عاشقانِ بیدلانش — زچشم مست او مخمور ہر یک

زجوشِ عشق او مستانہ اسرار — شدہ بر دار چوں منصور ہر یک

دمیدہ صد طرب در جانِ عشاق — صدائے مطرباں چوں صور ہر یک

سنانِ غمزہ ات واں تیرِ مژگاں — برائے قتل ما ساطور ہر یک

دلِ عشاقِ او زاں شعلہ حُسن — بجزو ہا سوختہ چوں طور ہر یک

شد از روزِ ازل ارواحِ عشاق — بکار عاشقی مامور ہر یک

دلِ دلدادگاں از جام عشقش — زمستی پُر نشاط و سور ہر یک

خداوندانِ معنی بدر حق اند — نمایندت ہلال از دور ہر یک

چو آئینہ روانِ عاشقانش — زعکسِ حسن او معمور ہر یک

خیالاتے کہ غیر یار باشد — برائے زخم جاں زنبور ہر یک

توئی احمدؔ بہ غم ہا مبتلائے
رفیقانت نگر مسرور ہر یک

## ایضاً

بہ عشقت گشتہ ام بیمار اینک
دو چشم نے تو شد خونبار اینک

ز شفقت گر نہ پرسی حالِ زارم
دہم جاں در غمت ناچار اینک

ز رندی و ز مستیم چہ پرسی
بجامِ مے گرو دستار اینک

بجرمِ عشقِ تو دلدادہ را
کشند این ظالماں بر دار اینک

جہاں پامال کردہ از سرِ ناز
قیامت قامتِ دلدار اینک

دل و جاں سوختہ از شعلہ حسن
بشمعِ آتشیں رخسار اینک

بگردِ کوئے تو آغشتہ در خوں
فتادہ عاشقانِ زار اینک

بہ چشمِ مست جانہا کردہ مخمور
حریفاں خانۂ خمار اینک

بتا در عشقِ تو خوں گشت دلہا
گواہش دیدہ خونبار اینک

شب و روز راست از عشق و جنونم
بکویت شورِ مجنوں وار اینک

مریضِ عشق را از ناتوانی
بہ لب رسیدہ جاں زار اینک

شہیدانِ غمت افتادہ در خاک  زخوں ہر سو رواں انہار اینک
بہ طوفِ کوئے تو عشاق مشغول  مثالِ حاجیان زوار اینک
زمین و آسماں جوئی نیابی  بروں آ از خودی دلدار اینک

بہ عشقت اے پری بیچارہ احمدؔ
شدہ رسوا سرِ بازار اینک

## ایضاً

بُردہ آں آرامِ جاں آرامِ دل  کے بود تا زو رہیابم کامِ دل
در شکنجِ گیسوش بستند جاں  واں خمِ زلفِ دوتا شد دامِ دل
در ہوائے آں پری رو گم شدہ  تا نماندہ نزدِ من جز نامِ دل
دیدنِ خوباں خطائے چشم بود  نے سبب در عشق شد بدنامِ دل
جاں ز آتشہائے عشقش سوختہ  وز غمِ ہجر است خوں آشامِ دل
جانِ من در نارِ حسرت سوختہ  ماندہ ایم از ہجراں ناکامِ دل
جاں ز صہبائے محبت مست باد  پر ز عکسِ روئے ساقی جامِ دل
کن تجلی بر من اے نورِ یقیں  تا رہد از ظلمتِ ادبارِ دل

سوختم از آتشِ عشق ای صبا | سوئے آں دلبر ببر پیغامِ دل
جان ز سوزِ عشق صافی میشود | وز محبت پختہ گردد خامِ دل

احمدا شد صرف عمرم در غمش
بخت کو تا یار باشد رام دل

ایضاً

خیمہ زد در ملکِ جانم عشق با جاہ و جلال | عقل و ہوش از لشکر او جملہ گشتہ پایمال
لیلیِ جاں آمدہ خود سوی مشتاقانِ خویش | دل ربود از ہر یکے مجنوں بصد غنج و دلال
دلبری کاں حسنِ او نادیدہ چشمِ جانِ کس | آمدہ در پیشِ مشتاقانِ خود آں خوشخصال
نیست پایانی تجلی ہای حسنِ یار را | چشمِ دل خیرہ شدہ زاں تابِ خورشیدِ جمال
ہر زمانی ہست تازہ حسنِ روئے یار را | آتشِ عشق مرا ہر لحظہ زو صد اشتعال
او بہر شانے بہر دم عاشقاں را دل برد | گاہ از ناز و کرشمہ گہ ز حسنِ خط و خال
از خطابِ جانِ جاں خود امرہا نافذ بود | جاں کند چوں چاکراں فرمانِ او را امتثال
عالمِ بیرنگِ وحدت رخ بکردہ سوئے رنگ | باز سوئے مبدءِ خود زود آرد ارتحال
فیضہا از معدنِ جاں سوئے جانہا میرسد | زو شدہ ایں جسمہا و ہم جوارح انفعال

بہرِ عالم ہر زماں تجدید امثال آمده | ہمچو جوئی آب نو نو میشود آبِ زلال
چاشنئ جلوه ہایش در گلو آمد رسن | بس بہرِ شانے بگوید عاشقاں این سو تعال
آه مارا ہمچو اشتر ہر طرف برمی کشد | تا بہ جبر اند اختہ در گردنِ جانم عقال

احمدا اسرارِ جاں ناید بفہمِ ہیچ کس
در ثنای سرِّ ذاتش ناطقہ گنگ ست و لال

## ایضاً

بپرس ای گل زحالِ زارِ بلبل | بغم خوں شد دلِ بیمارِ بلبل
صبا بوئی ازاں گل سوی من آر | کہ جز تو نیست کس غمخوارِ بلبل
الا ای گل ز آتش ہائے عشقت | خلیل آساست اندر نارِ بلبل
بہ عشقت ای گل خنداں چو صنعاں | شده رسوا سرِ بازارِ بلبل
شعارِ عشق مخموری و مستی ست | کند اسرار زاں اظہارِ بلبل
جمالِ گل بپرده چوں نہ گنجد | زند گلبانگ زین ناچارِ بلبل
جہاں زیر و زبر از جوشِ عشق ست | دریده گل قبا و زارِ بلبل
بگنجا نید در دل حسنِ گل را | کجا داند کسے اسرارِ بلبل

بیا ای بلبل آزاد مست گلشن | بهار آمد و بود بی اندازه بلبل
بفرط جوش عشقی جان خود را | به جیب گل کند ایثار بلبل
بیاد دوست دایم هست مشغول | کجا خسپد دل بیدار بلبل
از آن نکهت دلش مخمور گردد | که بوی گل بود خمار بلبل
فغان کم کن ز بخت تا دل گل | ز طبع نازکش هوشیار بلبل
نه وصل دوست برخوردار گردد | کجا این بخت ناهموار بلبل

تو احمد پیش آن کز عشق عاریست
چگوی از دل افگار بلبل

ایضاً

ز تیر نگاهش دلم گشته بسمل | بسی زخم دارم ز غمزه درین دل
شدم غرق در بحر عشق تو ای جان | بحیرت درم تا نه پیداست ساحل
چگویم من ای یار کز درد عشقت | جگر آب گردید و هم گشته خون دل
چو قتلم کنی خون بهایم وصالت | مگر بخت کوتا خورم تیغ قاتل
خیال پری پرست جا کرده در جان | شدا از بهر ورودش دل و سینه منزل

بگرد دلِ خویش کردم چو مجنون — خیالش چو لیلی ست با نم چو محمل

زمین و سما تا ابا کرد از وے — بیار محبت دلم گشت حامل

عجیب است اسرار خاکِ وجودت — نسے گل بود دیده از زیر این گل

تو اسرار انسان و روحش چه دانی — نهانست خورشید در زیر این گل

خود از وهم تو گشته مطلق مقید — رسید از تو حق خانه کردی بباطل

همان لوحِ ساده که پاک از نقوش است — بنقش و نگارست پیشت مماثل

ز حادث بسوی قِدم نه قدم را — چرا کین عدو رست اندر خویش آغل

عدم آمده چونکه اصل وجودت — شده عقل و هوشِ تو از اصل غافل

چو اصلِ وجود آمده لا تعین — بتعیین ها از چه داری مشاغل

بذات و صفات و علوی و سفلی — تن و جانِ تو هر دو را گشته شامل

چو تنزیه و تشبیه را جمع سازی — بنزد محقق توئی مردِ واصل

ز رندیِ عشقش چه گویم احمدؔ
بر این زاهدِ عقل افتاد مشکل

ایضاً

سالها عشقِ بتان ورزیده ام — زانکه سرِّ حق در ایشان دیده ام

با دو چشمِ خویش در باغِ شهود — از جمالِ گلرخان گل چیده ام

عشقِ من از پرتوِ حسنِ وی است — من درین آیینه رویش دیده ام

زاهدا من در جنونِ عشقِ خویش — خرقهٔ سالوس را بدریده ام

از دمِ مطرب که جانم مست شد — نالهٔ جان سوزِ نی بشنیده ام

با بتِ مهرو درین دیرِ مغان — بیریا خوش خلوتی بگزیده ام

در پئے آں طائرِ قدس آشیاں — در مکان و لامکاں گردیده ام

مستیم از چشمِ مستِ ساقی است — جامِ می از چشمِ او نوشیده ام

پائی دل بستند از زنجیرِ زلف — من برائے او بسر دویده ام

عشق آمد راز جاں را فاش کرد — ورنه از چشمِ جہاں پوشیده ام

دل بجستم گفت از عشقِ احمدا — من ز چشمت خوں شده بچکیده ام

ما والهٔ حسنِ روئے یاریم — شوریدهٔ عشقِ آں نگاریم

از دردِ محبتِ تو زاریم — وز آتشِ عشق بیقراریم

ما صیدِ خدنگِ ترکِ مستیم — زخمیِ نگاهِ چشمِ یاریم

گشتیم اسیر زلف خوبان ‏ ‏ افتاده بدام چون شکاریم

آواره کوئے خوبرویان ‏ ‏ گم گشته خانه و دیاریم

شد فتنهٔ جان ما دو چشمش ‏ ‏ کز وے همه تن خراب و خواریم

رسوا شده ایم ما به عشقش ‏ ‏ از بسکه زبون روزگاریم

ای شوخ بما چه سحر کردی ‏ ‏ کز عشق رخ تو خوار و زاریم

با نالهٔ و آه همچو بلبل ‏ ‏ آشفتهٔ حسن گلعذاریم

آتش زده ز عشق در جان ‏ ‏ زان سوز نهان در اضطراریم

پروانه نمط زبے بیقراری ‏ ‏ بر شمع رخ تو جان نثاریم

دیدیم رخ تو جان ندادیم ‏ ‏ زین بخت سیاه شرمساریم

ای ساقی میکشان مستان ‏ ‏ یک جام بده که در خماریم

لب بر لب ما بنه که تا ما ‏ ‏ این جان حزین بتو سپاریم

صد زخم زده ز غمزه در جان ‏ ‏ زان تیر نگاه دلفگاریم

گفتن نتوان حدیث عشقش ‏ ‏ بر سر حبیب رازداریم

ساقی قدحی شراب در ده ‏ ‏ تا مست ز جیب سر بر آریم

احمدؔ نه بخود خراب عشقیم

اُفتادہ بروں ز اختیاریم

## ایضاً

ما بادہ کشِ نرگسِ مخمورِ بتانیم
زاں مست فتادہ بخراباتِ مغانیم

تا کشیدیم ازاں ہیچ نہ گشتیم
در روزِ ازل اُنچہ کہ بودیم ہمانیم

جز نشأہ دمی باد گرے کار ندایم
عہدیکہ بہ پیمانہ بہ بستیم بر آنیم

چوں بادہ درونِ خُمِ جانِ ما ہمہ جوشیم
وز مستیِ صہبائے تو در شور و فغانیم

از مستیِ عشقِ تو رسیدیم ز ناموس
فارغ ز غمِ ننگ و ہم از نام و نشانیم

چوں طور دو صد دل بیکے جلوہ بسوزی
از شعلۂ حسنِ رخِ تو سوختہ جانیم

وابستہ زلفِ تو شد آزاد ز ہر قید
پیریم نہ غم لیکہ بعشقِ تو جوانیم

در دیدہ جانم چو جمالش شدہ مشہود
حیرت زدہ چوں آئینہ زاں مہرِ عیانیم

احمدؐ بہ خراباتِ بکردی رہِ دیں گم
از رندیِ تو آہ چہ رسوائے جہانیم

## ایضاً

زجهرش از دلم بیرون رود تا جان به تن دارم ❊ نه زان لب مهر امید وفای خویشتن دارم

بگلزار جهان میلم بسوی هیچ گل نبود ❊ بجان خود چو قمری عشق سرو سیمتن دارم

تو باشی و نباشد جز تو در جان من محزون ❊ که بس در عشق تو پندار و خیال ما و من دارم

صبا زان طرهٔ مشکین نسیمی سوی من آور ❊ که در جان آرزوی غیرت مشک ختن دارم

یقین دارم که از مهر تو باشد گور من روشن ❊ که عشق تو بسینه همچو شمع انجمن دارم

چو بلبل نالها دارم ز عشق آن گل خندان ❊ بسینه داغ های مهر آن شاخ چمن دارم

دلم غمازی راز تو چون منصور میخواهد ❊ ولیکن مهر خاموشی بصد گون پیرهن دارم

اگر بینی ز خشش را من همچو مجنون شوی ناصح ❊ خموشم لیکه با این پندهای تو سخن دارم

گر آیی بر سر خاکم به بینی دود آه من ❊ که از عشق تو من آتش نهان زیر کفن دارم

قمیص یوسف مصری شده بویش برای من ❊ که روشن دیدهٔ یعقوب جان زان پیرهن دارم

غریبم آمدم من احمدا از ملک بیرنگی
از این نیرنگ بیزارم بدل شوق وطن دارم

## ایضاً

باشاهد و با ساقی مهمان خدا باشم ❊ صد عیش طرب دارم سلطان جدا باشم

من مستم و سرشارم رسوا سر بازارم
نے خرقہ و دستارم عریانِ خراباتم

من آئینہ یارم گنجینۂ اسرارم
بحرِ گہرِ حقّم من کانِ خراباتم

از نار رہ جاں جستم و ز شک و یقیں رستم
آیات حقیقت ام برہانِ خراباتم

من بندم و قلاشم سر حلقہ اوباشم
فارغ ز غمِ ساماں سامانِ خراباتم

می نوشم و می جوشم شد ننگ فراموشم
از صدر نشینانِ ایوانِ خراباتم

ویراکن ہر مسجد آتش زن ہر دیرم
کفرم پے خود بینی ایمانِ خراباتم

در خواب خوشم ایدل از مستی عشقِ او
من ہستی ہر ہستم عرفانِ خراباتم

از خرقہ ہمی ترسم کز بوئے ریائے او
آلودہ نگردد تا دامانِ خراباتم

من عاشقِ بدنامم شوریدہ و ناکامم
نے کافرم و نے مومن حیران خراباتم

من محوِ رخِ یارم آشفتہ و بیدارم
حیرت زدہ عشقم من شانِ خراباتم

در وسعت حیرانی ہر چند بپّریدم
لیکن بنظر نامد پایانِ خراباتم

احمد بخرابانی من شہرۂ ہر شہرم
افسانۂ رندی ام دستان خراباتم

ایضاً

در عشق تو گم گشته و بی نام و نشانیم
حیرت زده و بیخبر از جان و جهانیم

اسرار ازل چونکه بصد پرده نهان بود
عشق آمده غماز کزو ما بفغانیم

جانم بربودی بیکی جلوهٔ مه من
تا آینه سان پیش رخت گم شده جانیم

در عین یقین آمده ما خانه گرفتیم
برتر ز خیالیم و ز وهمیم و گمانیم

ما را نتوان دید که در دیده نه آییم
در هستی کونین چو جان گشته نهانیم

پیدائی و پنهائی ما عقل نداند
چون روح عیانیم و هم از چشم نهانیم

بی جسم نه جانیم نه عقلیم نه روحیم
هستیم عجب چیز که ما نیز ندانیم

هر آنچه که اندیشه کنی برتر از آنیم
ما هستی صرفیم و نه اینیم و نه آنیم

احمد ز سوی تن همه تشبیه و مثالیم
در روح منزه ز مکانیم و زمانیم

## دیگر

من ز سودای محبت والهٔ دیوانه ام
عاشق شوریده سر بر روی رخ جانانه ام

مستی من از نگاه چشم مست ساقی است
بی نشه پیرم از آن خاک در میخانه ام

من بقربانت شوم ای ساقی باده فروش
از شراب بیخودی لبریز کن پیمانه ام

عابد جانانه ام معبود من حسن وی است
ساکن منزل ورای کعبه و بتخانه ام

نقشهای غیر لیلی جمله حک کرده است عشق
با دل ساده چو مجنون ساکن ویرانه ام

آن تجلی های حسن دلبران مانند طور
با هزاران برق و شعله سوخته کاشانه ام

آه از جور بتان خوبرو کافر دلان
کز تطاول کرده ویران هم دکان و خانه ام

کار خود کن زاهدا وز کفر و ایمانم مپرس
مشربم عشق است و رندی عاشق دیوانه ام

خاک گردیدم سراپا ز آتش سودای عشق
سوخت شمع حسن جانان صورت ویرانه ام

عقل را پرسیدم از خوباب این عالم بگفت
بر تماثیل جهان چون ابلهان شیدانه ام

در خرابات مغان با شاهدان وقتم خوش است
تا برندی احمدا مشهور شد افسانه ام

## دیگر

دل را لعشق دلبر مستانه سوختیم
جان ز آتش محبت جانانه سوختیم

در بزم عشق با دل پر درد بیقرار
بر شمع روی یار چو پروانه سوختیم

زان آتش جمال که در سینه شعله زد
تا نقش سنگ کعبه و بتخانه سوختیم

مانند طور خرمن هستی خویش را
از شعله های جلوهٔ جانانه سوختیم

عمری گذشت تا بدر پیر می فروش
در آرزوی ساغر و پیمانه سوختیم

ساقی بیا که خرقهٔ سالوس خویش را
از بهر باده بر در میخانه سوختیم

این آتش فراق تو گلشن نشد مرا
همچون خلیل هستی و خود تا نه سوختیم

آن چشم پر خمار که بوده چو مست می
زد آتشی ز غمزهٔ مستانه سوختیم

در آتش محبت یار خلیل وش
بی باک پا نهاده مردانه سوختیم

محو جمال و حسن دل آرای دلبریم
این قیل و قال و دفتر و افسانه سوختیم

مانند قیس شعله زده در دلم چه عشق
بود آن جنون که کالهٔ و کاشانه سوختیم

در مجمر محبت و سحر پری رخان
احمدؐ سپند وش دل دیوانه سوختیم

## دیگر

در دو نوشیم و حریص ساغر و پیمانه ایم
ساقیا زان آرزو خاک در میخانه ایم

کشتهٔ ناز و ادا و شوخی ترکانه ایم
جان نثار غمزهٔ یار و نرگس مستانه ایم

ما ز سودای محبت واله و دیوانه ایم
سوخته از شعلهای جلوهٔ جانانه ایم

اندرین بزم ظهور و جلوه گاه شاهدان
هر کجا شمع دل افروز است ما پروانه ایم

جلوہ ہا کردند چوں در کسوتِ لیلای حسن
ہمچو مجنوں از سرِ شورِ جنوں دیوانہ ایم

عشق آمد بہرِ من صد کوسِ بدنامی نواخت
درمیانِ خلق اندر عاشقی افسانہ ایم

دولتِ پیرِ مغاں بین تا نہ بین ہمتش
مستِ عشقیم و بری از کعبہ و بتخانہ ایم

از خمِ عشقِ ما ساغری نوشیدہ ام
پر خمار از چشمِ مست و غمزۂ مستانہ ایم

از عطای یک دو جامِ ساقیٔ بادہ فروش
مست و فارغ از خیالِ خویش و ہم بیگانہ ایم

از برای این بتانِ رہزنانِ عقل و دیں
گاہ در دیرِ مغاں گہ ساکنِ بتخانہ ایم

تن فتادہ اندریں جا جان مقیم کوی دوست
در جوارِ دوست جا کردیم و ما اینجا نہ ایم

دولتِ دنیا و دیں را عاشقاں کے طالبند
ما گدایانِ جمالِ طلعتِ شاہانہ ایم

فکر آرید ای حریفاں قوتِ عشق ست ایں
ما نہ خود آتش زدہ اندر دکان و خانہ ایم

جلوہ گر گردید احمدؐ چونکہ خورشید جمال
محو ہمچوں آئینہ پیشِ رخِ جانانہ ایم

## ایضاً

چناں از بادہ ہای عشق مستم
کہ من از ننگ و از ناموس رستم

چو مجنوں پر ز سودا و جنونم
بہ عشقِ آں پری دیوانہ ہستم

برندی و به میخواری و مستی ‌ ‌ چو مستان بر در ساقی نشستم

به خلوت من حریف بزم یارم ‌ ‌ در غیرت بروی غیر بستم

بزور نیستی و بیخودیها ‌ ‌ برون از چنبر هستی بجستم

بیک ساعت ز هستی وارهیدم ‌ ‌ چو ساقی داد جام می بدستم

می الفت مرا ساقی چنان داد ‌ ‌ که تا من شیشهٔ توبه شکستم

رهائی نیست جانم را ز جانان ‌ ‌ بزلف یار چون ماهی بشستم

من از زهد ریا آزاد گشته ‌ ‌ چو رندان همچو مستان می پرستم

ز من بردار دست امروز ناصح ‌ ‌ دلم در عشق اندر رفته ز دستم

عجب سریست جانم را که تا من ‌ ‌ برون از نیستی فرد از هستم

مبین امروز مستم از می عشق ‌ ‌ که من مخمور از روز الستم

به عشق این بتان ماه پیکر

چو احمد از ملامت ها برستم

## ایضاً

سایهٔ هستیم از مهر رخش شد معدوم ‌ ‌ گشت ثابت چو مرا هست وجود موهوم

جمله کالائی وجودم شد بعشق بسوخت — تا اندر گشته همه نام و نشانم معدوم

روح گم گشته چو قطره بدرون دریا — عالم علم شده محو میان معلوم

جوش حسن است که در پرده نگنجید جمال — شور عشق است که ظاهر شده سر مکتوم

آن جمالیکه بصد پرده نهان بود چو نقش — بهمان نقش عیان گشته چو لوح مرقوم

نقشه حسن بود عاشق بیدل بدنام — جان بیچاره شد از سنگ جفا مرجوم

خانه روشن همه از سوختن شمع بود — هیچ گاهی نه شده بی دل عاشق مرحوم

جان بجانان شده گم در دل بجمال دلدار — عجز از جلوه معشوق نما شد مفهوم

این سر و مائی ما هست انائی وکیش — باشد از مهر همه روشنی ماه و نجوم

ذات واحد که بیکتائی خود بود نهان — باهزار اسم و صفت گشته عیان موهوم

از ازل تا به ابد عشق بقائی دارد — ذات حی است بخود نیز صفاتش قیوم

از نهیب شه عشق از سر من عقل گریخت — لشکر شورش او چون بدلم کرد هجوم

ساقی آید بیکی جرعه خمارت شکند
احمدا از کرم او تو نباشی محروم

## غزل

عشق آمد روح را روح الامین | مے برد تا عرش از قعر زمین
ای کنهیا راحت جان حزین | ساز لحن خویش با گوشم قرین
روح تا در غیب با صد طرب | تن ز مستی رقص آرد بر زمین
زنده کن ارواح را چون نفخ صور | از سر الحان خود اے نازنین
مست کن شوریدگان عشق را | بشنو از روحانیان صد آفرین
رنگ مستی ریخته صوت حسن | بر دل عشاق وهم نور یقین
صوت خوش آئینه حسن حق است | تن چو مشکات نور جا جب لحیت [illegible]
از عنایت شرح صدر عاشقان | گر فیض رحمت للعالمین
ای جمال مطلق و نور شهود | خوش بیا در چشم جان من نشین
از طرب روحانیان رقص آورند | مست گردد مهر و مه چرخ برین
دیده خیره گردد از تاب جمال | دل منور باشد از نور مبین
دور دارد حق ترا از چشم بد | دائما ایزد ترا باد امین
جان من خاک ره عشاق باش | صحبت ناجنس داں بئس القرین

احمد شوریده سر از سوز دل
نالها میدارد و آه حزین

## ایضاً

نالہاے دردو ایں ہیہاے من — کے بخاطر آیدش ای واے من

ز آتشِ سوداے عشقش سوختم — آہ زیں سوزِ من و سوداے من

روز و شب برپاست از شورِ جنوں — ہاچو مجنوں کو بکو غوغاے من

از ازل خاکِ رہِ میخانہ ایم — شد درِ پیرِ مغاں ماواے من

میفروش آمد نگاہِ مستِ یار — نرگسِ مخمورِ او صہباے من

دیدۂ من خانۂ حسنِ تو باد — جلوہ گاہِ تو دلِ شیداے من

بے نشانم کرد عشقِ بے نشاں — گشت بیجاے ز جہت جاے من

گشت آں بیرنگ از نیرنگِ خویش — باہزاراں حسن عشق افزاے من

چوں پری آمد درونِ دل نشست — ایں فغانِ اوست از لبہاے من

صبغت اللہ رنگِ عشاقِ ویست — شد فشانش زردی سیماے من

آہ آہ جانِ مسکین مرا
سوخت عشقِ یارِ بے پرواے من

## ایضاً

با همه جاه و جلال آمده سلطانِ من
عشق تو مطا خیمه زده در دل و در جانِ من

نیست باین کفر و دین جانِ مرا هیچ کار
عشق تو شد دینِ من مهرِ تو ایمانِ من

زلفِ تو دامی فگند گشت دلِ من اسیر
کی رهد از دامِ تو جانِ پریشانِ من

عهد به بستم بسی عشق نه ورزم دگر
آه که چشمم شکست این همه پیمانِ من

باده بده ساقیا جان ز غم آزاد کن
هستی و مستی من آمده زندانِ من

آتشِ جانِ مرا سرد بکن ز آبِ وصل
نے ز تو شد آتشکده سینهٔ سوزانِ من

جلوه بچشمم بکن ظلمتِ هجرم ببر
ای رخِ چون ماهِ تو شمعِ شبستانِ من

از همه جان و جهان عشقِ تو ما را بس است
شورِ لبِ پر شکر آمده مهمانِ من

ای ز گلِ روی تو بلبلِ جان در فغان
همچو زند سر ز دل ناله و افغانِ من

سوی تو آرامِ دل در لبِ تو کامِ دل
مونسِ من یادِ تو دردِ تو درمانِ من

راحتِ جان روی تو وصلِ دل آرای تو
شد ز تو عشرتکده کلبهٔ احزانِ من

صبر بکن تا بکی هجرِ تو آید بسر
چند کنی های و هوای دلِ نالانِ من

آه که در سینه ام عشقِ تو صد داغ داد
رشکِ گلستان شده سینهٔ سوزانِ من

پیش رخ همچو مه آئینه سان گم شدم
محوِ جمالِ تو شد دیدهٔ حیرانِ من

محوِ جمالت شدم هستیِ من تو شدی
آنِ تو گردیده ام تو شده ای آنِ من

چوں ز درون و برون گشته بریا محیط
پس چہ شناسم بگو چیست تن و جانِ من

ای ز علم تا وجود دیں ہمہ غیب و شہود
نیست بجز تو کسے ظاہر و پنہانِ من

نورِ قدم از یقین شد ہمہ عدم ثم بہر
محو بکن از وجود ظلمتِ امکانِ من

احمدؐ شوریدہ سر بے رخ تو در فنا است
بلبلِ خود را مسوز ای گلِ خندانِ من

## ایضاً

ماہ روئے سروِ قدی سیمتن
آہ از جانم ربود آرامِ من

آتشیں رخسار و آں رشک چمن
شعلہ زد از حسنِ خود در جانِ من

او چو جانست و دلِ من ہمچو تن
او چو روح ست و جہان ہمچوں بدن

از شمیمِ زلفِ آں جانِ جہان
سر بجیب انداختہ مشکِ ختن

آہ خمار آلودہ چشم پُر ز سحر
گشت دینِ زاہداں را راہزن

ای جمالت راحتِ روحانیاں
تو بخوبی ہمچو شمعِ انجمن

نالۂ جانم چہ عشقِ گلرخاں
ہست چوں گلبانگِ بلبل در چمن

شمعِ حسنِ او چہ پروانہ وشش
جانِ من دارد شعارِ سوختن

همچو لاله داغ ها دارم بدل | در غم آن روی چون برگ سمن
دود آه من ز گور من نگر | آتشی دارم نهان زیر کفن
سر کشد تا پیش جانم را رهاند | از لحدها و شکرهای من
گر نشینی بر سر گورم دمی | با تو گویم از زبان دل سخن

جان خود را کن فدا احمد حسین
بر جمال پاک آن روی حسن

## ایضاً

جانم بلب هست از عشق خوبان | کس درد ما را کرده نه درمان
چون چنگ پشتم از غم خمیده | پیرم بکرده عشق جوانان
غارت بکرده دین و دل من | ایمان ببرده هم نامسلمان
از درد عشق این گل عذاران | هستم چو بلبل با آه و افغان
رویش بدیدم چون من بمردم | زین سخت جانی هستم پشیمان
آمد چه پیشم با حسن و خوبی | پر بوده ز حسن عقل و دل و جان
هستی چو نور چشم و دل من | [illegible]

بشکن بباده پند ارتقوی ‌ ‌ ‌ از جان زاهد ساقی مستان

در عشق بازی رندانه پرستی ‌ ‌ ‌ رسوا شدم من چون شیخ صنعان

جام برندی و در عشق بازی ‌ ‌ ‌ از زهد برگشته بشکسته پیمان

در روز میثاق احمد بداوند

صد مرده بادا این عشق خوبان

## ایضاً

برده قرار و شکیب از دل و از جان همو ‌ ‌ ‌ داده بعشاق خویش ناله و افغان همو

جلوهٔ حسن بتان تاب رخ مهوشان ‌ ‌ ‌ دود دل عاشقان هم دل بریان همو

راحت روح دلان قوت پیر ناتوان ‌ ‌ ‌ روشنی دیده‌ها نور دل و جان همو

دیدهٔ مشتاق را انور جمال رخش بود ‌ ‌ ‌ مقصد دلهاست او آرزوی جان همو

سجده گه عاشقان طاق خم ابروش ‌ ‌ ‌ قبلهٔ جان و دل گبر و مسلمان همو

آنکه دل و دیده را نور و سرور آمده ‌ ‌ ‌ روح و روانم همو جانم و جانان همو

نالهٔ بلبل از او خنده زنان گل از او ‌ ‌ ‌ در چمن آمد بهار خوبی بستان همو

در خم جان جوش از او دل همه مدهوش از او ‌ ‌ ‌ جوشش باده همو مستی مستان همو

بهر دل گم شده آمده عشقش دلیل
ورنہ پئے عشاق خویش آمده برہاں ہموں

مست کنِ عاشقاں نرگسِ مخمور اوست
تیر زنند در دل از غمزۂ خوباں ہموں

دشمنِ زہد و ورع خرقۂ درِ زاہداں
رونقِ حسنِ بتاں غارتِ ایماں ہموں

قوتِ روح و رواں نورِ دلِ انس و جاں
ہستئ ہر دو جہاں ظاہر و پنہاں ہموں

آنکہ دلت سوختہ ز آتشِ حسنا خویش
احمدؐ محزوں نگر جلوہ گر است آں ہموں

## ایضاً

پیش رخش ام چو آئینہ حیراں
چو مہرست خیرہ از دو دیدہ جاں

ربودہ دلم شوخیِ حسنِ خوباں
جمالش زدہ شعلہ در خرمنِ جاں

ز بیتابیٔ عشق پردہ دریں
شدہ فاش از وی ہمہ رازِ جاناں

مدد و رپئے خانہ مہماں طلب کن
دریں خانۂ جسم حسن ست مہماں

کسے مہر را جز بآب بے نہ بیند
ز برقِ رخش خرمنِ جانست سوزاں

نہ بیند کسے روح را غیر از تن
جسد گشتہ پیدا و جاں گشتہ پنہاں

درونِ مکاں شد نہاں لامکانے
وجوب آمدہ روح و شد جسمِ امکاں

شد از عشق نے پردہ راز حقیقت
چو برخاست از جانش این شور و فغان

کسے حسن را غیر صورت نہ بیند
ازین بینم احمدؐ رخ دلستانان

## ایضاً

بیا جمال دل افروز دلستان را بین
بناز پرورد آن جان عاشقان را بین

بہ عشق روی تو در گلشن ای گل خندان
فغان و نالہ پُر درد بلبلان را بین

سہی قدی کہ شدم پیر در غم عشقش
بہ سوی باغ بیا حسن آن جوان را بین

بیا بہ مجلس رندان ز زہد توبہ بکن
شراب عشق کش و جلوہ بتان را بین

ز غمزہ تیر زدی در دلم چنان ای ترک
ز خون دیدہ من زخمہای جان را بین

بیک نگاہ دو صد زخم می زند بر جان
بساز سینہ سپر تیر بے کمان را بین

نہ سر بجاند و نہ دستار ساقیا در بزم
ز بادہ تو چہ شد حال میکشان را بین

بکوی تست رواں خون عاشقان چو سبیل
بیا و حال شہیدان و کشتگان را بین

ہمی رخی کہ دل خلق پایمال بکرد
تو کج ادای و شوخی و ناز آن را بین

از آن شراب کہ دادی بہ عاشقان ساقی
فتادہ اند ز خود رفتہ بیخود آن را بین

به عشق تو دل عشاق هست خوار و خراب ‌ ‌ ‌ فغان و ناله و زاری بیدلان را بین

از آن غمی که به عشق تو هست در دل من ‌ ‌ ‌ چو ابر گریهٔ این چشم خونفشان را بین

به عشق تو شب و روز است جان بسوز و گداز ‌ ‌ ‌ بسینه دست بنه این دل طپان را بین

طپان بخاک و بخون گرد کوی تو خلقی ‌ ‌ ‌ بیا و خواری عشاق نیم جان را بین

ز دست ساقی مهرو بگیر جام شراب ‌ ‌ ‌ بر آر نعره ز دل حسن دلبران را بین

از آن جمال که جانها همه فدائی وی‌اند ‌ ‌ ‌ نشان حسن جهان سوز بی‌نشان را بین

بعشق یار اگر یکدمی شوی بیخود ‌ ‌ ‌ تو در مکان دل خویش لامکان را بین

فقط توئی نه درین حزن مبتلا احمد ‌ ‌ ‌ بیا و درد و غم و سوز عاشقان را بین

## ایضاً

جانم برفته در عشق جانان ‌ ‌ ‌ تن مانده تنها بی روح و بیجان

شام و سحرگاه در عشق آن گل ‌ ‌ ‌ مانند بلبل داریم افغان

این اشک چشم و این آه سردم ‌ ‌ ‌ تا فاش کرده اسرار جانان

تا کی بنالم کین بت بشوخی ‌ ‌ ‌ هم دل ببرده وز دیده ایمان

خونم بخوردی کشتی به غمزه — تا چند این جور ای نا مسلمان

ساقی بباده جانم رها کن — از بند عقل و طبع پریشان

مستم چنان کن تا من ندانم — تا کیست خندان تا کیست گریان

در روز اول ما را بدادند — رندی و مستی و این عشق خوبان

ساقی مستان مستش بسازد — زاهد چو آید در بزم رندان

جانم رهیده از زهد و تقوی — دیدم چو چشم ساقی مستان

جانم برندی بیزار گشته — از ننگ هستی و از خود پرستان

احمدؐ چه گویم شرح جمالش — عالم چو جسم است و او هست چون جان

## ایضاً

آمد جام می بکف ساقی گلعذار من — تا ز شراب ناب او درشکند خمار من

گلشن من جمال تو حسن تو نوبهار من — شد لب لال لعل تو بادهٔ خوشگوار من

ز آتش عشق سوختم تا بکجا فغان کنم — راحت جان هر آنکه بود دیده همون قرار من

بی رخ رشک ماه تو سیل ز خون روان شده — صبر نمی کند دمی دیدهٔ اشکبار من

از غم و درد عشق تو ناله چو بلبلان کنم
بی رخ خوب گل دشت گشته خزان بهار من

ای دل پر غم و الم خود تو بگو که چون کنم
بر لب من رسیده جان مانده آن نگار من

تا ز سنان غمزه اش زخم بر زخم خورده
طاقت ضبط تا کجا وای دل فگار من

زار و نزار گشته ام از غم عشقت ای صنم
چون نکنی ترحمی بر من و حال زار من

در نگری بچشم خود آتش و دود سینه ام
گر تو گهی گذر کنی بر لحد و مزار من

خاک رهت بگشته ام از پی آنکه یکدمی
گر قدمی نهی بر آن بوسه دهد غبار من

عاشق و رند می کشم مست و خراب زاهدا
زهد و ورع گهی مجوز این دل باده خوار من

ز آتش عشق و شعله اش سوخته ام چنانکه تا
غیرت لاله زار شد سینهٔ داغدار من

بر رخ خویش دلبران داغ غلامیش زده
رشک پری رخان بود حسن جمال یار من

هر دم و لحظه تو بتو خود ز درون و از برون
ناز و کرشمه می کند بهر من آن نگار من

جان مرا همی کشد هر طرفی که خواهد او
در کف خویش و آنچه چون شتران مهار من

چونکه بمیل جان خود آفت عشق میخرم
آمده از برای من جبر من اختیار من

چشم براهم احمد تا که در آید آن نگار
[illegible] شد ولے گہے زحمت انتظار من

ایضاً

باهمه حسن و دلبری آمده مه لقائے من
ز آتش عشق سوختم ای مه خوش لقای من
گاه دلم بسوز و از آتش حسن روئے خویش
مرگ و حیات جان من در لب لعل آں پریست
در سر ما چو بود من غیرت و فکر ننگ نے
از پی دفع ظلمت هجر تو ای شبان غم
بر همه جور و بر وفا راضیم ای حیات جاں
گفتمش ای حیات جاں ده خبرم براز خود
عشق بگفت بهر جا عرش مراست آشیاں
طائر قدس نام من عرش بود مقام من
حسن و جمال دلبراں مرآۃ خویش ساختم
شعله طور آمدم جلوه نور آمدم
ذات نیست بے نشاں برترم از جهان و جاں
ساکن ملک لامکاں طائر قدس آشیاں
نے من و تو در آمده یار بیاں منی توئی

ناز و کرشمه هر زماں میکند از برای من
حسن و جمال خویش را جلوه بده برای من
گاه فزوں کند ز لب عمر من و بقای من
هست جمال روئے او درد من و دوای من
آتش عشق سوخته شرم من و حیای من
هست خیال روئے تو شمع من و ضیای من
هر چه بود رضای تو هست همان رضائے من
گفت بناز در وجود نیست کسی ورای من
برتر ازیں جهاں بود سیر من و فضای من
بهر تفرج آمدم حسن بود سرائے من
گشت عیاں در آئینه ذات من و لقای من
رونق روئے دلبراں نیست بجز بهای من
غیر ز آب و آتش است آب من و هوای من
برترم از همه جهت بیجهتی ست جای من
عین منی ماست او هم منیش ورای من

بہر تو ہا ہمچو احمد ہم دور فتادہ از وطن
نیست دریں دیار کس غیر تو آشنائی من

## ایضاً

رنگ رخِ دلبراں رونقِ خوباں ہموں — درد دلِ عاشقاں سینہ سوزاں ہموں

باعثِ آرام جاں مرہم زخمِ نہاں — بہر مریضانِ عشق آمدہ درماں ہموں

ز آتشِ حسنِ بتاں سینۂ عشاق سوخت — سوزشِ پروانہ و شمعِ شبستاں ہموں

در دلِ بلبل ہموں صورتِ عشق آمدہ — زینت روئے گلاں زیبِ گلستاں ہموں

نورِ نظر آمدہ دیدۂ یعقوبؑ را — جلوۂ حسنِ رخِ یوسفِ کنعاں ہموں

جلوہ بہ لیلی بکرد صبر ز مجنوں ربود — شورش و سودائے قیس جان پریشاں ہموں

آہِ دلِ بیدلاں آتشِ سوزِ نہاں — چہرۂ چوں زعفراں دیدۂ گریاں ہموں

جلوۂ ہر رنگ ہا د شاہدِ بیرنگ او — عاشقِ گم گشتہ دل دیدۂ حیراں ہموں

در رخِ خوباں بناز چہرہ برافروختہ — وز لبِ عشاق بازنالہ و افغاں ہموں

در خمِ جانِ دو دلم جوش زدہ ہمچو مے — ساقیٔ مہرو ہموں نعرۂ مستاں ہموں

ہر جہتی را گرفت بر ہمہ گشتہ محیط — ظاہر و پیدا ہموں باطن و پنہاں ہموں

هست تجلّی ذات این همه اسم و صفات
غیر ندارد وجود عاشق و جاناں ہوں

آنکه بیک غمزه بُرده دولت احمدا
هست بباغِ شهود سرو خراماں ہوں

## ایضاً

دل ربوده حسن روئے دلبراں
مانده در تن وای این جانِ طپاں

هست حسنش قوتِ هر ناتواں
واں لبِ لعلش حیاتِ عاشقاں

ما همه جسمیم او روحِ رواں
هست جانِ ما تن و او جانِ جاں

ظاهرت پابند در خرگاهِ تن
سایر آمد روح تو در لامکاں

باطنِ تو هست دریائے محیط
گوهر ذاتِ ترا حق ست کاں

آنکه گنجانید قلزم را بخویش
شرح آں قطره که آرد در بیاں

چوں بخواب خوش در آئی ساعتی
تو درون خویش بینی یک جهاں

مثلِ این عالم تمامی کائنات
بینش در خویش بیشک و گماں

اندرون ذرّه پنهاں آفتاب
شد سلیماں در پس مورے نهاں

از هوا محتاج اشیا آمدی
تا نه پیدا هست در تو آں نشاں

مبدءٔ عالم بود حق ہم معاد
بہر ہر اسمی مسمے ذات اوست

اسم تعبیریست این جان و جہان
ہست در ہر صورتے او را نشان

او چو قلزم ہست و ما ہمچوں حباب
جملہ عالم احمدؐ ا یک موج دان

## ایضاً

خواست تا ظاہر کند آں شہ کمالِ خویشتن
آمد و نقشے کشیدہ بر مثالِ خویشتن

ذات آدم را برای خود یکے آئینہ ساخت
تا بہ بیند اندر و حسن و جمالِ خویشتن

آنچنانکہ جانِ آدم با ہمہ صنعِ عجیب
شکل ہا پیدا کند اندر خیالِ خویشتن

آں جمالِ کو نہاں بودہ ز چشمِ خویش ہم
گشت پیدا با ہمہ جاہ و جلالِ خویشتن

آدمی زادہ ز حالِ خویش غافل بودہ است
مبدءٔ خود کے شناسد ہم مآلِ خویشتن

ہر کسے بر عادتِ خود این جہان و آنجہاں
کامرانی می کند حسبِ خصالِ خویشتن

ہر چہ آید پیش تو از خوب و زشت و نیک و بد
خوبیٔ خود خواں مرا و را ہم نکالِ خویشتن

بیخبر ہر دل ز فکرِ ماضی و مستقبل است
روز و شب مصروف میماند بحالِ خویشتن

بنگ و افیوں خوردہ احمدؐ کہ تا ہوشت نماند

بجز از اصلِ هستی هم تا آلِ خویشتن

## ایضاً

دو سه جامِ میِ گلرنگ داده ساقیِ مستان | بگشتم مست از وی تا نمانده هوشِ من با جان

زمستیهای او عقلم برفت و نیز هوشِ من | زده صد جوش همچون باده آن می در خمِ این جان

برون از خویش رفتم آنچنان از جوشِ آن باده | که تا علمم نمانده از خود و از کفر و از ایمان

از آن باده که خورده در ازل این آدمِ خاکی | که از جن و ملک هستند اندر سِرِّ او حیران

بزورِ باده اش بارِ امانت را شده حامل | ملک ارض و سما کز وی همه ترسنده و لرزان

باین رفعت باین وسعت که وارو او بذاتِ خود | نه چون از رشکِ او در جان چو خاری خورد شیطان

وجودِ او عجب مجموعهٔ ملکوت و ملک آمد | دو عالم جمع گشته در نهادِ حضرتِ انسان

هزاران موج بر خیزد ز فکر و از تلفظ ها | سری کو نه گم گردد عجب بحریست بی پایان

ببین تا این همه اسمارِ اشیا اندر و گنجد | خزینه بی نهایت هست ویرا اندرونِ جان

ثناهائی که گفتم خود برای اهلِ قرب آمد | نه از بهرِ کسی چون خر شده زخمی تهِ پالان

هر آن جاهی که مانده خوار بیرون اندر سوی خود | درین عالم در آن عالم بسی حسرت خورد بر جان

اگر احمد دلِ تو نا رسیده تا بوصلِ او

ز هجرش تا ابد سوزی بماندی و ز آن اندوه آب

## ایضاً

ای جمالت نور چشم من — مهر تو آمد چو جان اندر بدن

چونکه تو جانی نه بیند کس ترا — زین نمی آیی درون چشم من

لامکان جوینده کی یابد ترا — زانکه تو پنهان شدی مأوای من

رونق گلها و عشق بلبلی — جلوه گر همچون بهار اندر چمن

هم توی گلگونهٔ حسن بتان — هم در عشاق باشی نعره زن

حسن شمع از جمالت تابشی — از تو در پروانه ذوق سوختن

گل ز حسنت جلوه و زدیده است — خوبی چیده ز تو برگ سخن

ای جمالت نور چشم عاشقان — همچو شمعی رونق هر انجمن

همچو بلبل جان احمد سوختی

ز آتش عشق ای گل خندان حسن

## ایضاً

قدسیان شیدا شده بر روئے تو — شیفته روحانیان بر بوئے تو

کارسازانِ قضا بربسته اند — هستیٔ عالم بتارِ موئے تو

از ازل بر جمله ارواح و قلوب — منبسط گردید مهرِ روئے تو

از سرِ اثرِ روحِ قدسی آمده — اندریں عالم بجست و جوئے تو

مضطرب گشته بندره جبرئیل — در مشامش چوں رسیده بوئے تو

بر درت عشاق محو و بیخود اند — بهر ایشاں لامکاں شد کوئے تو

هستیٔ عالم توئی ای تُرک مست — هستیٔ وهمی ماهمند وئے تو

دل شده در دامِ زلفِ تو اسیر — شد کمندِ جان خمِ گیسوئے تو

احمدؐ از جاں تشنهٔ دیدارِ تست
هست آبِ زندگی در جوئے تو

## ایضاً

آتشِ هجرم بسوخت شربتِ دیدار کو — آنکه شکیبم ربود آں بتِ عیار کو

مست جنونم کنوں از سرِ سودائے عشق — کاکلِ دلدار کو سلسلهٔ یار کو

جان و دلم سوخته آنکه بناز و جمال — شعلهٔ حسنش کجا آتشِ رخسار کو

عاشقِ دلدادۂ ہیچ نہ ترسد بجاں
سر بکف آوردہ ام تیغ و سرِ دار کو

پیشِ تو استادہ ام تیر بزن غمزہ را
خونِ دلم جوش زد دیدۂ خونخوار کو

عاشقِ دلدادہ ام فارغ و آزادہ ام
سینہ سپر کردہ ام غمزۂ دلدار کو

این دلِ سرگشتہ ام طائرِ بے آشیا نست
تاکہ نشیمن کند کاکلِ خمدار کو

گشتہ دلِ من ملول زین ہمہ زہدِ ریا
آں بتِ عیار کو حلقۂ زنار کو

حسرتِ ساقی دمی پشتِ دلِ من شکست
خوار و خرابم کنوں خانۂ خمار کو

دعوئ زہد و صفا ہیچ بکن زاہدا
روشنئ دل کجا جانِ پُر انوار کو

موسئ جاں آمدہ بر سرِ میقاتِ شوق
جلوۂ دلدار کو وعدۂ دیدار کو

ساقئ روزِ ازل آنچہ ز صہبا بداد
جان ہمہ مست شد یک دلِ ہشیار کو

از رہ سمع و بصر و ز دل و جان احمدا
جوش نہ زد سرِّ حق محرمِ اسرار کو

## ایضاً

خورد خونم عشقِ خوں آشامِ تو
بردہ آرامم رخِ گلفامِ تو

آرزو دارد دلِ شیدائے من
تا دہم جان اے صنم بر نامِ تو

| | |
|---|---|
| کاکلِ مشکیں شده زنجیرِ دل | بستهٔ جانم حلقه‌هائے دامِ تو |
| روح و جانِ عاشقاں بادا فدا | بر جمالِ پاک خوش فرجامِ تو |
| بهرِ من از صد ثنا خوشتر بود | از سرِ ناز اے صنم دشنامِ تو |
| آرزو دارم بود بیت جاں دهم | سویم آرد گر صبا پیغامِ تو |
| کے نظر آرد سوئے حورِ جناں | عاشقِ دلدادهٔ ناکامِ تو |
| قدسیاں اندر رکابِ تو رواں | از مکاں تا لامکاں یک گامِ تو |
| از نیاز و صدق دایم مهر و مه | طوف می آرند گردِ بامِ تو |
| توسنِ چرخ ست گردنده و حرون | لیک دایم هست جاناں رامِ تو |
| تا قیامت برنگردد هوشیار | هر که خورده جرعهٔ از جامِ تو |
| دائما از خرقهٔ زهدِ ریا | ننگ دارد عاشقِ بدنامِ تو |

گشته احمد چناں رسوائے عشق
گم شده تا جمله ننگ و نامِ تو

## ایضاً

| | |
|---|---|
| [illegible] | بهرِ مجنوں عاشقاں سلسله الست موئے تو |

عشق تو ای حیات جان مذهب ملت و من است — قبلهٔ ماست روی تو کعبهٔ ماست کوی تو

مست و خراب جانم از نرگس پر خمار تست — دام دلست بهر ما طرهٔ مشک بوی تو

سجدهٔ زاهدان همه هست بسوی سنگ و خشت — سجدهٔ عاشقان بود سوی جمال روی تو

گر سحری در آوری بوی تو سوی من صبا — از سر شوق و طیب دل جان بدهم ببوی تو

شور جنون عشق ما فتنهٔ حسن روی تست — همچو پریست از لبم نالهٔ های و هوی تو

قبلهٔ جان هر یکی چونکه جمال روی تست — مومن و گبر را ازین سجده بجا بسوی تو

تافته مهر حسن تو چون بدرون جان من — آینه سان بحیرتم پیش جمال روی تو

این دل ناشکیب من گشته زبون خوار عشق — آه و فغان همی کنم بهر رخ نکوی تو

شوق جمال پاک تو در تن من مثال روح — هست بسان جان نهان در دلم آرزوی تو

از چه پسند میکنی ای مه من هلاک من — سوخته جان عاشقان سنگدلی و خوی تو

اینکه بجرم عاشقان بر در تست ساقیا — باده بجو ولیست چون در خم و در سبوی تو

گرچه ز شعلهای عشق احمد دل شده بسوخت
لیکه ز جانش کم نشد شوق تو جستجوی تو

## ایضاً

شعلہ زد بجانِ من برق جمال و حسن او | سوختہ ہستیم چناں تا کہ نماند تار مو
وحشت جانِ من چو قیس شہرۂ شہر گشتہ است | شور جنونِ عشق من ہر طرفی ست کو بکو
عشق تو از دلم ربود خواب و خور و شکیب من | خوار و زبون گشتہ ام از پئے آں رخِ نکو
نکہتِ زلف ای پری مست بکردہ جانِ من | سلسلۂ جنون من کاکلِ تست مشکبو
بستہ دامست ای صنم از درِ تو کجا رود | طرۂ مشک سای تو چوں رسنی ست در گلو
سیل سرشک دیدہ ام جوش زدہ زجان و دل | آب ز چشم من رواں شد ز غم تو ہا چو جو
از سر کبر زاہدا طعنہ مزن بر عاشقاں | چونکہ ندیدہ رخش نیست ترا خبر از و
نعرہ ہای و ہوی من تا بفلک رسیدہ بود | آمدہ چیر تم بپیش گفت مرا کہ انصتو
بے رخِ خوبت ای صنم در دلِ من قرار نے | برد شکیب و صبر من حسن و جمال ماہ رو
نالۂ من مبین ز من اینکہ جہد ازیں دہن | ہست پری رخے نہاں زیر جنون ہای ہو
یار ترا ز غم رہاند سوی خودت ترا بخواند | بر کرم و عنایتش اے دلِ خستہ شکر گو
خلق تعلقت بود صورت علم و وہم تو | اینکہ بجس در آیدت ہست تمام سرّ ہو

مہر بنہ بریں دہن بند بکن در سخن
باش خموش احمدا ختم بساز گفتگو

## ایضاً

جانها بہ شفقت والہ و دلها همه شیدای تو
کس نیست در خوبی و حسن ای ماه من همتای تو

خلقے بہ عشقت مبتلا جانها ز غم اندر بلا
در هر سری غوغای تو در هر سرے سودای تو

پیشِ جمالت قدسیان حیرت زده آئینه سان
جان و سر عاشقان خاک اندر زیر پای تو

حسنت حیاتِ عاشقان مهرِ روانِ بیدلان
اندر دل ما خانه ات در دیده ها شد جای تو

مانند مجنون عشق تو عقلم ربوده هوش من
رسوا کرده کو بکو عشاق را سودای تو

چشمِ خمار آلوده ات خمخانه مستی شده
تا گشت جانِ عاشقان مخمور زان صهبای تو

از ناز ای جانِ جهان بر تارک دل میروی
پامال جانِ عاشقان کرده قد رعنای تو

در عشق تو ای جانِ من آشفته و سرگشته ام
بربود آرامِ دلم ای مه رخِ زیبائے تو

مانند مجنون بیخود و حیران شده در عشق تو
تا این فلاطون خرد گم گشته در صحرائے تو

مدهوش شد هر عقل و دل از باده دیدار تو
جانها حیاتی یافته از حسن روح افزائے تو

ای دل بہ عشقش سوختی اندوه ها اندوختی
هر شب رود سوئے فلک این ناله و هیهائے تو

هر عاشقی گم گشته دل یک گوهری از کان نیست
هر رهروی جان باخته باشد در یکتائے تو

از فتنه های چشم تو عالم همه برهم شده
بر سحر و افسون آمده آن نرگسِ شهلائے تو

خورشید و ماه و مشتری در طوف گردِ خانه ات
زهره بجان تا نے خرد از قبه مینائے تو

احمد دلِ تو سوخته از شعلهای حسن او

آتش زده عشق تو رخش اندر همه کالای تو

## ایضاً

از چشم عاشقان بچه خلوت گزیده — در دیده ام بیا که مرا نور دیده
ما از جنون عشق گریبان دریده ایم — تو پرده همچو غنچه پنهان دریده
منعم مکن ز عشق بتان زاهدا که تو — شاید جمال دلبر ما را ندیده
چون خویش زنده کن دل ما نیز ای صبا — بوی ز پیرهن بت ما گر شمیده
رخ را چو بنمودی و عقلم ربوده — سودای صد جنون بسر من دمیده
از عشق تو نجات نباشد دگر مرا — مانند روح در رگ جانم دویده
ای مرغ قدس عشق زیارم خبر بگو — زیرا که در هوا سوی بامش پریده
حسنی که بود راحت جان و دلت کجا — از درد عشق جان بلب از وی رسیده
اسرار نفخ روح ز عشقت شناختم — تا همچو روح بجانم دمیده
از دل خیال روی ترا چون بدر کنم — همچون پری بخانه جانم خزیده
مانند روح عشق و با صورت جمال — ای نازنین بگلشن دلها چمیده
در آدم آنچنانکه پری شیوه نهان — زینتی دو کون تو خلوت گزیده

جهدی که کرده بوده عشق احمدا
صد شکر کن چو بر در جانان رسیده

## ایضاً

زاتش حسن چو گل چهره برافروخته — همچو بلبل دل شیدای مرا سوخته
فتنهٔ دین و دل من نگه ناز تو شد — چشم را کافری و سحر در آموخته
ما دل شیفته در عشق تو بفروخته ایم — تو که صد خوبی و صد حسن براندوخته
خرمن هستیم از برق جمال تو بسوخت — شعلهٔ بود که در جان من افروخته
جلوه کردی که درون نظرم جز تو نماند — دیدهٔ احول ما باز بهم دوخته
مثل منصور سر خود به بهای حسنش — ای دل شیفته یاد آر که بفروخته
بتماشای جمالت دلم از دست برفت — آه نار حسن کز روی خود افروخته
از که طرز ستم و شوخی و ناز و غمزه — از پی سوختن جان من آموخته
ای که هر بیوه بیکی جلوه حسن رخ خویش — جان بیچاره مرا طور نمط سوخته
زهد تقوی بر بودی هنگامه زدلم — غمزه را رهزنی دین من آموخته
آه ای درد محبت دل من خون کردی — آه ای عشق که تو جان مرا سوخته

ما چو آئینه به پیشِ رخِ تو حیرانیم — تو بصد جلوهٔ و صد ناز رخ افروخته

بیکے غمزهٔ جادو نظراں ای احمدؐ
دل و دیں مذہب و ملت ہمه بفروخته

## ایضاً

دارم به عشق آں یار دلخواه — سوزی و دردی و دودی و صد آه

در عشق جاناں جانم رود گر — لیکن نگردم از مہرِ آں ماه

شاید که پایش افتد بچشم — گرد و سر من تا خاکِ آں راه

نے جرم کشته دلدار مارا — زیں خون ناحق در خلق افواه

از درد شفقت خوں می خورم من — رحمے به مسکین ای شاه لِلّٰه

گاہے نه پرسی از حال زارم — با که بگویم زیں درد جانکاه

دیده جمالش از خویش رفتم — آمد به چشمم چوں یار ناگاه

ساقی بشد ابر وه ارغوانی — گرد و خرد را تا قفته کوتاه

از عشق خوباں منعم چه سازی — زیں دیو رہزن اعوذ بالله

از فرط نشئه صہبائے عشقش — عقلم ز مستی افتاده در چاه

از بوی زلفت بدمست گشتم — سویم چو آورد باد سحرگاه

جانم برندی از عشق و مستی — از راه تقوی گردید گمراه

هستی عاشق در پیش جانان — جرم عظیم ست استغفر الله

پرسیدم ای جان جایت کجا گفت — در هستی کون داریم خرگاه

مطلق گرفته رنگ مقیّد — آمد منزّه در شان اشباه

روحے مجرد گرفته جسمے — در شکل سرهنگ آمد شهنشاه

احمد چه گویم از راز جانان — دانا بداند یا جان آگاه

## ایضاً

از نشانِ غمزه و تیر نگاه — کرد کار عاشقان چشمش تباه

عاشقان بهرِ تجلی جمال — پیچ پیچی هر یکے دیده اند راه

از محبت خود جگرها آب شد — عشق خون کرده دلِ همراه

اشک چشمم را ز دل را فاش کرد — شد دلِ بلبل سوز جانم و آه

گل بخنده در چمن شادان و خوش — حال بلبل در غم عشقش تباه

جلوہ گر در سینہا و شہا — با ہزاراں نام ہست آں رشک ماہ

او چو جان ست و جہان ہمچوں بدن — جملہ عالم چشم و او نور نگاہ

او مثال روح و خلق اعضای او — او چو سلطان ست ابدان چوں سپاہ

تا رجباری خود مر شاہ را — اندروں جان ہر فرد است راہ

نفس واحد بہ ہزاراں شد محیط — جملہ دلہا بہ تحت حکم شاہ

روح چوں سلطان محیط آمد بقہر — بر قلوب جملہ افراد سپاہ

نور روی نیر اعظم بہ بیں — منبسط شد بر نجوم و نیز ماہ

گر بعقد بشکنی نا افراد خلق — پس ہمہ یکتا نبیش یا بی انتباہ

گر شمار حرف از ہمت رود — لوح سادہ نبیش بے اشتباہ

بہ ار او تہا ہے او احمد بہ بیں
کارہا جاریست در ایں کارگاہ

## ایضاً

ما والہ جمال نگاریم آہ آہ — شوریدہ محبت یاریم آہ آہ

شیلائی حسن ماہ عذاریم آہ آہ — مجنون عشق و خستہ و خواریم آہ آہ

دلدادگان حسن نگاریم آه آه — وز درد عشق زار و نزاریم آه آه

حسرت زده ز درد غم عشق دلبریم — افتاده دور از رخ یاریم آه آه

صد زخم خورده ایم بجان از نگاه یار — وز درد ترک مست شکاریم آه آه

رسوا و خوار از غم عشقیم کو بکو — وز هجر یار خسته و زاریم آه آه

از گلشن جمال دل افروز آن نگار — وامانده از فضل بهاریم آه آه

تیری دگر بزن دل ما زان چشم خویش — از سینه تا که باز بر آریم آه آه

یک لحظه بی جمال دلارای آن نگار — در حال عاشقی چه بر آریم آه آه

ما از غم محبت آن جان عاشقان — در روز و در دلیم نهانیم آه آه

از آفت جنون محبت که در سر است — رفته برون ز خویش قراریم آه آه

در حیرتم سنگ عشق چو منصور گشته ایم — وز درد هجر بی سر و داریم آه آه

احمد ز عشق غربت و کربت کشیده ایم
آواره از شهر و دیاریم آه آه

## ایضاً

ای زنده ز حسن تو آئینه دل آمده — جان بهر دیدن جمالت [illegible]

دلها همه سوی تو چون قبله نما گردان ‌ ‌ ‌ چون نیست نکنم سجده چون کعبه جا نمای

کی بی تو زیم ای جان گشتی چو حیات من ‌ ‌ ‌ جز از تو نه بینم چون نور نظر مای

خورشید جمال تو چون تافته بر خوبان ‌ ‌ ‌ بر خویش شده نازان این سایهٔ زیبای

هر روز بچشم من صد جلوه ز حسن آری ‌ ‌ ‌ هر شب بخیال من چون صبح برون آی

از دولت دیدارت بر خویش همی نازد ‌ ‌ ‌ آیینه نمط پر شد از جلوه چو بینای

نا اندیشهٔ عشق تو خالی بنود یک دل ‌ ‌ ‌ ای جان جهان نهان چون جان تو به تنهای

در سوز درون من چون عشق تو پنهانی ‌ ‌ ‌ وز حال زبون من چون مهر تو پیدای

ای دولت بیدارم وی عمر وفادارم ‌ ‌ ‌ بی روی تو بیمارم وقت است که باز آی

بوییش پی مشتاقان شد پیرهن یوسف ‌ ‌ ‌ لعلش بروان بخشی اعجاز مسیحای

از جا و مکان او احمد نه نشان کس داد
این طرفه که نام او شد شاهد هر جای

## ایضاً

با شوخ ستمگاری افتاده مرا کاری ‌ ‌ ‌ خون جگرم خورده آن قاتل خونخواری

افتاده سر (و) بسمل در دست ستمگاری ‌ ‌ ‌ با جان پر از دردی با خاطر افگاری

برده دل و دین من حسن بت عیاری | شد گردن ایمانم در حلقهٔ زناری

از شوخی و طراری عشق آمده عیاری | صد گردن چون صنعان زو بسته بزناری

این عشق ز بدمستی چون باده درون خُند | صد جوش برآورده یا همچو خم خماری

از مستی عشق او بیخود شده صد عاقل | خرقه بگرو کرده در خانهٔ خماری

بر شمع رخ خوبش جان سوخته پروانه | چون گل بدل بلبل از عشق زد او خاری

از غایت بدمستی آن نرگس مخمورش | نگذاشته در مجلس یک عاقل و هشیاری

ای وای که افتاده جان من بیچاره | در دست تو چون شوخی خونریزی و خونخواری

از شوخی و طراری آن بت ز جمال خود | اندر حرم و مسجد نگذاشته دینداری

بر گرد سرای او بر خاک طپان حلقه | یک زخم خور غمزه یک کشتهٔ دیداری

زان نرگس مستانه مست آمده بر جانی | در مستی و مخموری چشمش شده خماری

چون بلبل شوریده جان زد بفغان آمد | تا شاخ گل رعنا دیدیم به گلزاری

سودای تو پیدا و اندیشه تنگ این دل | در عشق تو هر شیدا رسوا سر بازاری

ای بت بخدا حسنت شد آفت دین و دل | در عشق تو بهزادا بسته است بزناری

از شورش عشق او صد عاشق دلداده | منصور صفت بیخود آویخته بر داری

چون حسن رخ یوسف در هر طرفی او را | نقد دل و دین بر کف پیداست خریداری

دل خانهٔ دلبر شد او صاحبِ این خانه — جان آمده چون داری جانانه چو صدپای
از بهر یکی جامی در میکدهٔ وحدت — گردید گرو ما را هم خرقه و دستاری

از کفر و هم از ایمان بگسست دلِ احمدؔ
چون عشق تو ما کرده محوِ رخِ دلداری

## ایضاً

می گلرنگ چون در جام داری — دلم ساقی چرا ناکام داری
به عشقِ خویش ای آرام جانها — دلِ عشاق بی آرام داری
بطراری زلف پر شکنها — هزاران دل اسیرِ دام داری
ز عشقِ خویش مجنون وش بشهر — تو صدها عاشقِ بدنام داری
ازان ابهام از خویش جستن — بدان ای دل که طمعِ خام داری
به عشقِ آن پری ای جانِ محزون — دل پر درد و خون آشام داری
الا ای عشق تو آن شهسواری — که خنگ چرخ را رام داری
چو تو بنود دگر رندی جهان سوز — کجا پروای ننگ و نام داری
چو بلبل در چمن گلبانگ بهر لن — بدل چون عشق آن گلفام داری

در آید ساقی و جانت کند مست
بچندی گردشِ ایام داری

تجلی روی او زلفا استتار است
عشقش نیک صبح و شام داری

به عشق ای جانِ احمد مسکنِ خود
برون از کفر وار اسلام داری

ایضًا

ای دیده زغم پر آب گشتی
وز گریه خون سحاب گشتی

از گرمی ولفت آتشِ عشق
ای دل همه چون ناب گشتی

ای حسن شباب تا به شوخی
تو فتنه شیخ و شاب گشتی

ای دل بفراق خوبرویان
از آتشِ غم کباب گشتی

چون چنگ خمیده ز غمها
وز ناله دل رباب گشتی

هستی چو مقیم در خرابات
در عشق بتان خراب گشتی

خاک تو چو عشق داد بر باد
در شرب بو تراب گشتی

بر خوبی حسن آن پریرو
ای زلف چه انقلاب گشتی

بر حسن و جمال مهر رویش
ای هستی من حجاب گشتی

خود از پی عسل آرزوها — ای باز چرا ذباب گشتی

بودی تو باصل لوح ساده — اکنون رقم کتاب گشتی

خود قلزم بی کنار بودی — اندوهم کنون خراب گشتی

از موج زنی بحر معنی — در صورت خود حباب گشتی

این قطره به بجر اوچو بردی — میدان که تو بی حساب گشتی

از گرمی و جوشش و مستی عشق
احمد چه خم شراب گشتی

ز مژها و جگر و دیده پر خون داری — سیل از اشک تو چون چشمهٔ جیحون داری

بهوای رخ آن غیرت لیلی ای دل — سر سودای غم و شورش مجنون داری

در ره عشق ز رسوای واز ننگ مترس — گر بجان پیروی شبلی ذو النون داری

از کف ساقی مستان که فدایش جان باد — دوش می خوردی و مخموریش اکنون داری

بیکی جرعه سرم گم شده و هم دستار — باده آمیخته ساقی تو با فیون داری

بلبل جان عزاه سوی ناله کشید — حسن و خوبی که تو در آن رخ گلگون داری

بنگاهی تو بتا جمله جهان برهم شد — چشم مخمور چه پر سحر و پر افسون داری

پی شوریدگی عاشق دلدادهٔ خود — روی مانند گل و نرگس میگون داری

پیش خورشید رخش ای دل من ذره صفت — از نشاط و طرب رقص چو گردون داری

گر ندیدی رخ او بر که تو عاشق گشتی — در ندیدی تو بگو آه و فغان چون داری

جلوهٔ حسن ازل از رخ خوب تو عیانست — تو درین صورت چون معنی بیچون داری

آه بودی به ازل ای دلم آزاد ز قید — تنگی نفس تو از کاف و هم از نون داری

احمد از بیخودی و حیرت گم گشتن خود — مسکن خویش ازین کون تو بیرون داری

## ایضاً

چو گهی بحسن و خوبی بدو چشم من در آیی — ببری شکیب و صبرم بکمال دلربایی

چو نهان شوی ز چشمم غم و درد من فزایی — چو بدیده ام در آیی همه هوش من ربایی

ز جمال روح پرور چو نقاب بر کشایی — همه تاب و طاقت من ببری بخوشنمایی

بهزار دلفریبی بکمال خوشنمایی — ز جمال خویش جانان دل من همی ربایی

به شمیم زلف مشکین اگر ای صبا صباحی — چه شود ز کوی جانان بمشام من در آیی

ز برای عاشقان شد حرم صفا حریم کعبه — بجمال خویش جانان که تو مروه و صفایی

بدرون نرگس خود دو هزار فتنه داری — که بسحر و افسونها دل خلق می ربایی

چہ بتو رسیدہ اے دل کہ بعشق روی آں گل
ہمہ دل بہ تست شیدا ز جمال تو نشانی

شب و روز ہمچو بلبل بفغان و نالہ ہائی
ہمہ جلوت شور عشقت تو بگو کدام جائی

تو چو روح ہر جا نہا ہمہ تن حیات جانی
بمثال نور دیدہ بدرون چشم ہائی

بزمین و آسمانہا صنما ترا کہ یابد
چو شدی نہان میان ہمہ این منی و مائی

تو بقرب ہمچو جانی کہ ز دیدہا نہانی
بمثال روح ای جان بحقیقت عین مائی

نہ اشارتے پذیری بہ عبارتے نہ گنجی
تو ز چند و چون و لی ز ہمین ہمان ورائی

بہ مثال مہر تاباں کہ شدہ رواں بنورش
پئے ستر سر ذاتی تو بخویش خود ردائی

بمثال آئینہ شو بجمال یار حیراں
چہ خوش ست احمد از تو ز چنین چناں ورائی

۴۸۶

# مکالمہ حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ

دوش رفتم بخرابات مرا راہ نبود
میزدم نالہ و فریاد و کس از من نشنود

یا نبد ہیچکس از بادہ فروشاں بیدار
یا کہ من ہیچکسم ہیچکسم در نہ کشود

پاسی از شب چو بشد بیشترک یا کمتر
رندی از غرفہ بروں کرد سر و رخ بنمود

گفت خیر است دریں وقت کرا میخواہی
باعث آمدنت بر درما ہرچہ بود
گفتمش در بکشا گفت برو ہرزہ مگو
کاندریں وقت کسے بہر کسے در نکشود
این نہ مسجد کہ بہر لحظہ درش بکشایند
کہ تو دیر آئی و اندر صفت پیش آئی رود
این خرابات مغانست درو رنداں اند
شاہد و شمع و شراب و شکر و نائی و سرود
ہرچہ از جملہ جہاں اندریں جا حاضر
مومن و ارسی و گبر و نصارا و یہود
گر تو خواہی کہ سر صحبت ایشاں گیری
خاکپائی ہمہ شو تاکہ بیابی مقصود

## خمسہ جات فارسی و اردو

### خمسہ غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

دل ہدف پیکان مژگانت کنم
جاں نثار ترک چشمانت کنم
گر بیابی شکر احسانت کنم
آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اپنے دوست قربانت کنم

سرّ حق کی ہے اگر تجھکو تلاش
سہ جان عشق کا ہو خواجہ تاش
خود حقیقت کر رہی ہے راز فاش
ہیں قرأت کم کن و خاموش باش
تا بخوانم ہیں قرآنت کنم

ای دلِ پر درد جانِ بیقرار　　گرچہ ہے تو عشق میں زار و نزار
اپنی ہستی اُس صنم پر کر نثار　　گر تو ترکِ سر کنی مردانہ وار
ہمچو اسمٰعیل قربانت کنم

بڑھ گئی جب حد سے میری بیکلی　　اُس مصیبت کو پھر اُن سے عرض کی
ہنس کے فرمایا کہ ہے خامی ابھی　　گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی
از جمالِ خویش حیرانت کنم

جب جنونِ عشق کی شورش ہوئی　　اور دل میں بیقراری بڑھ گئی
اُس پری رو نے ہدایت مجھکو کی　　گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی
از جمالِ خویش حیرانت کنم

تجھکو ہے دعوا عرفانی بعلم　　حق شناسی اور خدادانی بعلم
زہد و تقویٰ قربِ احسانی بعلم　　گر تو افلاطون و لقمانی بعلم
من بیک دیدار نادانت کنم

احمد اک تک پھرے گا کو بکو　　جا پناہِ سایۂ خاصاں ہیں تو
ہیں خداوندال دلِ اسرار ہو　　شمس تبریزی بمولانا بگو
دفترِ اسرار دیوانت کنم

# خمسه بر غزل واقف

یاس اندر جان و چشم زاری آیم ما　　　خار اندر دیده و دل زاری آیم ما
نا امید از دولت دیدار می آیم ما　　　دردمند از کوچهٔ دلدار می آیم ما
آه کز دار الشفا بیمار می آیم ما

عشق بهر من بعالم کوس بدنامی نواخت　　　لشکر حزن و الم بر ملک جان من بتاخت
وای اول عقل من سوی ایم را کی شناخت　　　عشق ما را عاقبت در کوی او بقدر ساخت
یار کم می خواند و بسیار می آیم ما

ای تجلیها که یکسر پارها طور ریخت　　　شدت تاب جمالش از چشم نور ریخت
جوشش عشق حقیقی رنگ زر و حور ریخت　　　در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پای کوبان تا به پای دار می آیم ما

آتشین می بود کز وی پارها طور ریخت　　　قطرهٔ زان باده در کام من مهجور ریخت
بود جوش عشق یا ساقی می انگور ریخت　　　در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت
پای کوبان تا به پای دار می آیم ما

از حضور حضرت جانان پریشان میرسیم　　　همچو بلبل با هزاران آه و افغان میرسیم

گل لبسر واریم از گلزار می آیم ما

# تضمین غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل ہدف پیکاں مژگانت کنم    جاں نثار ترک چشمانت کنم
گر بپای شکر احسانت کنم    آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

سینہ طور از نور رخشانت کنم    دل تجلی گاہ لمعانت کنم
محو جان خویش درشانت کنم    آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

قبلہ اسرار و ایمانت کنم    سجدہ ہاں سوئے ہر شانت کنم
کعبہ دل عرش ایوانت کنم    آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کنم

سینہ مشرق نور و لمعات کنم    دیدہ مضطر شیوہ و شانت کنم
جلوہ کن تا فدا جانت کنم    آرزو دارم کہ مہمانت کنم

جان و دل ای دوست قربانت کنم

جان نثارے راحت جانت کنم　　دل فدائے شاہ خوبانت کنم

وقف ای مہ دین و ایمانت کنم　　آرزو دارم کہ مہمانت کنم

جان و دل ای دوست قربانت کنم

از خم عشقت دلا مے نوش باش　　لب بہ بند و دیگ وش در جوش باش

وز شراب بیخودی مدہوش باش　　ہین قرارت کم کن و خاموش باش

تا بخوانم عین قرآنت کنم

ای کہ تو بر جان و بر تن عاشقی　　گاہ بر گلہا و گلشن عاشقی

گاہ بر خوباں پر از فن عاشقی　　گر یقین دانم کہ بر من عاشقی

از جمال خویش حیرانت کنم

عاشق جان خویش و ہم عشق نگار　　راست ناید ہر یک کس این دو کار

عاشقی رو جان بجاناں کن نثار　　گر تو ترک سر کنی مردانہ وار

ہمچو اسمعیل قربانت کنم

احمدا تا چند پوئے کو بکو　　سر حق را از دل خاصان بجو

نیستند ایشاں گر آیات ہو　　شمس تبریزی بمولانا بگو

دفترِ اسرار دیوانت کنم

## خمسہ بر غزل واقف

یاس اندر جان و چشم زار می آیم ما
خار اندر دیدہ وز گلزار مے آیم ما

ناامید از دولت دیدار می آیم ما
دردمند از کوچۂ دلدار مے آیم ما

آہ کز دار الشفا بیمار مے آیم ما

عشق بہرِ من بعالم کوس بد نامی نواخت
لشکرِ حزن و الم بر ملکِ جانِ من بتافت

وای اول عقل من رسوائیم را کے شناخت
عشق ما را عاقبت در کوی او بیقدر ساخت

یار کم می خواند و بسیار می آیم ما

آں تجلی ہا کہ یکسر پارہ ہا ر طور ریخت
شدت تابِ جمالش از دو چشم نور ریخت

جوششِ عشقِ حقیقی رنگ رو حور ریخت
در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت

ہای کوہان تا بہ پار دار مے آیم ما

آتشیں می بود کز دی پارہا طور ریخت
قطرہ زاں بادہ در کام من مہجور ریخت

بود جوشِ عشق یا ساقی مئی انگور ریخت
در سر من عشق شوری مستی منصور ریخت

پای کوباں تا بہ پار دار مے آیم ما

از حضور حضرت جانان پریشان میرویم　　همچو بلبل با هزاران آه و افغان میرویم

خار اندر دیده و از صحن گلستان میرویم　　زخمی تیغ جفا از کوی جانان میرویم

گل بسر داریم و از گلزار می آییم ما

## ایضاً مخمسه

از در دلبر بچشم زار می آییم ما　　شمع سان گریان ز بزم یار می آییم ما

پُر خمار از خانهٔ خمار می آییم ما　　دردمند از کوچهٔ دلدار می آییم ما

آه کز دار الشفا بیمار می آییم ما

جور خوبان عاشقان را بی دل و بی صبر ساخت　　حبس اندر دود رخ هجران مثال گبر ساخت

خونچکان چشم مرا آن شوخ همچون ابر ساخت　　عشق یار ما عاقبت در کوی او بیقدر ساخت

یار کم می خواند و بسیار می آییم ما

غمزه اش خون دل عشاق چون ساطور ریخت　　چشم مستش در دلم مستی می انگور ریخت

صد طرب در جان من آن نرگس مخمور ریخت　　در سر من عشق شور مستی منصور ریخت

پای کوبان تا بپای دار می آییم ما

خارخار انگاشتن در گلزار بیجان میرویم　　خوار و خسته از در سلطان خوبان میرویم

بے جمالِ روح بخشِ او پریشاں میرسیم　　زخمی تیغ جفا از کوی جاناں میرسیم
گل بسر داریم از گلزار می آئیم ما

## دیگر تضمین

من بسودای غمش خوش سر و کاری دارم　　وز نرگس مخمور خمارے دارم
بہ تماشای رخش طرفہ بہاری دارم　　قصر جنت چہ کنم کوچہ یارے دارم
زش و رخ نکنم روی نگاری دارم

از سر وحشت جاں در غم آں ماہ لقا　　مثل دیوانہ دواں ہر طرفے نے سر و پا
تا در آید بنظر آں رخ پر نور و ضیا　　ہمچو مجنوں بہ تمنائے جمالِ لیلے
روز و شب چشم سوی ناقہ سواری دارم

## خمسہ بر غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

چو موسے روحم از دیدار شد مست　　چو طور از عشق جانِ زار شد مست
روانم از مئے اسرار شد مست　　دلم از بادۂ خمار شد مست
تنم از صحبتِ دلدار شد مست

بیا ساقی بدہ ساغر بدستم — کہ من از ننگ و از ناموس رستم
بحسنِ روئے تو توبہ شکستم — نہ تنہا من ازیں میخانہ مستم

ازیں می ہمچو من بسیار شد مست

زمہرت عاشقاں از خود رہیدند — زمستی خرقۂ ہستی دریدند
بجان جامِ محبت را خریدند — ازیں می قطرۂ پاکاں چشیدند

جنیدؒ و شبلیؒ و عطارؒ شد مست

زجامِ عشق موسیٰؑ گشت مسرور — زصہبائی محبت مست شد طور
ازیں بادہ شدہ یعقوبؑ مسرور — ازیں می جرعۂ نوشید منصورؒ

اناالحق میزد و بر دار شد مست

صلائی دہ حریفاں را فرح خیز — کہ آمد ساقیٔ جاں فتنہ انگیز
زمستی جامِ احمدؐ کرد لبریز — بروحِ پاک شمس الدین تبریزؒ

کہ ملا بر سرِ بازار شد مست

## ایضاً منہ رحمۃ اللہ علیہ

از خمارِ چشم مستت مست ہر ہشیار باد — وی ز عشقت عقل رسوا بر سرِ بازار باد

جان ما از بادہای مہر تو سرشار باد — فخر جملہ ساقیانے ساغرت در کار باد

چشم تو مخمور باد و جان تو خمار باد

مست و بیخود دل ز جام بادۂ دیدار باد — نالۂ حسن تو جان عاشقان زار باد

عقل از مستی عشقت بی‌سر و دستار باد — فخر جملہ ساقیانے ساغرت در کار باد

چشم تو مخمور باد و جان تو خمار باد

از خمار چشم میگون تو دل سرشار باد — بادۂ لعل تو جان خستگاران یار باد

فتنۂ چشم خمار آلودہ ات بیدار باد — فخر جملہ ساقیانے ساغرت در کار باد

چشم تو مخمور باد و جان تو خمار باد

جان چو از خمخانہ‌های عشق تو مینوش شد — ہوش و عقل از فرط مستی بیخود و مدہوش شد

عشق ہمچون خم بادہ جوش اندر جوش شد — ای ز تو شانوش ہمت ہوشہا بیہوش شد

وی ز جوشا جوش عشقت عقل بی دستار باد

بادۂ عشقت ز دست ساقی جان می چشیم — وز شراب بیخودی و جوش مستی بی ہشیم

اندرین عجوغای عشق ہای و ہوی او چشیم — ہر کشیم و سر خوشیم و یکدگر را می کشیم

ای ز چو ما کشہ جاذب اسرار باد

در شکار مہر خوبان جان ما نخچیر باد — ہر سودای سر من زلف او زنجیر باد

عقل اندر بزم عشقش خوار نے تو قیر باد　　شاہ خوباں میر ما و عشق گیرا گیر باد
جان جاناں یار ما و بخت و دولت یار باد

ای ہمای حق فگن بر ما ظلالِ خویش را　　وی مسیح روی صرفم کن کمالِ خویش را
وقف احمدؐ کن شہا یکدم وصالِ خویش را　　شمس تبریزی بما بنما جمالِ خویش را
جان ما اندر وی تو پیوستہ بر خوردار ما

## ایضاً
## خمسہ بر غزل مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ

اناں روزیکہ عشقِ دوست جا کرد است در جانم　　خرابم بیخودم فارغ ز فکر دین و ایمانم
برفت از دل سخن و دینم بحالِ خویش حیرانم　　چہ تدبیر ای مسلماناں کہ من خود را نمیدانم
نہ ترسا و یہودی ام نہ گبرم نے مسلمانم

چو فانی عاشقِ بیدل بہ عشقِ جان جاں باشد　　شہودِ جلوہ دلبر بچشم او عیاں باشد
دل از فرط یقیں گوید کہ برتر از گماں باشد　　مکانم لامکاں باشد نشانم بے نشاں باشد
نہ تن باشد نہ جاں باشد کہ باشد جانِ جانانم

بہر دل اندر بتاں بستم ز قیدِ این و آں رستم　　نہ یادم ہست از بالا نہ فکری ماند از پستم
ز مستی و خرابی شیشہای ننگ بشکستم　　ز جامِ عشق سرمستم دو عالم رفت از دستم

بجز رندی و قلاشی نباشد هیچ سامانم

چو پر شد از شعاع مهر حق آئینهٔ من | ازاں فرط تجلی شد یقین در روح او مضمن
برآمد می تماشا این فغان از جان آں سوتن | هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن

بجز یا هو و یا من هو دگر چیزے نمیدانم

من از دمهای نای ہمچو نے بنگر همی نالم | از و داں آنچه می بینی تو از حال من و قالم
چو او مستی دهد مارا چه پرسی احمد احوالم | الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم

بجز مستی و مدهوشی دگر چیزے نمی دانم

## دیگر

## ایضاً خمسه غزل مولانا روم رحمة الله علیه

شاهد لاهوت را چون درد عشق افزون شده | عاقبت آں گنج مخفی از درون بیرون شده
دیدن خود خواست لیلی طالب مجنون شده | تا چه عشق است آں صنم را با دل مجنون شده

هر زماں گوید که عجلی امی لی بیچون شده

کشتگان عشق را روی صنم خوش گشته است | پیش شهیدان محبت سایهٔ گستر آں پریست
عشق محو حسن آمد حسن محو عاشقی است | نام عاشق برهمن او را ز من خود صبر بست

عشق معشوقم زحد از عشق من افزون شده

نے پر از دستہ ہای نای آمدہ از خود تہی ست ہمچو مجنوں کاندرونش عکس لیلی منزویست

سایہ انکاری ببین پروانۂ خود عاشق پرست نام عاشق بر من و او را ز من خود صبر نیست

عشق معشوقم زحد از عشق من افزوں شده

میزند زخمی بجاں تا درد من افزوں کند عشق را بگماشتہ کز غم دلم را خوں کند

خواہد آں لیلی مرا کز عشق خود مجنوں کند ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند

تا ز دستِ او خونِ دلم جیحوں شده

جلوہ ہایش موسیٰ جاں مرا مفتوں کند وادی ایمن دلم را حسن آں بیچوں کند

طور سوحم زیں طرب بالا رقص چوں گردوں کند ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند

تا ز دستِ او خونِ دلم جیحوں شده

عقل اندر راہِ عشقش خیرہ گم کردہ پا عشق را شد بانگ بلبل روی گل مستی فزا

صوت خوش روی حسن بخشد طرب ہا روح را ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہ ہا در بحر ہا

در دماغِ عاشقانش بادہ وافیوں شده

خاکِ راہ مردِ حق شو تا ز انفاسِ خوشش زندہ دل از عشق گردی تا ابد شادان و خوش

عقل را یکسو کن احمد وانگہی دیوانہ وش پیش شمس الدین تبریزی برو کز رحمتش

مردگانِ کهنه بینی عاشق و مجنون شده

## ایضاً منه رحمة الله علیه

۵۸۶

چون پری از پرده‌های غیب خود بیرون شده | عکس خود در آینه دیده و بدان مفتون شده
ای عجب سِرّی که لیلی عاشق مجنون شده | تا چه عشق ست آن صنم را با دل پرخون شده

هر زمان گوید که چون ای دل چنین چون شده

عشق محبوب دلبر آمد حسن محبوب دلبری ست | در میان این دو گوهر اتحادِ معنوی ست
همچو مغناطیس و آهن یکدگر را مشتری ست | تا مرا عشق هر من او را از من خود صبر نیست

عشق معشوقم ز حد از عشق من افزون شده

اندرین آینهٔ عشاق یارب عکس کیست | یا پری خود جلوه گر شد یا در و عکس پری ست
حیرت اندر حیرتم کین عشق را اسرار چیست | تا مرا عشق هر من و او را از من خود صبر نیست

عشق معشوقم ز حد از عشق من افزون شده

یادِ یار مهربان جان مرا پرخون کند | سیل اشک از دیده ام ریزد و غمم افزون کند
تا رسم از لیلی که زین سودا مرا مجنون کند | هر زمان او کف خود را از دلم بیرون کند

تا ز دست و ست او خون دلم جیحون شده

سحر در چشمِ من و بر دل پری افسوں کند بینمش گہ شکل چوں گہ شکل را بیچوں کند

یک لیلی بگیرد تا مرا مجنوں کند ہر زمان او بکفِ خود را از دلم بیروں کند

تا ز دستِ دست او خونِ دلم جیحوں شدہ

چوں تجلی کرد حسن از پردۂ غیب و خفا عشق بیہوش آمدہ مانند موسیٰ زاں لقا

از طرب خود روح را بگسستہ شد بندِ قبا ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہ ہا در بحرہا

در دماغِ عاشقانش بادہ و افیوں شدہ

عاشق و معشوق حق شو تا شوی کز ہمتش سر بلند از عشق گردی ارجمند از دولتش

مشرقِ حق احمدا باشی ز مہرِ طلعتش پیش شمس الدین تبریزی برو کز رحمتش

مردگانِ کہنہ بینی عاشق و مجنوں شدہ

## خمسہ غزل احمد جام رحمۃ اللہ علیہ

جلوہ گر بر تختِ دل سلطانِ ماست برجِ خورشیدِ این دلِ ویرانِ ماست

داغہا در سینۂ سوزانِ ماست مُہرِ مہرِ دلبراں بر جانِ ماست

جانِ ما در حضرتِ جانانِ ماست

ای دلِ محزون و جانِ دردمند چند اندیشی ز ہر پُر گزند

ضامنِ ترسندہ مردانِ حق اند — این زمینِ پست و آں چرخِ بلند

برقرار از ہمتِ پیرانِ ماست

جانِ عاشق ہست چوں مجولقا — باشد آئینہ جمالِ دوست را

پیش خور آئینہ شد پُر از ضیا — گر کسے برہاں طلب دارد زما

نورِ حق در جانِ ما برہانِ ماست

سینۂ آئینہ ہائے پُر صفا — شد محلِ ہر تجلیٔ و ضیا

چوں نباشد آیتی خورشید را — گر کسے برہاں طلب دارد زما

نورِ حق در جانِ ما برہانِ ماست

آدم از ظلِ پری محوست و لا — چوں نباشد فانی از نورِ خدا

رونقِ انجم ز حوز گردد فنا — گر کسے برہاں طلب دارد زما

نورِ حق در جانِ ما برہانِ ماست

عشق او از ہر دلے سر بر زدہ — روئے خویش راحت جاں آمدہ

صد چو مجنوں بر جمالش شیفتہ — دیدۂ یعقوب نا بینا شدہ

در فراقِ یوسفِ کنعانِ ماست

آہ ز آں حسن و جمالِ دلکشش — کشتہ جاں پروانۂ شمعِ رخش

سر بنہ بر کف ز کویش پا بکش        احمدا سر را فدا کن در رہش
سر فدا کردن رہِ یارانِ ماست

## خمسہ اردو بر غزل احمد جام رحمۃ اللہ علیہ

آں بتِ شیریں لقا مہمان ماست        کہ جمالش تازہ تر ایمانِ ماست
جل فینا گو دلِ شادانِ ماست        مہر مہرِ دلبراں بر جانِ ماست
جانِ ما در حضرتِ جانانِ ماست

در تجلی آں مہ تابانِ ماست        طور وش بیخود تنِ قصانِ ماست
وادیٔ ایمن دلِ ویرانِ ماست        مہر مہرِ دلبراں بر جانِ ماست
جانِ ما در حضرتِ جانانِ ماست

دامنِ خاصاں پکڑا اے دردمند        تا نہ کوئی تجھکو پہنچائے گزند
سہر حق ہے مرد حق اے ہوشمند        ایں زمین پست تا آں چرخِ بلند
بر قرار از ہمتِ پیرانِ ماست

عشق اک سایہ ہی حسنِ یار کا        جس پہ وہ مثلِ پری آکر پڑا
اپنی ہستی سے اسے خالی کیا        گر کسے بُرہان طلب وار دز ما

نورِ حق در جانِ ما بُرہانِ ماست

عشق کا ہر جان میں ہے ولولہ　　جاں نثاری ہے اُسی کا حوصلہ
اک فقط میں ہی نہیں ہوں شیفتہ　　دیدۂ یعقوبؑ نابینا شدہ

در فراقِ یوسفؑ کنعانِ ماست

ای دلِ بیمار و جانِ رنج کش　　عشق میں آخر کہاں تک غش پہ غش
ہوشیار شمع رو پروانہ وش　　احمدؔا سر را فدا کن در رہش

سر فدا کردن رہِ یارانِ ماست

## ایضاً خمسہ اردو بر غزل احمد جام رحمتہ اللّٰہ علیہ

سوختہ جان و روانِ دیگر است　　دردِ بیدل را فغانِ دیگر است
جاں کہ جائی اوست جانِ دیگر است　　منزلِ عشقت مکانِ دیگر است

مرد ایں رہ را نشانِ دیگر است

بوجھی جا تا تھی کہ وہ بانگِ الست　　جس نے دل کو کر دیا شیدا و مست
جان میں ٹھہری محبت کی نشست　　منزلِ عشقت مکانِ دیگر است

مرد ایں راہ نشانِ دیگر است

جو بلائے عشق میں ہو مبتلا | دل میں ہو تیر نگہ جس کے لگا
اُس سے پوچھو درد الفت کا مزا | عقل کے داند کہ ایں رمز از کجا

ایں حکایت را بیانِ دیگر است

دل ہی اک ظلِ پری میں آ گیا | یا محبت کا جنوں پیدا ہوا
کوئی ہے جو دل کو بیکل کر رہا | عقل کے داند کہ ایں رمز از کجا

ایں حکایت را بیانِ دیگر است

یا تو دل پہلی نگہ میں کھو گیا | جس کا اندیشہ تھا وہ اب کب رہا
جاں نثاری عشق میں ہے چیز کیا | کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

ہے اُسی کا نور ازل سے تا ابد | ہے اُسی سے زینت ہر خال و خد
ناوکِ غمزہ کو ہے اس سے مدد | دل خورد زخمے نہ دیدہ چوں چکد

ایں چنیں تیر از کمانِ دیگر است

عشق ہے مستِ شراب من لدن | عقل ہو را اندیش ناصح کن مکن
مست کب سنتا ہے واعظ کا سخن | ساقیا خون دلم در کاسہ کن

کیں شراب از خم و خوانِ دیگر است

مثل موسیٰ کوئی ہے مستِ لقا | طورِ وش ہے رقص کوئی کر رہا
کوئی فانی ہے کسی کو ہے بقا | عاشقانِ خواجگانِ چشت را

از قدم تا سر نشانِ دیگر است

مجھکو بیخود کر گیا حسنِ نگار | ہو گیا ظلِّ پری سودائے یار
سر میں ہے شورِ جنوں زنگولہ وار | احمدا تا گم نگردی ہوش دار

کیں جرس را کاروانِ دیگر است

## خمسہ اُردو بر غزل سرمد رحمۃ اللہ علیہ

ہر طرف شور ست غوغا را بہ ہیں | رقصِ طور و حالِ موسیٰ را بہ ہیں
آں تجلّی ہائے زیبا را بہ ہیں | سوختن بیجرم تماشا را بہ ہیں

کشت بیجرم مسیحا را بہ ہیں

سحر ہے اُن کی نگاہِ شرمگیں | جو ہوئی غارتگرِ ایمان و دیں
شعلۂ حسن نگارِ نازنیں | سوختن بیجرم تماشا را بہ ہیں

کشت بیجرم مسیحا را بہ ہیں

نوکِ غمزہ کی ہو جس دل میں چبھی | اُس سے پوچھو چاشنی اُس درد کی

کون جانے جان کس کی کیوں چلی　　ایکہ از دیدار یوسف غافلی

داغ یعقوبؑ و زلیخارا بہ بیں

ناصحوں نے جب ملامت مجھکو کی　　عاشقوں کی روح مضطر ہو گئی

خاک بولی شبلیؒ و منصورؒ کی　　ایکہ از روز بدم در حیرتی

یکدمے آں روئے زیبارا بہ بیں

تو نے کب دیکھی جھلک اُس ماہ کی　　تجھکو کب لذّت محبّت کی ملی

وہ ہی جلنے آگ یہ جبیں پر لگی　　ایکہ از روز بدم در حیرتی

یکدمے آں روی زیبارا بہ بیں

عشق میں جان اپنی ہستی سے گئی　　جا کے مجور وی زیبا ہو گئی

یاں اگر باقی رہی تو بیخودی　　زندہ کش جاں نباشد دیدہ

گندیدہ ستی بیامارا بہ بیں

فکر کب ہو اُس کو ننگ و نام کی　　جس نے جاں اپنی محبت میں ہو دی

بات احمد خوب سرمدؒ نے کہی　　شاہ درویش و قلندر دیدہ

سرمدؒ سرمست در سوارا بہ بیں

## خمسہ اُردو بر غزل مولانائی روم رحمۃ اللہ علیہ

عکس لیلی تافت بر من جانِ من مجنوں شدہ     سایہ اش ظلِّ پری شد تا جنوں افزوں شدہ

من بدو دیوانہ گشتم او بمن مفتوں شدہ     تا چہ عشق است آں صنم را با دلِ پر خوں شدہ

ہر زماں گوید کہ چونی ای دلِ بیچوں شدہ

جانِ عاشق تھی جو آئینہ جمالِ یار کی     دیکھکر اُس کو پری محوِ تماشا ہو گئی

حسن محوِ آئینہ تھا آئینہ محوِ پری     نام عاشق بر من و اور از من خود صبر لی

عشق معشوقم زحد از عشق من افزوں شدہ

ہی اُسی کے حسن کا جلوہ ازل سے تا ابد     ہی اُسی واحد کی یکتائی سے زیبا ہر عدد

اُسکی ہر شانِ تجلی لے گئی ہوش و خرد     ہر زماں او کف خود را از دلم بیروں کند

تا زدستِ او خونِ دلم جیحوں شدہ

پرتو ہی سارے آئینوں میں اُس خورشید کا     ہم نے جس چہرہ میں دیکھا اُسمیں اُس کا عکس تھا

سب کی آنکھوں میں سمایا اور ہر دل میں بسا     ذرہ ہا اندر ہوا و قطرہ ہا در جسم ہا

در دماغِ عاشقانش بادہ و افیوں شدہ

پرتوِ حق خضر رہ یوسف لقا خورشید وش     دیکھکر اُسکو گروں ہا نند موسیٰ کھا کے غش

جان و دل کو اپنے احمدؐ کر تو اُس کے پیشکش     پیش شمس الدین تبریزی برو کز رحمتش

مردگاں کہنہ بینی عاشق و مجنوں شدہ

## خمسہ بر غزل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

دل ہدف پیکان مژگانت کنم　　جاں نثار ترک چشمانت کنم
گر بیائی شکر احسانت کنم　　آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل ای دوست قربانت کنم

سِرِّ حق کی ہے اگر تجھکو تلاش　　ہمرہانِ عشق کا ہو خواجہ تاش
خود حقیقت کر رہی ہے راز فاش　　ہیں اشارات کم کن و خاموش باش
تا بخوانم عین قرآنت کنم

ای دلِ پُر درد جانِ بیقرار　　گرچہ ہے تو عشق میں زار و نزار
اپنی ہستی اُس صنم پر کر نثار　　گر تو ترکِ سر کنی مردانہ وار
ہمچو اسمعیلؑ قربانت کنم

بڑھ گئی جب حد سے میری بیکلی　　اُس مصیبت کو پھر اُن سے عرض کی
ہنس کے فرمایا کہ ہے خامی ابھی　　گر یقیں دانم کہ بر من عاشقی
از جمالِ خویش حیرانت کنم

جب جنونِ عشق کی شورش ہوئی　　اور دل میں بیقراری بڑھ گئی

اُس پری رو نے ہدایت مجھکو کی　　گر یقین دانم کہ زینجا عاشقی
از جمالِ خویش حیرانت کنم

تجھکو ہے دعوا عرفانی بعلم　　حق شناسی اور خداوانی بعلم
زہد و تقویٰ قرب احسانی بعلم　　گر تو افلاطون و لقمانی بعلم
من بیک دیدار نادانت کنم

## مقطع

احمدؐ اکب تک پھریگا کو بکو　　جا پناہِ سایہ خاصاں ہیں تو
ہیں خداوندان دل اسرار ہو　　شمس تبریزی بمولانا بگو
دفتر اسرار دیوانت کنم

## قطعات نعتیہ

یارسول اللہ جمالت راحتِ روح ست و جاں　　حب تو نور ست در ہاں جہان و آنجہاں
گوشۂ چشمی برحمت سوئے مشتاقاں بکن　　جان ما را از غم و از حزن و حرماں وارہاں

## ایضاً

| | |
|---|---|
| ہر ماہ ہر روز عکسِ جمالِ محمدی ست | ہر عشق تابِ مہر جلالِ محمدی ست |
| کونین چوں اسیر بہ لولاک آمدہ | پس امر و خلق شاخِ نہالِ محمدی ست |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| یا رسولِ عربی باعثِ ایجادِ جہاں | بہر عشاق جمالِ تو بود راحتِ جاں |
| از کرم سوئے اسیران محبت نظری | تا شود فارغ و آزاد زغم روح و رواں |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| یا رسولِ عربی مظہرِ اسرارِ نہاں | جلوۂ ذات خدا از رخِ خوبِ تو عیاں |
| تا حقیقت شدہ عشاق ترا عشق مجاز | رقص دارد بہوائے تو زشادی دل و جاں |

## رباعیات

| | |
|---|---|
| عاشقِ خواجہ ہوں اور محوِ لقائے غوثِ پاک | جان ہی قربانِ خواجہ دل فدائے غوث پاک |
| عاشق و معشوق مشتق ہیں ہم اس عشق سے | ایک ہی ہے نور خواجہ اور ضیائے غوث پاک |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| دستگیری کن مرا یا غوث الاعظم الغیاث | بخش جانم را صفا یا غوث الاعظم الغیاث |
| بانہ حرزِ جاں مرا از مکرِ شیطانِ لعیں | از برائے مصطفےٰ یا غوث الاعظم الغیاث |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| دیوانهٔ حسن آں پریوش هستم | وز بادهٔ مهر یار مهرو مستم |
| سودائے محبتش جنونم آورد | از چنبرِ عقل و هوش بیرون جستم |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| دی عقل مرا بود جادو نظرے | شیریں سخنی به شکل صورت قمرے |
| تنها نه من از جمال حیراں گشتم | هوش و خردے نماند در هیچ سرے |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| جائی که حقیقتش از و پرده کشود | داند که جهان و هستیش هیچ نمود |
| عالم چو طلسم یا که بودست سراب | نابوده به چشم او جهانش بنمود |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| حسنی که بچشم ماه طلعت باشد | دلکش به حقیقت آں حقیقت باشد |
| در پردهٔ خلق مے رباید دلِ خلق | خود شاهدِ معنوی محبت باشد |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| مَا رَمَیتَ اِذْ رَمَیتَ گفت حق | جانِ احمد تا ازو گیرد سبق |

شرح کرده معنی توحید را　　دفع غیریت نموده زین فن

ایضاً

رفت از خود دید چوں حسن پری　　با جمال و با کمال دلبری
حسن او آئینه معنی تست　　میکند عکس است دررو جلوه گری

ایضاً

عشق است چو بحر جمله عالم چو حباب　　سرّیست نہاں درین محبت دریاب
گر میل به سینه ها نه هیزد صد جوش　　پس کار تمام خلق می گشت خراب

ایضاً

عشق آزاد است وار خود سری　　کے وراپروائے ننگ و بهتری
مدعی چوں دید اورا از حسد　　عاشقی را نام کرده کافری

ایضاً

عشق است همای قدس میدان به یقیں　　در سایهٔ او در آ و فارغ بنشیں
سلطان سریر نے نیازی باشی　　کوس تو زنند بر سما و به زمیں

ایضاً

آتش حسنِ رخِ خود آنچنان افروخته
کز تجلیٔ جمالش نورِ چشم سوخته
از هجومِ عشق او در دولتِ مهرِ رخش
جانِ من صد مایه از بیخودی اندوخته

ایضاً

احمد دل خویش را بهر ره مفروش
جز ساقیٔ مے فروش و مست و می نوش
کز بادهٔ او ز خود پرستی برہی
بیخویش شوی و نیز مست و مدہوش

ایضاً

عجب کاری فتاد این ناتوان را
که از وی بس کشاکش هست جاں را
نه صبری بهر جانِ ناشکیبم
نه رحمی بر من آں جانِ جهاں را

ایضاً

آه زاں روز که این قرعه بنامم افتاد
که دل و دینِ من از عشق همه شد برباد
چونکه قسّام ازل داد بهر یک چیزی
کرد جوشش و المش قسمتِ جانِ ناشاد

ایضاً

آنچه دیدم برخِ خوب تو گفتن نتواں
وانچه دارم ز تو در سینه نهفتن نتواں
بوالعجب کارِ محبت که در و جاں افتاد
ہیچ گفتن نتواں نیز نهفتن نتواں

ایضاً

احمد هوس جمال خوبان تا کی
گشته دل واله و پریشان تا کی
دل دادی و ز غمهای ایشان خوردی
بر کردهٔ خویشتن پشیمان تا کی

ایضاً

در پردهٔ مهر و ماه روی پنهانست
چون جان که بزیر جسمهای ما پنهانست
عاشق محو است در خیال معشوق
بی سمع بی بصر این نشان جانانست

ایضاً

ای دل ز جفای جور خوبان مخروش
غمهای محبتش به شادی مفروش
تلخی ست در اول محبت ای دل
آخر ز لبان آن پریرو می نوش

ایضاً

عالم همه ظل علم یزدان باشد
در هستی خویش نقش بی جان باشد
در اصل چو سایه را وجودی نبود
از جنبش شاخ دان که جنبان باشد

ایضاً

احمد ز وفای این جهان کم اندیش
یک راحت و در پیش هفته صد ریش
کس نیست که اندرو ثباتی دارد
حسرت زده اند هر غنی و درویش

ایضاً

| | |
|---|---|
| من بندهٔ آن جان که دلش آزاد است | در تنگی و نیز در فراخی شاد است |
| چون آب روان راحت و رنج جهان | هر خانه که در بحر بود برباد است |

ایضاً

| | |
|---|---|
| عمریست که عشق بیقرارم ای دوست | دردی است به سینه دارم ای دوست |
| گفتن نتوان هر آنچه دارم در دل | از عشق مپرس حال زارم ای دوست |

ایضاً

| | |
|---|---|
| احمد چو اسیر دام نفس و هوا | از حق بطلب نجات زین کرب و بلا |
| شاید کرمش ترا نجاتی بخشد | از رحمت عام خویش زین رنج و عنا |

ایضاً

| | |
|---|---|
| عشق آمد و مغز استخوانم خورده | هوش و خردم تمام از من برده |
| هستی مرا بسوخت از آتش غم | جان رفت و بماند این تن افسرده |

ایضاً

| | |
|---|---|
| جسم است عیان و روح جان است نهان | اجسام همه زبی نشان است نشان |
| دیدن نتوان جمال روح و جان را | الّا به صفات کاندرو هست عیان |

ایضاً

ای هست چو جان و ما خیالِ اوییم
او گرمی عشق و ما چو هائی و هوییم
از هستی و نیستی چه پرسی اے دل
ما خویش نئیم آنچه گوید گوییم

ایضاً

یارب برسالتِ رسولِ عربی
یارب بطفیلِ آل و اصحابِ نبی
کن خاتمهٔ مرا بایمان و یقین
سائل بدرِ تو ام برحمت طلبی

ایضاً

از بادهٔ عشق و جامِ وحدت مستم
وز قید تعینات و کثرتِ رستم
از مذهب و دین و کفر و ایمان بیرون
گردید دلم هر آنچه هستم هستم

ایضاً

این آتشِ عشق سوخته جانِ مرا
وان مهربتان برده ایمان مرا
جانم رفته و نیز ایمان رفته
پرحسرت و یاس گشت دامانِ مرا

ایضاً

احمد غمِ عشق خون جانم خورده
هوش و خرد و تاب و توانم برده
مائی و منی بسوخت از آتشِ عشق
چیزے دگری سوائے من آورده

ایضاً

راه و رسم مذهب و دین ای حسن شیدا مپرس | شکل مجنونم ببین از شور و از غوغا مپرس
هر طرف از جوش عشقش والهٔ دیوانه | صد هزاران قیس بین از حسن آن لیلی مپرس

ایضاً

منزل عاشق ز کفر و هم ز ایمان برتر است | سالکان عشق را روح الامین کے رهبر است
نیست آنجا صبح و شام و نیست آنجا روز و شب | عشق را جا از زمین و آسمان بالاتر است

ایضاً

آتش عشق بتان افروختند | مصحف ایمان ما ز آن سوختند
اے دریغا این بتان ماهرو | از که این فتنه گری آموختند

ایضاً

چون نئے آگاه ای دل تو ز اصل و سرّ کار | چیست ابلیس و ملک کز وی تو ترسی هوشیار
تو ز نادانی همیشه دست در ایشان زنی | نیست ابلیس و ملک را هیچ در خود اختیار

ایضاً

عشق تو آمد بهشت جاودان | راحت از وی این جهان و آن جهان
بے تو علیین چه کار آید مرا | چون نه تو باشی مرا آرام جان

ایضاً

احمدؔ در عشق خوار و رسوا گشتی
سر پر ز جنون و سوز و سودا گشتی
در آرزوی جمالِ آں راحتِ جاں
از سر تا پا همه تمنّا گشتی

ایضاً

احمدؔ بنگر جمالِ آں جانِ جهاں
در ظاهر و باطن آشکارا و نهاں
از غایت قرب بعد پیدا گشته
چوں روح بجسم کاں نهانست و عیاں

ایضاً

آں شاهدِ دلربا و جانِ عشاق
نو شعلهٔ حسن در روانِ عشاق
برگرد سرائے آں پرید و از شوق
برخاسته هر طرف فغان عشاق

ایضاً

ساقی قدح شراب گلرنگ
در ده که رهیم ز نام و از ننگ
تا جان برهد ز حزن و از غم
مطرب بنواز بربط و چنگ

ایضاً

چوں خواب جهان و شکل عالم باشد
بر حسب خیال و علم آدم باشد
بیدار چو شد ز خواب نزد هیچ نماند
زیں نوع تمام وحشت و غم باشد

ایضاً

| | |
|---|---|
| ای جمالت عاشقان را راحت جان آمده | روح از مهر رخ تو شاد و فرحان آمده |
| همچو روح الله خیالت سوی بیماران دل | از رہ لطف و عنایت بهر درمان آمده |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| آن حیات روح و سلطان جمال | با هزاران حشمت و جاه و جلال |
| آمده در جان عاشق خیمه زده | از سر لطف و عطا جود و نوال |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| شاهد بیرنگ چون در رنگ پنهان کرده رو | شور و غوغا او فتاده از جمالش کو بکو |
| بهر او هر لحظه یک شانی و آنی دیگر است | عارفی دانا بباید تا شناسد بوی او |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| احمد سخن عشق بر میاور بزبان | کی ساست بود اندیشهٔ جان |
| گر در صف کارزار نتوان بودن | بنشین بدرون خانه مانند زنان |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| ای تمنا و مراد بیدلان | هست دیدار تو ای جان جهان |
| روح را راحت ز مهر تو بود | وز جمال و حسن تو آرام جان |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| احمد زنهار لاف عرفان نزنی | چون بستهٔ دامهای مای و منی |
| جائیکه رہ این خشم و شهوت باشد | از روح چه گوید آن اسیر بدنی |

ایضاً

| | |
|---|---|
| جائیکه به عشق مست و حیران باشد | آئینه حسن روئے جانان باشد |
| مانند قمر چو رست از تابش خویش | پر نور و ضیائی مهر تابان باشد |

ایضاً

| | |
|---|---|
| های هوی عشقم از حسن ویست | اوست نای نالهٔ من چون نے است |
| عشق چون باده رباید عقل و هوش | مستی دیوانگانش نز پی می است |

ایضاً

| | |
|---|---|
| احمد ز هجوم عشق مجنون گشتی | زان فتنهٔ خلق و دهر مفتون گشتی |
| از چون و چرا چنان رهیده جانت | تا بیخود و غرق بحر بیچون گشتی |

ایضاً

| | |
|---|---|
| احمد غم نیستی و هستی تا کے | گم باش ز خویش خود پرستی تا کے |
| در منزل عشق این و آن را ره نیست | از ننگ غرور و شرک مستی تا کے |

ایضاً

احمدؔ بغم حبیب زاری داری
وز درد فراق بیقراری داری
روزی کرمش بیک نگاهی برد
اندر رہ عشق آنچه خواری داری

## ایضاً

هست جام عشق و شراب مجتبیم
دیوانهٔ جمال یکی ماه طلعتیم
شاهد پرست و رند و خرابات و باده نوش
با مهوشان توبه شکن خوش بخلوتیم

## ایضاً

احمدؔ به یقین نشین و بگذر ز گمان
زیرا که یقین ز پی نشان نیست نشان
چون بعد و حجاب از گمان ست ز شک
در عین یقین حق ست مشهود و عیان

## ایضاً

حسن چون از پردهٔ غیب برون کرد رو
عشق با طبل و علم آمد به شور و های و هو
لیلی و مجنون بود یک سایه از شاخ غیب
سایهٔ چند ز خود چندین همه از شاخ او

## ایضاً

شد نهان ذات چون به کنتم صفات
بین در آفاق و الانفس آیات
حق مصباح نور جان آمد
دل زجاج ست تن مشکوة

## ایضاً

احمد بامانتے کہ حامل گشتی | از کوہ و فلک بلند منزل گشتی
چون دولت قدس عشق دادند ترا | پس از چہ بگو اسیر سافل گشتی

ایضاً

احمد نظر است گو بدیدہ | لیکن نہ چو دیدہ را ندیدہ
حق بین وجود تو محض است | ہستی بکون آرمیدہ

ایضاً

ای جمال دلفروزت راحت روح من است | حسن رویت بلبل جان مرا چون گلشن است
آہ سی چون عشق اندر سینہ ام بشکستہ | تو چہ دانی ای پری رو جان من ہمچون تن است

ایضاً

جان با خلاص عمل مائل نہ شد | زور پندار از دل احول نہ شد
علم و تحقیق و تصوف جمع کرد | علت طبع بجمش زائل نہ شد

ایضاً

گر دل و جان تو شد ساکن بحق | در سلوک از ہمرہان بردی سبق
معرفت جز علم و قیل و قال نیست | جز سکون قلب بارب الفلق

ایضاً

هست جانها عکس آن جان جهان | شد فزای دل مکان لامکان

چونکه بیرنگی است اصل رنگها | پس نشانها شد نشان بی نشان

ایضاً

جان نثار حضرت جانانه باد | دل فدای غمزهٔ مستانه باد

باد دایم جای حسرت سینه ام | دیدهٔ من جلوه گاهش را خانه باد

ایضاً

هست واحد حق چه واحد در عدد | در همه افراد کونی است ولد

گر کنی تکرار واحد را به فکر | نه هیولی بیست و چل شصت و لد

ایضاً

تشنه‌تر چشم من از نظر جمال تو | هست در دل جان من همه نقش خیال تو

تا جگر تو خورده خون من کرده فزون جنون من | محنت بجا که تا شود قسمت من وصال تو

ایضاً

در ظلمت هستی رخ تو صاف ندیدیم | تا مهر تو تابان شده چون صبح پدیدیم

جز هستی حق بود همه باطل و موهوم | چون جلوه گری کرد نه باطل نه موهوم

ایضاً

| | |
|---|---|
| خانهٔ چشم من شده جلوه گهِ جمالِ تو | خیمه زده بملکِ جاں ہمچو شہاں خیالِ تو |
| باش دلیل راه من پا و سر و جناح من | گر زپر و بالِ تو پرم تا حرمِ وصالِ تو |

ایضاً

| | |
|---|---|
| شمس در ذاتِ خویش واحد بود | پیش مرآت چند چند نمود |
| این تعدد که تو همی نگری | نیست در ذاتِ وی ترا به نمود |

ایضاً

| | |
|---|---|
| چشم ما روشن زخورشید جمالِ روی تست | جاں طربناک از شمیم زلفِ عنبر بوی تست |
| قبلهٔ شوریدگانی کعبهٔ دلدادگاں | عاشقان و بیدلاں را سجدهٔ جاں سوی تست |

ایضاً

| | |
|---|---|
| ذات چوں نقطه است عینِ وجود | گشت پنهان میانِ خطِ شهود |
| مهر پوشیده گشت و سایه عیاں | طرفه نابودبیں چه رخ به نمود |

ایضاً

| | |
|---|---|
| هست جانم بجسم درین امکاں | همچو اعیان میانِ ذاتِ نهاں |
| او محیط است از درون و بروں | همچو خیالیم ما و او چون جاں |

ایضاً

| | |
|---|---|
| جان چو گوی هست اندر حکم چوگان قضا | گه باسفل می برد گاهی بر سوی علا |
| کیمیا سازیست اندر غیب در تبدیل علم | تا ز حزن آرد طرب بیرون ز راحت رنجها |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| عالم همه عکس تست احمد میدان | چوں خواب که اندرو بہ بیند جهاں |
| عکس دل تست جمله زشت و زیبا | شد صورت معنی تو پیش تو عیاں |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| کنت کنزاً در ازل ایں عشق بود | آمدند ارواح از وے در وجود |
| مهر معنی پرتو افگن چوں شده | چوں مرا باکفر و ایماں رخ نمود |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| در مذهب عشق کفر و ایماں نبود | جز حب حبیب و مهر جاناں نبود |
| دین عشاق دیدن دلدار است | ایمانش هوای یار جز آں نبود |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| صبغة الله رنگ عشق است ایجواں | تا به بیرنگی بجاں داده نشاں |
| گشت سلم از برائے عاشقاں | بهر قصر قرب آں جانِ جهاں |

**ایضاً**

شکیب نیست یارب دل بیقرار ما را — ز رحمت است چشمی سوی ما نگار ما را
بکمال مستمندی شده ایم خاک راهی — به برای صبا بکویش نفسی غبار ما را

ایضاً

چونکه خورشید حقیقت تافته — صد چو لیلی حسن و خوبی یافته
زان تجلی جمال بیمثال — عاشقان را سینه ها بشگافته

ایضاً

جانیکه به عشق روی جانان زار است — جز یار نه با کسی دلش را کار است
از حب حبیب سینه اش پر گشته — وز خود برهیده محو حسن یار است

ایضاً

اگر بختم کند یاری نگارم یار من گردد — جهان بر هم شود غم نی چو او غمخوار من گردد
به بدمستی و مدهوشی نه بینم دوزخ و جنت — چو چشم یار ساقی عشق او خمار من گردد

ایضاً

میل مومن سوی حق و میل ابله سوی هوا — میل کافر هست دایم جانب غیر خدا
عبرت است از بهر عاقل تا شود صراف قلب — جان او را در میان نار یا نور است جا

ایضاً

غمزهٔ چشم بتاں نشترِ رگِ جانِ من است — ہندوی زلفِ حسیناں رہزنِ ایمانِ من است

عشق را گفتم چہ فتنہ است این بجانہا از کہ گفت — حسنِ مضطر داردم زین رو و افغاں من است

## ایضاً

ساقیا ما چوں گدایاں پیش تو استادہ ایم — آرزومند عطائے یکدو جامِ بادہ ایم

برامیدِ آنکہ روزی از کرم شادم کنی — بر درِ میخانہ از عمری خراب افتادہ ایم

## ایضاً

چوں سپید ست و سیہ ایں دہر از لیل و نہار — ہمچنیں عمر از غم و شادیست ابلق ہوشدار

بر فروغ و بر فراغ خویشتن نازاں مشو — از پسِ پشتِ خزاں اندر کمین ست ای بہار

## قطعہ

چو غیب اندر شہادت کرد آرام — ہمائے قدس آمد اندریں دام

چنانکہ روح در تن جائے بگرفت — حدیث نفس میداں ظرف انہام

# مثنوی نالۂ جنوں

فسبحان الذی بیدہٖ ملکوت کلّ شیءٍ والیہ ترجعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے جنوں با نالہ خود ساز کن
شرحِ دردِ عشق را آغاز کن

از حدیثِ عشق و از سوزِ درون
اندکے بر گو کہ مشتاقم کنوں

قصہ ہائے دردِ جاناں باز گو
ماجرائے رفتہ را از آغاز گو

من چہ گویم حالِ جانِ دردناک
کہ ز عشقش سینہ دارم چاک چاک

سخت آید شرح از دردِ نہاں
میزند ایں قصہ ہا آتش بجاں

یادِ عہدِ وصل دل خوں می کند
دیدہ را مانند جیحوں می کند

بشنو اکنوں شرحِ سوزِ جانِ من
باعثِ آشوب و ایں ہیجانِ من

یاد آں وقتیکہ با وی داشتم
وز لبانش سازِ چوں نے داشتم

چوں مرا از خویشتن دور انداختہ
بازیٔ بیگانگی را باختہ

از فراقش سخت بد حال آمدم
دل مشبّک ہمچو غربال آمدم

بس [illegible] زرد آمدم
از فراقِ دوست رنجور آمدم

دوری دلدار دل را کرد خون | سوز عشق افزود جانم را جنون

شعلها در درد و غم افروختند | جان مشتاقان ز هجران سوختند

چون پسند آمد بدو دوری من | سختی هجران و رنجوری من

با چنین مشتاق دوری از چه بود | من اگر سوزم ترا ای جان چه سود

کرد استغنا ز حال زار من | چون نه روز افزون شود آزار من

باز رسم آورد از بیگانگی | داد ما را شورش دیوانگی

چون نباشم من ازین غم سینه چاک | چون نباشم زار و غلطان بخاک

نیست پایان حزن و حرمان مرا | آتش غم سوخته جان مرا

سوختم من سالها از سوز و درد | لیکه سوز من برو کاری نکرد

چون نشد سوز و گدازت سودمند | ای دلم بے صبریت تا چند چند

زخمها خوردم ولیکن جان من | نیست سیر از عشق آن روی حسن

باز ناید این دل مجنون من | کم نگردد عشق روز افزون من

گر هزاران سال باشم این چنین | کے گذارم دامن آن نازنین

همچو مستسقی است مشتاقی من | باش ای عشق از کرم ساقی من

دستگیرم شو برحمت از جنون | من ز هوش خویش بیزارم کنون

سرکہ

سوی کوی او مرا بیخویش بر | دور تر از عقل دور اندیش بر

زانکه هوشیاریست خار راه من | راهزن زان دلبر دلخواه من

عقل پرّان جانب نام و نشان | عشق آرنده بدلبر موکشان

عقل معراجیست بهر خاص و عام | کعبهٔ جان راست او سبل السلام

عشق آمد باز گشت خار و گل | عشق آمد مبدء هر جزو و کل

## و معنی کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

سر برون آورد چون عشق از نهان | گشته از سر جوش وی اعیان عیان

از عدم آمد جهان سوی وجود | آمده زو غیب مطلق در شهود

عشق داده اهتزاز ارواح را | برده اندر قید جسم اشباح را

شورشی پیداست در جانها ازو | مضطرب گشتند ابدانها ازو

فیض بخش آمد بهر سرّ و علن (پوشیده / ظاهر) | رشحت فیضش تمامی جان و تن

فاتح اسرار جان طالبان | عشق شد انّا فتحنا بی گمان

عشق آمد در جهان معراج روح | عشق آمد بهر جان فتح و فتوح

عشق آمد نردبان امکان (زینه) | عشق سُلّم (پیری) سوی بام جان جان

هر زمان هر لحظه میسوزد دلم / آتشی انداخت در آب و گلم
صبر نی بهر دل ناکام من / سوز دل از من ببرد آرام من
آه سوز عشق جان آواره کرد / واه درد عشق دل صدپاره کرد
می کند شورش جنون در جان من / در تنی هست زین هیجان من
همچو مجنون گشته ام زیر و زبر / از هجوم سوز دل نی پا و سر
بشنو اکنون اندکی از سوز درون / زانکه بر من غالب آمد این جنون
میکند در سینه من انبعاث / عشق با صد سوز و سودا الغیاث
عشق را شور و جنون چون در سرشت / عقل پیشش پا بگل همچو خر است
بلکه همچون صعوه در چنگال باز / از کجا یارا که آرد ترکتاز
چون مزاج عشق تند است و حرون / از نهیبش عقل خوار و سرنگون
اندرین ره جبرئیل ار پر زند / عشق آید آتشش بر سر زند
هر جوان و پیر گشته زار زو / هر عزیز و منعم آمد خوار زو
هر توانا و قوی رنجور او / گشته هر شهباز چون عصفور او
عقل هر دانا بدرسش کودن است / جان هر رستم از و در شیون است
هر سلیمان جاه زو چون مور لنگ / هر فلاطون عقل شد حیران و دنگ

عقل کل در مکتبش چون کودکان — نفس کل را شد ازو ویران دکان

عشق طرفه قاتلِ خونخوار هست — دستِ خونِ عاشقان زان وا هست

همچو مجنونش گریبان چاک شد — هر که در دستِ چنین سفّاک شد

صد هزاران دل ازو مانند خون — صد هزاران عقل زو شکلِ جنون

نارسیده هیچ دل بر کام خویش — برده با خود بر لحد صد رنج و ریش

کی توانم گفت شرح عشق را — از سلف رو رو بجو این ماجرا

خود حقیقت بود یا بود از مجاز — هر یکی جان باخته اندر تماز

پس چه گویم آنچه از گفتن برست — شرح او بیرون ز ترکی و دریست

شرح دردِ عشق کی آید بگفت — با تحیّر ناطقه اینجاست جفت

ای برادر شرحِ اسرارِ نهان — کی توان گفتن بتقریر و بیان

وصف آن چیزی که عقل آگاه نیست — زیرکی را نیز در وی راه نیست

گر بگویم تو ازو منکر شوی — باز ماند پای تو از رهروی

زانکه محسوسات را تو دیدهٔ — وصف حسن غیب را نشنیدهٔ

چشم ظاهربین نه بیند غیر جسم — عقل جزوی می نداند غیر اسم

سرِ معنی را نه بیند چشم سر — بلکه تو از عین معنی کن نظر

## در عذر منکر عشق

جامد الطبعی اگر انکار کرد — گرمی عشق از جهان کے گشت سرد

هست محجوب او مثال کور و کر — کش ز حظ حاسهٔ نبود خبر

لذتی کے یافت از سمع و بصر — او ندیده غیر از سوراخ سر

یا چو عنین منکر از ذوق جماع — همچو حیوان شد علف او را متاع

منکر خورشید گر خفاش هست — لیک نور خور بعالم فاش هست

پس چه غم خورشید را زین چشم کور — نور خور تابانست با صد زور و شور

عشق فارغ هست از رد و قبول — پس بجز انکار خود ای بو الفضول

او ندارد فکر و سودائے دگر — غیر حسن یار پروائے دگر

## در معنی ظهور ذات در پردهٔ صفات

در لباس حسن اسماء و صفات — جلوه گر گشته است بنگر نور ذات

علم تو چون شد مقید در مجاز — بر دلت باب حقیقت شد فراز

از سبب عقل جزوی نے خبر — بے سبب از کوتهی دارد نظر

خود حقیقت را بود ایں جلوه ها | از هوا پران شده پر بر علا

جمله عالم شاهد آمد ذات را | گر شناسی سرّ موجودات را

## فی سبیل التمثیل

قوتِ معنی به بیں اندر ظهور | همچو زورِ نوح در جوشِ تنور

یا چو زورِ دست آں خیر البشر | کرد یک انگشت او شقّ القمر

یا مثالِ خاک پرّاں بر هوا | یا چو نی از بانگ نائی زد صدا

یا که اندر حرکت آمد یک شجر | جنبش او از هوا پیدا مگر

یا یکے در خنده آمد از سرور | انبساطش کرده بر رویش ظهور

خنده بر رخ اندرونِ جاں خوشی | خنده پیدا لیکه شد پنهاں خوشی

یا یکے از درد آهے میزند | درد کے آید نظر جز حال بد

جمله عالم شاهدِ غیب آمده | ایں شهود از غیب لاریب آمده

همچنیں تو جمله عالم را بداں | شد معاد و مبدءِ او لامکاں

هر چه بجز الله و بشنت هست اوست | پس وجود و هم عدم در شست اوست

ذرّه نتواں گفت مدحِ آفتاب | خود مرا او را در جهاں صد هست تاب

آنکه پاک است از نظیر و از مثال — گویم از وی هرچه باشد قیل و قال

ای مقدس وی بری از مدح ما — کی توان کردن بتو مدح و ثنا

حاکمی دایم تو بر قهر قلوب — ما کی در ذات خود بر زشت و خوب

دائما در حکم خود تو سابقی — بازگشت هر سعید و هر شقی

ما و این دیوانگی ها حبذا — پادشاهی یَفعَلُ الله ما یَشا

## در سبب تالیف ابیات

من کجا و از کجا ذوق سخن — در سکوت آیم تو جنبانی رسن

میکشی ما را بسوی گفتارها — میکنی اسرار را اظهارها

من همین خواهم که بر بندم نفس — تو اگر بالبته بجنبانی جرس

من که باشم مهره در دست تو — من چه هستم نیستم از هست تو

خواه عزیز و خواه رسوا کن مرا — مهره گو تا کنم چون و چرا

میکش این راز آنکه داری اختیار — همچو اشتر در کفت دارم مهار

باعث این مثنوی تو بوده — درد خود دادی و دل بربوده

شاه من سلطان جان من توئی — بلکه جان و هم جهان من توئی

در تمنای تو چون دیوانه ام
سوخت شمع روئے تو کاشانه ام

نیست هرگز سیریم از روئے تو
دیده ام باز است هردم سوئے تو

من چو مستسقی و رویت همچو آب
تشنه ام وز تشنگی در پیچ و تاب

عاشقی را صبر و سیری شد محال
صبر و یا آرام جان را کو مجال

دیدنِ روئے تو آرامِ من است
یک نظر سوی تو صد کام من است

روز و شب اندر خیالِ من توی
هم جواب و هم سوالِ من توی

هر زمانم روی جانم سوئے تست
قبلهٔ جان و دلم هم روئے تست

عقل و هوشم بستهٔ موی تو شد
جان و دل پابند گیسوئے تو شد

پیش من در خواب و بیداری توی
موجبِ این خواری و زاری توی

یک زمان از تو رهای نیستم
گر نشینم یا روم باتیستم

هم دل و هم نورِ چشمِ من توی
دین و ایمانِ مرا رهزن توی

نیست کس مانند من مشتاقِ تو
گرچه صد هستند از عشاق تو

هر کجا باشم تو همراهِ منی
بلکه چشم را توی این روشنی

پس چگونه غافل از تو باشم من همی
چون توی ما را بهر دم همدمی

هر زمان آیی تو در شکلِ خیال
گه برنگِ هجر و گه رنگِ وصال

محو رویت گشته چون آئینه ام | عکس روئے تست اندر سینه ام

هر زماں رنگِ خیالِ تست دل | در غم و شادی منم مانند ظل

عکس تو در سینهٔ من تافته | زاں تجلّی دل جنونی یافته

پس جنون هر انچه گوید گویم آں | تو درین سودا مرا معذور داں

گویم انچه او بمن در می دمد | لاجرم آمد بروں این جزر و مد

میکنی از غیب صد جلوه گری | پس بیک جلوه دو صد دل می بری

## ظهور جلوهٔ غیب در حسن تجلیات و شور کردن عشق

جلوه گر گشتند مستوران غیب | عشق نالاں گشت مانندِ شعیب

چون تجلّی دید حسنِ یار را | داد جا در سینهٔ خود خار را

اشک خونی ریختن آغاز کرد | آه و واویلا بسوز و ساز کرد

دیده او را در لباسِ حسن چوں | عشق را افزود سودا و جنوں

عقل و دانش را بیک غمزه ربود | باب سوز و درد بر دلها کشود

در جهاں صد فتنه را انگیخته | صد هزاراں [illegible] ریخته

تا ازیں افسوں چه اندیشیده بود | یک جهاں را [illegible] و بالا نمود

می ندانم کز برائے چیست ایں / فتنه ها برپا ؤ خود اندر کمیں

من چه گویم تا چه مقصود است زیں / شور و غوغا چوں پسند آمد چنیں

می بُرد دلها و غایب از نظر / چوں بشد افتند یک جهاں در شور و شر

فتنه پیدا فتنه گر اندر نهاں / بوئے پیدا مشک اندر لامکاں

صبر از دلها ربود از جاں قرار / هر یکے از درد نالاں زار زار

عقل مجنوں وار سرگرداں شده / ورته دو جان و دل حیراں شده

از تغافل جان عالم سوخته / دیده از سوئے غریباں دوخته

## تمنائی عاشق بحضرت معشوق

چشم ما با صد تمنا سوئے در / او بخواب ناز و از ما بے خبر

جلوهٔ جانانه جانرا آرزوست / غمزهٔ مستانه جانرا آرزوست

بوسه بر پائے تو جانرا آرزوست / عشق و سودائی تو جانرا آرزوست

دیدن روئے تو جانرا آرزوست / بوئے گیسوئے تو جانرا آرزوست

رقص هامستانه جانرا آرزوست / گریهٔ حنانه جانرا آرزوست

از جنوں چاکِ گریباں آرزوست / خاک بر سر صد بیاباں آرزوست

زخم از دستِ تو خوردن آرزوست — در تمنای تو مردن آرزوست

ای سخن های تو چون قند و نبات — جنبش لب های تو آبِ حیات

صد هزاران جان فدای روی تو — قبلهٔ جان شد خم ابروی تو

الله الله جانِ من جا کرده — گو بظاهر از من اندر پرده

پرده بردار از رخ ای جانِ جهان — بی تو بر لب آمده جانِ جهان

ای بقربانت حجاب از من مکن — قتل من از تیغ پیراهن مکن

گر حجاب آری بمیرم بی خلاف — قتل خلق از تیغ و قتلم از غلاف

یکدمی آرام جانِ من تو باش — شرم تو اندر دلم دارد خراش

نیست کس اندر حریم جانِ من — غیر تو باکی مدار از خویشتن

در دلِ من بی حجابانه بیا — شرم را بگذار و مستانه بیا

که ز عمری سخت مشتاقِ توام — از سگانِ کوی عشاقِ توام

پس چه سحر است این که بر من کرده — از کجا این فن بتا آورده

صبر و آرام مرا بر بوده — بر دلم از سوز و نی بگشوده

یا رب این سحر است یا دیوانه ام — شمع رویا ترا چرا پروانه ام

مبتلا هستم بسودا و جنون — رفت از من صبر و آرام و سکون

سوز و شب از دیده ریزم سیل آب ‏ هر زماں دارد دل من اضطراب

از تغافل بگذر از بهر خدا ‏ بنگر اندر کوئی خود چندیں گدا

منتظر افتاده اندر کوے تو ‏ بر امید یک نظر بر روے تو

یکدم از رحمت بسوئی من ببیں ‏ بے نیازی تا بکے اے نازنیں

بهر مسکیں نیست رحمی مر ترا ‏ چند بے مهری کنی ترس از خدا

چوں تو بیزاری ز ما ما چوں کنیم ‏ تا چه تدبیر ایں دل مجنوں کنیم

گر خوشی از سوز ما ما هم خوشیم ‏ در بهشتیم ار چه اندر آتشیم

## زانکه مجاهده سبب ترقی معرفت است همچنانکه جفائے صیقل بهر آئینه موجب دفع جفا

پس رضائی تو شده ایمانِ من ‏ من چه گویم چوں تو هستی جانِ من

از پئے تو شورش و دیوانگی ‏ بهتر از صد هوش و صد فرزانگی

ای جفاها و وفاهاے تو خوش ‏ هم ز راحت ها بلاهای تو خوش

میکشی ما را و ما شادیم ازاں ‏ میکنی بر باد و آبادیم زاں

تلخی جور تو شیرین از نبات — مرگ از دست تو به از صد حیات

زجر و توبیخ تو به ز انعام و اجر — اجر بهر ماست کش گویند زجر

آن شکر رنجیت چون شهد و شکر — زخم تیغت مرهم زخم جگر

خوشتر از مدح است دشنام از لبت — باد مر بیگانه ناکام از لبت

درد و عشقت داروی دردمن است — وی غمت چون جا عزیز اندر تن است

نی شکایت از تو بل شکر عظیم — خاص بهر ماست این لطف عمیم

کین تظلّم نسبتی با ماست خاص — جان بیگانه ازین اندر مناص

همچنانکه حب حق بر کافران — سخت دشوار آمده بار گران

بهر مومن راحت جان آمده — قوّت تقوی و ایمان آمده

چون دوای تلخ و پرهیز مریض — هم شفا بخشیده هم کردش غریض

هر خزان اندر نهان دارد بهار — عسر ما را یسر میدان ای نگار

گریهٔ ما خنده را بار آورد — سوبها در جهد این غم پرورد

در شکست ما نهان صد فتح دان — قصهٔ جنگ حدیبیه بخوان

تنگی ما را فراخی در بغل — کاهلیم وان توبه از صد شغل

هر غم و درد و الم در راه دوست — راحت جانست چون از دوست اوست

خوش بریز این خون ما وز پا ئمال — بر تو قربانی ما باد احلال

هیچ است اندیشه ز قتل ما مباد — بر رضایت جان ما شاد است و شاد

عاشقان از مرگ کے ترسیده اند — سر بکف شادی کنان رسیده اند

سیر کے شد جان جرجیس از هلاک — جان فشانا ز جان دادن چه باک

پس از جرجیس چون جان میدهی — بهر که از هستی خود مے رهی

چون ز خود سیر آمدی آخر بگو — مرگ آسان شد چرا از بهر تو

گو به یعقوب این چنین گریه ز چیست — ناله ها و آه تو از بهر کیست

گریه کردی تا که چشمت شد سپید — لرزه داری در هوائے که چو بید

گو به ذوالنون چون تو دیوانه شدی — بهر که از خویش بیگانه شدی

از برای که ترا این حال شد — تا که جانت از غمش پامال شد

چون تو ای منصور بر دار آمدی — مست و رسوا سوئے بازار آمدی

سیر گشتی از حیات خویشتن — بر تو آسان شد ممات خویشتن

قیس را گو چون تو مجنون گشته — واله و بیخویش و مفتون گشته

آن کدام است آنکه عقل تو ربود — باب درد و عشق بر رویت کشود

پرس از فرهاد چون جان میکنی — بر سر خود تیشه را چون میزنی

کیست آن تا در غمش جان میدهی — کار دشوار است و آسان میدهی

سو بسو پس از طور چون رقصان شدی — از جمادی رفتی و انسان شدی

از که ای طور عشق را آموختی — رقص کردی باز خود را سوختی

گو به حنّانه چرا گریان شدی — نوحه ها کردی و هم نالان شدی

پس ترا این نوحه که آموخته — آتش عشق که جانت سوخته

آه آن یاری که عشق در جهان — فتنه پیدا کرد و خود اندر نهان

حسن او صد شعله را افروخته — یک جهان از نار عشقش سوخته

جان عشاقان همه برباد داد — تا قیامت خانه اش آباد باد

جان عاشق چون بدست یار هست — لاجرم افتاده بودن خوار و پست

هست جانم گوی وش در دست یار — میدوم آن سو که میخواهد نگار

سوی ناله می برد جان مرا — میدهد حرکت بهیجان مرا

من از این نالم که آن دلدار من — آید خوش ناله های زار من

چون نه نالم که رضای اوست این — گریه ها و ناله ها دارم از این

شرح دیدی تو ز حال ما سامعین — پس رقم کرده قلم گردید جف

در حقیقت تا جرس معنی بود این — که بمستی گشت با جانها قرین

جوشش در معنی حقیقت می زند / جان کودن بر مجازی می تند

در حقیقت بین در الفاظ مجاز / لفظ را با معنی خود هست ساز

عارف از سرّ حقیقت مست ناز / احمق از کوری خود غافل ز راز

واله و دیوانهٔ معنی اله / دارد او صد سر پنهان زیر آه

عاشقان چون واله و دیوانه اند / یار یار ند و ز خود بیگانه اند

بر رضای دوست جان را مید نهند / هستی خود را به یکسو می نهند

بهر بیگانه بلا راحت بدوست / فرحت ما بین هر آنچه خواست اوست

آنچه از درد و بلا و آفت است / بر مراد دوست باشد راحت است

قیل ان العشق من شق الجنون / خیر عندی عندکم ریب المنون

صحّ عند الناس العشق آفت / للجهاد الا لمفتون راحت

همچنانکه پیش ابراهیم نار / گشت گلشن بود بر نمرود خار

گر رضای تست اندر مرگ تن / آن حیات ماست و هم صد برگ من

از رضای دوست سر بر تافتن / جامه کفر است بر خود بافتن

رنج خشقت راحت جان من است / بر رضایت کفر ایمان من است

سوز خشقت نیست از فردوس کم / من دو صد شادی کنم قربان غم

سوزش عشاق بر نیکو دهد  ||  همچو عودی کو در آتش بو دهد
ظلم بر عاشق به از مهر و وفاست  ||  مثل آهن کز صیقل خوش نماست
عاشقان از سوز که غم می خورند  ||  همچو زر در تار خنده آورند
می کشد پس میکند صد جان عطا  ||  آتش عشق است چون آب بقا
زاب حیوان عشق پر دارد سبد  ||  مردهٔ عشق است زین حی ابد
چونکه عاشق شد فنا در حسن دوست  ||  گم شد از خود آنچه باقی هست اوست
مرده از خود زنده با دلدار هست  ||  فانی از خود گشت و باقی یار هست
شد چو عاشق از مراد خود فنا  ||  بر رضای دوست جان دارد بقا
در هوای دوست فانی گشته اند  ||  عاشقان زین جاودانی گشته اند
عشق چون باقیست باقی می کند  ||  تشنه گان را کار ساقی می کند

## در قوت و غلبهٔ زور عشق

عشق آمد آرزو ها را بسوخت  ||  از هوای عنبر دلبر دیده دوخت
عشق آمد جان رهید از هر هوا  ||  داد مر آیینهٔ دل را صفا
همچو آتش عشق اکال آمده  ||  خود و آخر آتش همچنگال آمده

او لهب حرص و هوا آمد حطب — او چو احمد نفس همچون بولهب

عشق همچون شیر نر خون می خورد — طبع را و باه و وحشش بر می درد

عشق آمد دشمن اندیشه ها — عشق غارتگر تمامی پیشه ها

عشق کند کاف حرف ناموس و حیا — عشق جمله درد ها را شد دوا

عشق شمشیر برهنه بی نیام — جان عشاقان ازو ناشاد کام

عشق خونی بود و کس نشناخته — هر یکی از بیکسی جان باخته

می درد از غیر و میدوزد به یار — عشق خیاطیست تا در طرفه کار

## در معنی آنکه ذلت عشق عین عزت است و موت عشق عین حیات

مرحبا ای عشق خوش آسوده من — ده خلاصی جان ما را زین محن

زانکه من از خویشتن تنگ آمدم — فارغ از اندیشه ننگ آمدم

هست سوی جان دهی آهنگ جان — شد خیال حفظ جانم ننگ جان

سوی تیغ تند جنون بی باک گام — ننگ عالم را چه بیم از ننگ و نام

ننگ غیر از پاره دارد این جنون — از سلامت وز ملامت شد برون

با چنین شطاح چون کارم فتاد | داد ور یک غمزه ناموسم بباد
چون به این رند عالم سوز ام | بر چنین شیر نری کی پیروز ام
شد ز سحرش آه کار من زبون | عقل را ابر بود چون سازیم چون
شیر را روباه کے باشد دلیل | زور آرد پشه با خرطوم پیل
پس جنون شرم و حیا ر من بریخت | دزد عقل از شحنهٔ عشقش گریخت
عشق آمد عقل شد رسوا و خوار | رفت فرّائی و شیخی و وقار
خواجگی بد بود و قلاشی بداد | سروری بگرفت و اوباشی بداد
برد از من زیرکی و عقل و هوش | مرحمت فرمود غوغا و خروش
رندی و بے باکی و آزادگی | خواری و رسوائی و دلدادگی
بے دل و زار و ذلیل و کوچه گرد | جان پر غم آه سرد و رنگ زرد
بازی طفلان و مرد ریشخند | سر پر از سودا و پا اندر کمند
بر سرم رفت این ملامت ها بسی | این همه انعام تست اے نازنین
راضیم من گر رضائے تست این | از سر تسلیم مے سایم جبین
پس رضائے تو مرا فخر است و جاه | گر پسندی بهر من تو فقر و جاه
مونس من هست یاد روئے تو | روح من ریحان من شد بوئے تو
بوی خوش

من ز درد و سوز خود دیوانہ ام ‌ ‌ ہمچو مجنوں با جنوں ہم خانہ ام

من کہ مجبورم ادب از من مجو ‌ ‌ ناصحا ہر انچہ خواہی رو بگو

زانکہ بر دل من ندارم اختیار ‌ ‌ در کف دیگر ہمیں دارم مہار

اندریں سودا از خود بیروں شدم ‌ ‌ در ہوائی آں پری مجنوں شدم

نالہ ہا فرہاد وش دارم دراز ‌ ‌ با غم شیریں بتے جانرا سوز و ساز

صد فغان و ہائے و ہوئے میکنم ‌ ‌ شور و غوغا کو بکوئے می کنم

گوش نکند ہیچ کس فریاد من ‌ ‌ تا ز دست غم ستاند داد من

غیر خوں خوردن نیارائے دگر ‌ ‌ ہر زماں سوزی و سودائے دگر

نے بدل صبری نہ بروی اختیار ‌ ‌ جاں ازیں غم روز و شب در اضطرار

زخم ہا در دل ز دیدہ خوں رواں ‌ ‌ بے سر و پا از جنوں ہر سو دواں

## مناجات

آہ و اغوثاہ یارب چوں کنم ‌ ‌ من چہ ساں تدبیر ایں مجنوں کنم

نیست کس از بہر دردم دادرس ‌ ‌ یارب ایں دیوانہ را فریادرس

بستہ نہ زنجیر سودا و جنوں ‌ ‌ کس مبادا ہمچو من زار و زبوں

زانکه این دردیست بے درمانِ من
میجوزد ہر لحظہ مغزِ جانِ من

من چہ گویم تا چہ بر من میرود
کو حریفے تا ز درد آگہ شود

روئی من بین و مپرس احوال من
زردئی رنگم گواہِ حالِ من

بہر دردم آہ سردِ من گوا
طفل وش او در پئے بابا دوا

از ازل غم در نہادم چون نہاد
بے طلب دردش میانِ جان فتاد

## بیان نیاز عاشق و نے نیازی معشوق

چونکہ ما را کرد مجنون روئے خوب
بہر جان زنجیر شد گیسوئے خوب

کو بکو غوغاست از سودائے من
ہر طرف شوریست از غوغائے من

حال من اینست لیک آن جانِ جان
نے خبر از حال زار عاشقان

گفتمش از عشق تو زارم ہنوز
گفت رو من از تو بیزارم ہنوز

گفتمش ای جان من عالم بہ بین
از غمتم گفت مجنون است این

گفتمش شد بے تو حالم این چنین
گفت رو آخر سزائے تست این

گفتم ای جان قصۂ دردم شنو
گفت رو رو دور از اینجا دور شو

از سلیمی او دلا نشناختیم
غافلانہ نرد بازی باختیم

آخر آمد صد بلا بر جان و دل — از غم و اندیشه باشد مضمحل

دیده روے نیک و آں خوی حسن — آمده در دام مرغِ جانِ من

چوں نہ آگہ بودم از سحرِ مبیں — سر نہادم من بہ پاے نازنیں

دام کرده صورتِ دلخواه را — بستہ با صد عاقلِ آگاه را

رفت از جا نہا همه صبر و سکوں — عقل مجنوں گشت و دلہا ہمچو خوں

عشق کرده خانۂ دانش خراب — آفتابِ بیدلی بگرفتہ تاب

بیہوشی آمد بجانِ ناتواں — بیدلی افزوده شد بر بیدلاں

وای از حالی که وارد شد بمن — ہوش و عقلم رفت و طاقت از بدن

## در معنی وَالَّذِی قَدَّرَ فَہَدٰی

کس نگفتا ہیں بیاؤ دل بده — کس نگفتا پیشِ ما تو سر بنہ

پس قصورِ ایں دلِ شیدای ماست — یا کسے را کار سحر و مکر ہاست

ساحرانِ غیب سحری کرده اند — عالمی در دامِ سحر آورده اند

شد ز سحرِ صنع بر ہم یک جہاں — شد ز شورِ غیب پُر غم یک جہاں

یارِ پنہاں شورِ او اندر جہاں — سحر پیدا ساحرا اندر لامکاں

چشم بستہ عقل را از جادوئے — می ندانم کایں منم یا خود توئی

ایں ہمہ نیرنگ از بیرنگی است — ترک پنہاں در لباس زنگی است

صد ہزاراں فتنہ ہا انگیختند — صد ہزاراں جاں ز سحر آویختند

## جوشش عشق کہ سبب ظہور عالم است و در ہر شی نہادہ اند

یک طرف صد حسن پیدا کردہ اند — واں دگر سو عشق برپا کردہ اند

عاشقاں صد آہ و وا ویلا کنند — از غم و اندوہ ہا غوغا کنند

زخم خوردہ باز آنسو میروند — رنج دیدہ ہم پئے شاں میدوند

دلبری را دلبر آغاز آورند — چونکہ دل بردند اغماز آورند

خویش را صد گونہ آرایش دہند — پائی کس از لرز وانگشتش نہند

جلوہ فرمایند و باز انگہ حجاب — جان مشتاقاں ازیں غم در عذاب

آں نہ باز آیند و ایشاں نیز ہم — درد ہم جویند و درماں نیز ہم

جوشش عشق است ایں از ہر طرف — عشق چوں خورشید در برج شرف

جوشش عشق است در سنگ و شجر — میدہد مقدار خود ہر شے ثمر

جوشش عشق است نطفہ را انگہ — در مشیمہ رفت و شد شکل بشر

هم ز جوشش انجره بار اں شده
سنگ شکل لعل اندر کاں شده

جوششِ عشق است در اشجار ہا
گل دہد ہر شاخ و ہم آثار ہا

جوششِ عشق است اندر بحر و بر
سر بر آورده گیاه و ہم گہر

جوششِ عشق است اندر کوه ہا
چشم گریاں دار د از اندوه ہا

رو طلب کن عشق تا انساں شوی
از محبّت صاحبِ عرفاں شوی

شد ز فیضِ عشق عالم را قوام
ہم ز فیضِ عشق جاں دارد قیام

پس بغیر عشق کارت خام ہست
بیگماں عشق است اسرار الست

## حیرت در اسرار غیب و صنعت الٰہی

ایں ہمہ حق ہست لیک ای فی شعور
از برای چیست ایں غوغا و شور

اندریں اسرار جانم خیره شد
وز تر دد ہوش و عقلم تیره شد

من چه گویم تا چه اسرار است ایں
ساحری و رند و طرار است ایں

سحر شد در چشم بینائی نماند
عقل از خود رفت و دانائی نماند

به بجها دیده ہے آیم باز
کے شود مسحور را ایں کشف راز

سیر بنود جانم از غمہائے تو
نیست خسته دل زماتم ہائے تو

آب از سر رفت و لیکن جانِ من — نیست سیر از عشقِ یارِ پُر فتن

گو بظاهر سوختن در آتش است — لیکه جانم اندرین تنگی خوش است

ذلّت و خواریست گر پیشِ کسان — سوزشِ عشق است راحتهای جان

نیست جانم سیر زین سوز و جنون — گرچه شد صد بار خوار و هم زبون

پس بلاها را خریداریم ما — گو بظاهر از غمش زاریم ما

گرچه پیرم عشق دارم من جوان — قوّتِ عشق است در این ناتوان

## یفعل اللّٰہ ما یشاء و یحکم ما یرید

من کیم تا خویش را گویم منم — برار او تهائے او دم می زنم

هرچه هست این جمله از حق هرسد — آلهٔ قدرت منم در نیک و بد

ذکر جباریست نے جبر است این — تابع حق خلق و امرند ای امین

جمله عالم هست بین الاصبعین — جمله از جباریش در شور و شین

می کشد گه در حقیقت گه مجاز — چشمِ دل بکشا و بین ای اهلِ راز

چون قلم در دستِ نقاشیم ما — از نقاشان یا که او باشیم ما

دست قدرت هرچه ما را آفرید — خیر و شر بر حسب آن آید پدید

| | |
|---|---|
| نے نگوید ہیچ از خود نیک و بد | تا نہ نای اندراں دم را دمد |
| نالۂ من سِرِّ جاناں را گواہ | من ز گفتِ او بگویم آہ و آہ |

## اجرای کارِ عالم اگرچہ از غیب است لیکن بغیر صورت نہ بندد

| | |
|---|---|
| گر نماید شعر من شکلِ مجاز | تو بچشمِ غور بیں ای اہلِ راز |
| بود مجاز آمد حقیقت را ظہور | غیر تن از جاں نہ برداری سرور |
| جاں نیابی غیر تن گر بنگری | با تو گفتم ایں مثالِ سرسری |
| بود قادر حق ہدایت را بما | پس چرا مبعوث کردہ انبیا |
| نور حق بے انبیا ظاہر نشد | جان جاہل زیں سخن ماہر نشد |
| منکر اسرار ہست اہلِ غرور | حاجبِ او گشتہ او را چشم کور |

## فی سبیل التمثیل

| | |
|---|---|
| ہمچنیں حسن است در صورت عیاں | غیر صورت در نظر کے آید آں |
| حسن صورت نیست گر تو بنگری | می کند اندر صور جلوہ گری |

ز احمقی تو بر صور چسپیده　　حسن را کی عاشقا فهمیده

جاں برای آنکه میکردی نثار　　چونکه رفت آں حسن شد پشت چو مار

جانش قایم جسم قائم لیک تو　　سیر از وگشتی وز حمت شد رفو

برده دل اینچه از نور زو آگه نه　　جان من واقف ز نور مه نه

نور مه از پرتوِ خور بوده است　　غافلی زوکز تو دل بر بوده است

بهر ایں مجنونست سودائے دگر　　غیر ایں لیلی است لیلائے دگر

ای دلم لیلیٔ معنے را نگر　　کز پئے او جاں چو مجنوں دربدر

همچو مقناطیس داں حسنِ نگار　　میکند بس جذب دل بے اختیار

حسن وجاں چوں گو هر یک معدنِ اند　　هردو باهم یار و مهمانِ تن اند

جاں چو هست از عالمِ حسن و جمال　　خوش گلِ رعنا ز باغِ لایزال

حسن هم از ثمرهٔ آں گلشن است　　مثل مهمانِ عزیز اندر تن است

در پئے آں آشنا جانها ازیں　　میدوند از هر طرف بے اسپ و زیں

یافته زاں آشنا هر گه نشاں　　جاں چو مجنوں سوی لیلی اشد رواں

مخبر ند ایں ز اتّحادِ معنوی　　فهم کن ایں رمز و بگذر از دوی

نیستند آگاه زاں نسبت که هست　　غافل از وی هر دو گردیده خودوست

ہر چہ بینی پرتوِ شوقِ تو است — از تو پیدا گشت و ہم پائے تو بست
دیدہ در روی تو عکس نم خویش — پس ز فہمِ تو شدہ جانِ تو ریش
در تو ہست این حسن لے اندر حسین — تو ز کم فہمی خود گشتی حزین
گر کنی تو غور این اسرار را — اندکی با تو بگویم ماجرا

## در نظیر

از مرض چوں اشتہایت کم شود — بر طعامِ خوش ذلت کے بیرود
نفس تو نفرت کند زاں خوش طعام — بوی خوش کے خوش کند اندر زکام
عارضہ چوں رفت رغبت شد پدید — خستہ خرما بود پیشت ثرید
تشنگی مر آب را افزود ذوق — بہرِ عنّین شد جماعش مثل طوق
دوست چوں دشمن شد اندر چشم تو — از خلاف طبع و ہم از خشم تو
رغبتِ ہر شئے بود مقدار جوع — حظّ آں از جوع مے یابد وقوع
الغرض بدہد یقیں حسبِ طلب — فرق بین تو در علیؑ و بو لہب
بنگر از خود آنچہ پیدا میشود — حسب علم و فہم تو دل مے رود
آنچہ بینی صورتِ علمِ تو است — خوب و زشت و نیک و بد بالا و پست

خواب آمد یا که بیهوشی رسید / صورتِ عالم ز تو شد ناپدید
علمِ خود را قوّتِ صانع ببیں / میدهد تقلیب هر دم این چنیں
جمله عالم را خیالِ خویش داں / آنچه بینی از نهان و از عیاں
بهرِ ادراکِ تو مے آرم مثال / تا بفهمی معنی تخم و نهال

## در معنی حدیث شریف اذا مات فانتبهو

بشنو اکنوں اندک از سرِّ سخن / تا شوی آگاه و مردِ ممتحن
چوں بخوابِ خوش در آئی یک دمی / تو درونِ خویش بینی عالمی
شکل ها پیدا کند بر تو خیال / گفته اند اہلِ سلوک این را مثال
بینی اندر خواب تو شهر و دیار / مثلِ این عالم کنی صد کسب و کار
کس نباشد غیر تو آں خود توئی / لیکه خود را می ندانی از دوئی
خود درونِ خویش در سیر آمدی / گه بکعبه گه سوے دیر آمدی
این همه شکلِ خیالِ خویش داں / آنچه اندر خواب شد بر تو عیاں
وسعتِ معنی خود را کن نظر / در فراخی برتر است از بحر و بر
پس به بیداری تو نیز این خواب بیں / عارفاں دیدند عالم را چنیں

در تو صنعت ہا بسے بنہادہ اند
دیگرے را این چنیں کے دادہ اند

کرد پیدا بر صفاتِ خود ترا
ہم سمیع و ہم بصراے خوش لقا

## در معنی لولاک لما خلقت الافلاک

ذرّہ از علم جانِ پاک بیں
ای برادر معنئ لولاک بیں

نعت احمدؐ من چہ گویم اے پسر
ذرّہ ہائے علم اورا بیں اثر

تا چہ باشد ذات آں جانِ جہاں
سرّ لولاک و مرادِ کن فکاں

گر دمی یابی زسرّش آگہی
پا نہی شاہانہ بر تختِ شہی

او چو جاں آمد جہاں ہمچوں بدن
بودہ است از جاں حیاتِ جملہ تن

صد جہاں باد افدائے روئے او
جانِ ما خاکِ سگانِ کوئے او

بر درت از عجز سر بنہادہ ایم
چوں سگانِ گرسنہ افتادہ ایم

بہرِ حق یا رحمۃؐ للعالمیں
سوئے مشتاقاں خدارا باز بیں

چوں کمینہ امتانت بودہ ام
از ہجوم سوز جاں فرسودہ ام

بہر بروں آ زو خانہ از حجاب
خوش نباشد زیرِ پردہ آفتاب

خویش را تا چند داری مستتر
یک جہاں بہرِ تو آمد منتظر

چشم کوراں را توئی نور بصر / سوی محروماں برحمت یک نظر

آنکه این فرمود خوش فرموده است / محرم از سوز دروم بوده است

مفلسانیم آمده در کوے تو / شیئاً لله از جمال روے تو

گر تو خواهی که بعشق وی رسی / پیش حق فریاد کن از مفلسی

عشق او میخواه و اورا کن طلب / تا بکے در هجر سوزی روز و شب

کن به پیش حق دعاهائے دراز / تا کند باب کرم بهر تو باز

ز احمد مسکیں به احمد صد سلام / بر وی و بر آل و اصحابش تمام

## بقیه شرح حسن که بالا در نظیر ذکر رفته

بشنو اکنوں ذکر باقی مانده را / هست شرح حسن نادر ماجرا

ذکر دیگر درمیاں آمد پدید / داں حدیث حسن پایانے ندید

حسن او در هر صفت دارد ظهور / صنعت صانع به بیں ظلمات و نور

هست هر جائیکه خاص اندر بشر / می دهد از دلبری او خبر

شکل ناسوتی است گو اندر زوال / حسن دایم در ترقّی و کمال

تو مقید دانی او مطلق است / زانکه او از سایهٔ نور حق است

هست دایم در صور ها جلوه گر | تو بچشمِ غور ذاتِ او نگر

حادث آمد شکل و حسن آمد قدیم | گشت بالتشبیه تنزیهش ندیم

گه کند جلوه درین و گه در آن | مرد دانشمند آگاه هست زان

گاه از ملکوت دل را می برد | گه ز راهِ ملک فرحت آورد

گه ز ذکرِ خود فزاید صد سرور | گه بوجدِ روح سازد بی شعور

گه ز راهِ صورت زیبا و خوب | گه ز راه علم و حکمت بر قلوب

گه ز راه جاه و گه از مال و زر | گه ز راهِ نان و گه شهد و شکر

گاه از بیصورتی گه از صور | دل برد عشاق را آن سیم بر

هر زمان یک جلوه دیگر کند | هر زمان از شکل دیگر سر زند

نیست کس مر غیر او جذاب قلب | دیده وا کن گر نشد عقلِ تو سلب

## در معنی آنکه محققان از تلوین عروج کرده به تمکین می آرامند

ای برادر گوش کن رمزی ز من | با تو از تحقیق گویم یک سخن

این سرورِ ذوقها گرچه خوش است | از تجدد نعل اندر آتش است

گردمی در کوئے تمکیں پا نہی — از تجدّد ہا و تلوین وا رہی

حسن صورت گر ترا بخشد سرور — از کشاکش ہائی تلوین باش دور

جہد کن کز علم خود بیروں روی — ہست در تنزیہ تمکیں اے غوی

چوں مقید علم در تشبیہ شد — جان تو محروم از تنزیہ شد

ایں دو لفظ آمد بگفتن اے عزیز — فہم کن معنی اگر داری تمیز

تو ز لفظ آخر سوئے معنی برو — در تلفظ چند داری جانِ گرو

اندرونِ معنیش رو باش گم — حَیثُ مَا کُنتُم فَوَلُّوا وُجُوھَکُم

زیں ہمہ تعریف حق آمد مراد — حسبنا اللہ للہدایت والرشاد

## در بیان مبدا و معاد

بشنو اکنوں تو ز مبدا و معاد — جوش زد تنزیہ شد نور و سواد

چونکہ آں بیرنگ اندر رنگ شد — قطرۂ باراں مثال سنگ شد

جوہر جاں را عرض چوں شد وجود — روز غیب آورد عالم در شہود

حسن نہ عشق آمد تجلی ذات را — فہم کن اسرار ایں آیات را

شد ز حسن و عشق ایں پردہ دری — آمدہ در قیدِ شیشہ آں پری

## در نظیر

همچنانکه اصل فعل آمد خیال　　فهم کن معنیٔ او را از مثال

خالقِ فعل است حق در جانِ ما　　پس بدین مستحکم است ایمانِ ما

از سوئ حق فعل پیدا میشود　　ز انتشارش دل بهر سو می رود

هم ز راهِ وسوسه یا از خیال　　میکند در امرِ حق دل انتشال

در جوارح میرود آنگه ز دل　　فعلِ حق را فعلِ ما مانندِ ظل

می ندانی اینقدر کیں از کجاست　　در دلم این قصد از بهرِ چه خاست

فکر گر آری پئے ادراک آں　　کز کجا مے آید این در قلب و جاں

غیرِ گم گشتن نه فهمی هیچ زیں　　جمله خلق از غیب آمد این چنیں

با مثالِ نطفه از پشتِ پدر　　اندرونِ بطن شد شکلِ بشر

آب بود آخر چرا گشت استخواں　　همچنیں ایجاد عالم را بدان

یا چو باراں شد بخارِ این زمیں　　بر علا از حکم ربّ العالمیں

باز آں باراں شده شکلِ حجر　　صنعتِ خلّاق عالم را نگر

عادت الله هست جاری این چنیں　　از پئے تکوین عالم اے امیں

جذب و رغبت حسن و عشق آمد سبب  |  از پئے اجرائے کار از سوئے رب

جذب و رغبت روح و ربّ فعل دان  |  از جنابِ ربِّ ارباب ای جوان

هست جاری از ازل این تا ابد  |  زان خدا که ما لهٔ کفواً احد

## در معنی حسن و عشق و شرح کُنتُ کنزاً مخفیاً

پس بهر جا جاذب و مجذوب هست  |  پس بهر جا راغب و مرغوب هست

انچه از تو دل برد حسن است آن  |  انچه رغبت هست عشق آنرا بخوان

این جهان زین دو صفت دارد ظهور  |  خواه باشد حزن یا باشد سرور

کُنتُ کنزاً مخفیا آمد گواه  |  چون نداری آگهی کارت تباه

شد زحبِّ حق ظهورِ این جهان  |  حبّ را گویند قولِ کن فکان

حبِّ پیدائی چو غالب شد بذات  |  گشت ظاهر اول اسما و صفات

شد تجلّی چون ازان جبروت را  |  داد خلعت صورتِ ملکوت را

گشت ظاهر بعد ازان ظلمات و نور  |  شد موالیدِ ثلاثه را ظهور

در تنزّل این چنین درجات بین  |  این همه را از صفاتِ ذات بین

پس برائے انتظام و هم ادب  |  انبیا و شرع کرده بعث رب

هر که را نبود ادب کی آدم است — نیست آدم بل ز خر بچه کم است

ظاهر حق صورت عالم ببین — باطن عالم بدان حق را الیقین

ره روان را شد صراطِ مستقیم — یک طرف گشتند از امید و بیم

بنگری این را بچشمِ معنوی — ای برادر گر رہِ معنی روی

مذہبِ عارف بتو کردم عیان — رہروی ہست این نہ تقریر و بیان

معرفت از بند ہستی رستن است — آرزوہا و ہوا اشکستن است

گم شوی از خود روی اندر سکون — جان رہد از بند و دامِ چند و چون

غیر پای عشق این رہ طی نشد — تا کہ رحمت ہا ز حق بروی نشد

عشق آید چون براقت بر کشد — تا مقام و منزلِ قرب ورشد

## نظیر در قرب حق

قرب حق بالنست ہر جا ہر زمان — لیک تو دوری چو تن از قربِ جان

یا چو قربِ خواب کان با دیدہ است — اندرون دیدہ جا بگزیدہ است

از عدم ادراکِ دارم اضطراب — از تو پرسم ای جہان بین حالِ خواب

گرد ہای خود درون چشم تو — خواب را ای دیدہ دیدستی بگو

گرچه او در دیده جائے خود گزید — لیکه کس مر خواب را هرگز ندید

خواب آید علم دیدن گم شود — علم آید خواب از دیده رود

هر دو ضدِّ اند با هم اے پسر — چوں یکے آمد بروں شد آن دگر

همچنیں هستیٔ تو ضدِّ خدا — از خودی بگذر و می سوئی خود آ

## در معذوری و مجبوری بنده

باز می آیم بشرح ایں جنوں — زانکه دل دارم از و مانند خوں

چونکه دارد جان من با سوز ساز — می کنم من شرح دردِ خویش باز

کو مجالِ عقل و وهم تدبیر را — تا که تقلیب آورد تقدیر را

نے دمی آرام و نے پائے گریز — خلق ما و دشنه هائے تیز تیز

میخورد چوں شیر هر دم مغز جاں — بهر خوں ریزیٔ ما بسته میاں

می طپم چوں بسملاں بر سنگلاخ — شد نه تیغ جور او دل شاخ شاخ

از خلافِ خویش ترسانند مرا — بار اندر پرده شور اند مرا

میدوم از زخم چوگاں هر طرف — گوئی دش گه در هبوط و گه شرف

خواهیٔ ما دوست دار و نازنیں — شور افگنده بدلها او [illegible]

چوں نباشد یک جہاں زو خوار و زار — در غمِ ما شد رضائے آں نگار

زیں سبب دارد مرا در شور و شر — از جنونم من میانِ مدّ و جزر

ایں مصیبت ہائی من جود و بست — شاید اندر خواہیم سود و بست

بر سرم چندیں بلا بگماشتہ — تا کدامی مصلحت انگاشتہ

گر نبودی شور عشاقاں عیاں — حسن اندر پردہ خود ماندی نہاں

بہرِ اظہارِ جمالِ خویشتن — عاشقاں را دادہ صد رنج و محن

عاشق است او و نما بر حسن خویش — ہم ز عشقِ خویش دارد سینہ ریش

آں یکے را در مجاز انداختہ — واں دگر سوئے حقیقت تاختہ

آں یکے در بیخودی شد ناپدید — واں دگر از عشق نالاں شد شدید

آں یکے در عشقِ ربِّ ذوالمنن — واں دگر در بت پرستی چوں شمن

آں یکے رفتہ سوئے راہِ صفا — واں دگر اندر ہوا شد مبتلا

آں یکے را راہ دادہ سوئے جاں — واں دگر از تن پرستی در زیاں

ہر زماں دل را دہد رنگِ دگر — ہر زماں شکلِ دگر آید نظر

ایں ہمہ تلوینِ وصفِ عالم است — صاحبِ تمکیں دریں عالم کم است

## در مذمتِ عقل کردن کہ از غلبۂ ہوا در فساد می افتد

چوں حقیقت کرد رو اندر مجاز ‌‌ ‌ لازم آمد شرحِ سرّ عشق باز

پس مجاز آمد حقیقت را چو دلق ‌ ‌ ہمچو حق کہ شد نہاں پیداست خلق

نے مجاز آں کہ بشکلی جاں دہی ‌ ‌ بلکہ آں کز ہستیٔ خود وا رہی

ہستیٔ تو کفر و غازی عشق داں ‌ ‌ جانِ مشرک را رہاند زیں جہاں

تاکہ تو زیں کفرِ خود فانی شوی ‌ ‌ مرد حق گردی و ربّانی شوی

پا نہی بر سلّم و بالائے روی ‌ ‌ تا ز اسفل جانبِ اعلی روی

نے کہ از اعلی در آئی در مغاک ‌ ‌ گر نہ فہمی بر سرِ جانِ تو خاک

عشق علوی ہست و تن سفلی بداں ‌ ‌ حسن چوں جاں اندرونِ وی نہاں

جاں شناساں عاشقِ جانانہ اند ‌ ‌ تن شناس ایں شمع را پروانہ اند

اہلِ جاں مسرور از عشقِ خدا ‌ ‌ اہلِ تن دایم ز شہوت در بلا

علم تو چوں شد مقیّد با صور ‌ ‌ آمدہ جانِ تو در راہِ خطر

بعد ازاں افتی بشہوت بالیقیں ‌ ‌ با چنیں عشقی است شیطاں ہم قریں

ای مشوش چونکہ شہوت ریختی ‌ ‌ از سرِ راہِ صفا بگریختی

آں زمانِ عشقِ تو افسردہ شود ‌ ‌ چونکہ شہوت از تنت بیروں رود

بالیقیں در دل مگر نادم شوی ‌ ‌ سرّ خود را یاب آخر اے غوی

از پئے اجرائے نسل آمد نکاح ورنہ اسراف منی کے شد مباح

حق پرستی رفت و گشتی بت پرست جان تو از آتشِ دوزخ ترست

عشق خود را آتشِ دوزخ مکن جان خود را مایۂ اَخ اَخ مکن

عطر بہرِ بوی کردن آمده نے برائے شرب و خوردن آمده

تلخ کام تو کند گر زاں خوری از فساد فہم اے جاں مدبری

ہر فساد آخر ز عقل کودن است شرِّ طبع تو ترا خود رہزن است

ہر بنی آدم بذلت از ہوا است کسرِ شہوت کارِ مردانِ خدا است

ایں ہوا باللہ تخمِ دوزخ است مرغ جاں زیں دانہ دائم در فخ است

از ہوا ار خود بزحمت ہر کسی است ورنہ راحت ہا و رحمت ہا بسی است

ذلّت و آفت ہوا و شہوت است جاں رہیدہ زیں بلا در راحت است

زیں سبب شد عشق صورت ناپسند پیش دانشمند و مردِ ہوشمند

کہ دریں پردہ بود شہوت مراد ہست اندر عشق صورت صد فساد

مبتلای صورت انگہ پاکباز در جہاں بس نادر آمد ایں مجاز

عاشقی و عصمت و مردی بجاں ایں چنیں مردیست تا در در جہاں

صحبت و ہم خلوت و دلبر بہ بر نفس پاک از میل نے کارِ بشر

آنکه او ظاهر کند خود را بری — عصمت بی بی است از بی چادری

جانِ عاقل دید در دوری نجات — خواجه را الحق مرشد شتاب

زین سخن ای خواجه رنجیده مباش — از سنانِ غصه جانرا کم خراش

زانکه این من خویشتن را گفته ام — چو پریشان و بسی آشفته ام

یارب از من شرِ شیطان دور دار — بی پناهت در هلاکیم و بوار

این هوا سر تا به پا آمد ضرر — می کند بر پا هزاران شور و شر

صد هزاران جان ز تن شد ناپدید — لیکه این شورِ هوا کس کم ندید

عمرِ آخر آمد و ما همچنان — الامان ای وارثِ ما بیکسان

عمر آخر میلِ طبعم طفل وار — وه ادب ای رب نه بهرِ این حمار

چون نه نالم چون نباشم زار زو — گشته ام چندین تباه و خوار زو

از هوا نفس جانم خسته شد — چون مگس در شهد پایم بسته شد

باز این خر پند کس می نشنود — در وحل نی خوف و بیمم میرود

## در معنی حدیث شریف لیس للمؤمنین حسرت الموت انما لهم حسرت الفوت

ای خر احمق بترس از وقت مرگ
جان پر حسرت بری بے ساز و برگ

صرف حق کن عمر و ہم انفاس را
متبع کم باش مر خنّاس را

صرف انفاس ار کنی جز در خدا
سخت حسرت ہا بری بر ما مضی

حسرت تو آں زماں کی سود مند
ہوش اول بایدت اے ہوشمند

تا نباشی وقت مردن دردناک
ہم شود جان تو از اسراف پاک

صرف شی را بے محل اسراف داں
تو ز قرآں معنیٔ آیت بخواں

شغل غیر اللہ را اسراف بیں
گفت اللہ لا یحبّ المسرفین

یک زماں یک لحظہ زو غافل مشو
ایں سخن باگوش دل از من شنو

دزد میداں ہر خیال غیر حق
ہوشیاری کن بگیر از من سبق

تا نہ ایں سرمایۂ عمرت برند
ہر زماں اندر کمیں دزداں ورند

ای دل کم فہم رو ہوشیار باش
حال دزداں کردہ ام من بر تو فاش

طفل جاں را گرگ فکرت میخورد
ہر زماں روح ترا برمے درد

بلکہ گرگ و دزد خود آں خود توئی
غافل از اسرار ہر سو میدوی

با تو گویم اندکی از سرّ نہاں
از ہوای غیر خود را وارہاں

تا نہ اندر رنگ او فانی شوی
غافل از ساطور قربانی شوی

چوں دلت مصروف شد در یک خیال — خویش میداں کیں منم در کلّ حال

انچه در دل جا بگیرد اے جواں — بالیقیں تو خویش را میداں ہماں

از خیالِ شر بود خود شر توئی — در ہوائی نیک نیک اختر توئی

جام دہ در دل تو غیر اللہ را — عاقبت محمود مردِ راہ را

ہر کہ جانت را ز حق غافل کند — گو بظاہر نیک بینی ہست بد

او برائے خود ترا دادہ وجود — جملہ عالم بہرِ تو پیدا نمود

چوں شوی غافل از وای وائے تو — جملہ عالم چاکر و لالائے تو

از ہوا بگریز در ذکرِ خدا — امن بدہ تا ترا حق زیں بلا

## مناجات بدرگاہ خداوند کریم در طلب نجات از ہوائے نفس لئیم

آہ زیں دردی کہ دارم من درون — جان و دل گردید زو زار و زبون

زیں بلاہا عاجز آمد جانِ من — در پناہِ خویش گیر اے ذو المنن

کوریٔ طبعم نرفت از امتحان — مبتلا شد در بلا صد بار جان

گرچہ جانم زیں ہواہا تنگ ماند — نفس کافر اسپ ہمت باز ماند

ما درونِ شهد پابسته مگس
درد ما را ای خدا فریاد رس

پس زنشهٔ نفس ما را دور دار
عفو کن بر ما تو اے آمرزگار

میزند بر جان بهردم نشتری
همچو مومن کو بدستِ کافری

یل رسیده کاردش بر استخوان
او چو دیوی من چو موری ناتوان

عاجزم من یا کریم الاکرمین
سوئے این بیکس برحمت نیز بین

رحمتی فرما و فریادم برس
بیکس و بس عاجزم دادم برس

زخم هائے کهنه را مرهم توی
پر غمم من دافعِ این غم توی

جرأت و هم تو تم شد آشکار
پس امید از فضل تست ای کردگار

تو سوادادی غلامت را که غیر
از حرم گرداند و آرد بدیر

کیست جز تو تا به پیش آوریم
داد خود خواهیم و مهمانش شویم

از سرِ لطف و کرم اے ربِّ دین
باز خر ما را ز دستِ این لعین

دستگیرم شو برحمت اے کریم
ما ز دستِ نفس زاریم و سقیم

یوسفم در چاه طبعم من اسیر
تو برآر از نورِ رحمت اے امیر

خلق ما انعام تو اے کبریاست
غیر کوشش ها و استعداد ماست

جراتِ طمعی که دارم من بتو
از کرم هایت که هست آن تو بتو

بمعنی ته بته

پس رسیدن بر مرادِ خویشتن — غیر استحقاق ہست اے ذوالمنن

ایں ز لطف تست استحقاق نیست — غیر انعام تو اے خلّاق نیست

کردہ انعام بر ما جان و تن — قرب خود انعام دیگر کن بمن

دور دارم زاں کہ دور از تو کند — در فراق انداند و جاں را خورد

دہ اماں زیں نفس پر از مکر و کید — ما بدامِ او فتادہ ہمچو صید

تو بفضل خویش جانم کن رہا — وز کرم ما را اماں دہ زیں بلا

زیں کشاکش ہاست جانم سخت تنگ — زیں بلا ہا عقل عاجز گشت و دنگ

تو برحمت دہ رہائی را نوید — از کریماں عاجزاں را صد امید

دارم امید از وفادارانِ غیب — کہ برآرندم ازیں خسران و عیب

احمدا در سایۂ پاکاں گریز — از ہوا ہا آبروئے خود مریز

رو بسجدہ از خدا میجو اماں — نفس کافر بس قوی تو ناتواں

## در عذر آنکہ دردمندی را کہ از درد خود بیقرار است
## بارّد و قبول خلق چہ کار

مبتلا ام روز و شب در درد و غم — اے کہ ہم زیں درد یارب کی رہم

من نه گفتم شعر گفتم درد خویش
دارم از تنهائی من سینه ریش

شاعرم نی تا بگویم قصه ها
مخمورم خوانند زین غصه ها

نیست شعر این ماتم و نوحه گریست
چون نداری درد بیتت سرسریست

من حدیثِ درد با جان می کنم
من بیانِ سوز پنهان می کنم

من سخن گویم بجانانِ مستمند
نی مرادم هست از شعر و پند

مبتلای درد جان داریم ما
روز و شب از سوز خود زاریم ما

لیکه جانِ من درین سودا خوش است
گوهرِ افسرده گان چون آتش است

## در مدح درد و سوز عشق

ای خوش آن سر کاندرو سودای اوست
وی خوش آن دل کو شده شیدای اوست

ای خوش آن جانی که شد مجنونِ او
وی خوش آن عقلی که شد مفتونِ او

ای خوش آن چشمی که گریانِ ویست
وی خوش آن سینه که بریانِ ویست

عشقِ تو سرمایهٔ ایمانِ من
عشقِ تو حلاوتست بر جانِ من

عشق سازد از خیال و فکر پاک
عشق دارد بهر قلبِ سینه چاک

## در مذمت فکر و خیال که روح را مجروح [illegible]

فکر بردم حزن افزاید بدل | عشق هم فرحت آرد اید بدل
فکرت و اندیشه دل خون می کند | عشق جانرا راحت افزون می کند
چونکه فکرت روح را مجروح کرد | عشق باب فرح را مفتوح کرد
این خیال و فکرت آمد زنگ دل | عشق نشاط آمد بهر تنگ دل

## در معنی حدیث شریف الا لا ایمان لمن لا محبت له

هر دلی کز عشق در وی نیست رنگ | پیش حق این است عین خشت و سنگ
گفت پیغمبر که لا ایمان له | در لمن لا از محبت ولوله
هر که عشقش نیست او کی آدم است | هست حیوان بلکه از حیوان کم است
اندر اندیشه غیر عشقی ای لطف | آنچه خویش آن احمق تلف
مرده دل پیر کی بد اندر عشق | [illegible] اندر عشق
مرده دل هست از این سبب مرده چه | [illegible] مرده شو
عشق خود حی است [illegible] | [illegible] می کند
هر یکی بر حسب حال خویشتن | [illegible] در خیال خویشتن
کل حزب بما لدیهم فرح | آن یکی زان شاد و دیگر در طرح

تمام کرده از آنچه نزد ایشان است شادانند

باد بر هر کس مبارک حال او / آنچه از خیر است و شر احوال او

نیست ما را با چنین افسانه کار / خسته جان هاستیم ما از درد یار

## در عذر ناصحان و عاذلان ملامت گر و نکته چینان و عیب بینان از سر عشق بیخبر

می کنم من شرح درد خویش را / سود نبود آنکه آزاری دل ریش را

درد عشق دوست ما را راحت است / پیش تو گر عشق صد گون آفت است

تو سلامت باش و ما را درگذار / چون کنم وا درد چشم [illegible]

روز مجنونان ادب دادی مجو / صبر کن ای خواجه و زما دست شو

از سخن چینی بکن ما را معاف / زیرکی نبود [illegible] با ما مصاف

رحم کن بر ما و بنگر حال من / از ملامت بر سرم سنگی مزن

مبتلا هستم بدرد خویشتن / بیخبر دارم من از تیغ و رسن

عقل نبود از جنون جستن ادب / ای ادیب دانا حذر کن از [illegible]

جامه چاکانند اینان از جنون / جامه تا بود [illegible] سلامت [illegible]

رو بکن از کوئے بدنامی حذر
از سرِ ننگ و ناموساں گذر

دور از حال تو تا کے دار و گیر
در مذلت کن رہا چندیں زحیر

پس سلامت کن گذر از کوئے ما
تا نلغزد پائے تو در جوئے ما

زود تر از کوئے رسوائی گریز
در خرابات آبروئے خود مریز

ہوشدار ایں سو نگر آں سو نگر
تو ز کوی ما چو صرصر کن گذر

ما و ایں دیوانگی اکنوں چند
خویش را اندیشہ کن اے ہوشمند

با ملامت خوار عشقیم و بلا
نے سلامت جوی ناموس و حیا

چوں تو از روزِ بدِ من در غمی
من در افزونی تو دانی اش کمی

گر ترا روزِ بدم آید نظر
رو جمالش را بچشمِ من نگر

تا ز روزِ تیرہ ام آگہ شوی
گر دمی در کوئے مجنوناں روی

کشف گردد بر تو ایں روزِ سیہ
کز جمالش شرم دارد مہر و مہ

تا چہ لذّت ہاست در زاریِ من
تا چہ راحت ہاست در خواریِ من

لم یذق لم یدر ہیں قولِ کرام
ای جمادی سوئے سوزِ ما خرام

تا چو کوہِ طور رقص آری بدست
تا چو حنّانہ شوی از عشق مست

تا چو مجنوں زیں جنوں جاں نا کنی
تا چو فرہاد از غمش تیشہ زنی

زانکه ما از عشق مجنون گشته ایم
از حصارِ عقل بیرون گشته ایم

کاله های حسن را ما واله ایم
گرد مه رویان مثالِ هاله ایم

این جنون امروز اندر جوش هست
شد ز عشقِ دوست بس شیدا و مست

همچو دریا موج زن آمد جنون
اشک از دیده روان چون سیل خون

این دلِ مجنون و یادِ روی یار
خوش گذر ماراست روز و لیل و نهار

عقل و صبرم را ربود آخر نگار
بیقراری داد و برد از من قرار

یک زمان فرصت ندارم چون کنم
از خیالِ دوست و زیادِ بینم

با خیالِ دوست میگویم سخن
کرد خالی یاد او ما را ز من

## اظهار درد و حسرتِ عاشق بحضرتِ معشوق

گر روی در کوی جانان ای صبا
عرض کن حالِ مرا کای جانفزا

سوخت جانم شعله های حسن تو
کی بود تا بینم آن روی نکو

کین تجلّی سوخت جانم همچو طور
ای عجب ناری نهان بوده بنور

بی تو هر دم میخورم خونِ جگر
باز آ بهرِ خدا حالم نگر

که چو بسمل می طپد جان در بدن
از فراقت سوختم ای جانِ من

باز دیگر آ و در جانم نشین — آرزوی هست جانم این چنین

اندرون دیدهٔ من جا بکن — خانهٔ خود جان و هم دل را بکن

نار هجرت سوخت جانم ای خلیل — آتشم گلزار کن همچون خلیل

گریه ها دارم شفقت چون شعیب — از غمت برنایم آمد به شیب

باز شو بر طور جانم جلوه گر — چون کلیم الله هوش من ببر

ای مراد جان مهجوران بیا — وی حیات روح رنجوران بیا

ای سرور قلب محزونان بیا — وی علاج درد مجنونان بیا

ای عصمت غماز راز من بیا — وی ز تو سوز و گداز من بیا

ای عدوی عقل و هوش من بیا — وی لبانت می فروش من بیا

ای مه نور نگاه من بیا — وی بت پرفتنه و پرفن بیا

ای مسیح جان بیماران بیا — سوی خاک مرده چون باران بیا

ای مشعر مشعر جان بیا — یکدمی از غیر خود پنهان بیا

ای تجلی سوی طور من بیا — وی شعاع وادی ایمن بیا

ای پری از چشم چون من بیا — وی مقدس از فسون من بیا

ای منزه از میانه دور بیا — وی غنی از دور و از مرکز بیا

ای گل خندان بر بلبل بیا
ای روان روح افزایم بیا
ای سمن بو زلف چون عنبر بیا
ای جمال ماه کنعانی بیا
منکه بیمارم مسیحایم توئی
عمر من آن جنبش لبهای تو
دیده مشتاق لقای پاک تو
دل بصد جان آرزومند تواست
هجر تو کرد کار من تمام
[illegible] هجر خون آشام را
کن اشارت نرگس شهلای را
کی بود کز دست هجران وارهم
جان بیفشانم بخاک پای تو
از وصال خویش جانم شاد کن
تا کنم [illegible] جان را به پای تو نثار

سوی جز [illegible]
از پی تو جیب [illegible] بیا
وی رخ گلگون [illegible] بیا
وی علاج درد پنهانی بیا
ماهی بی آبم [illegible] توئی
مرگ نادید [illegible]
جان چه [illegible] تو
عقل [illegible]
ای مسیحایم [illegible]
جلوه [illegible] را
تا کند این [illegible]
روی تو [illegible]
تارهای پای [illegible]
وانگهم از [illegible]
پس مرا [illegible]

## شکایت عاشق بحضرت معشوق که شیوهٔ عشق است

تو روا داری که باشم این چنین
بیقرار زار و غمگین و حزین

اندرین غم عمر من آخر رسید
لیکه غم را نیست پایانے دلیل

کن نظر بر من ز رحمت جانِ من
بیقرارم بهرِ آن روی حسن

جانِ من انصاف کن تا چند صبر
بے تو اندر روز خم مانند گبر

پس مکن دیدار خود از من دریغ
بے تو چشم اشک می بارد چو میغ

الله الله روی نیک انگاه بجل
خوش نباشد با رخِ چوں ماه بجل

الله الله با چنیں حسن و جمال
قهر و خونِ عاشقاں چوں شد حلال

الله الله با چنیں روئے نکو
چه عجب سنگیں دلی و تند خو

الله الله دلبری انگاه ناز
ترک کن این شیوه یا ای ماه ناز

چوں فرشته چوں پری روئے تو نیک
کاشکے بودی مگر خوئے تو نیک

بجل وردی نیک کے باشد بجا
رو بپا موز از قرطمه نه سخا

روی نیکو را بباید خوی نیک
ترش روی زشت دان ای روی نیک

شیوهٔ عاشق کشی آموختی
جانِ عالم ای ستمگر سوختی

دوست کشتن از کجا آمد روا
دشمناں را کشته اند از ناخوشی
کشتنِ بیچارگاں ای پر غرور
جورِ مسکیں کے کند کافر پسند
نیست رحمی مر ترا اے سنگدل
شفقتی باید ترا بر حالِ شاں
بیدلاں را بر مرادِ خود رساں
عمرہا شد کز غمت زارم ہنوز
نے رخت ای ماہِ جاں افروزِ من
سوختم ای جاں ز بے مہریِ تو
کم نگہ شد ہیچ از تو اے پری
کہ ز عمری کشتۂ نازِ تو ام
جاں بلب آمد ز استغنائیت
آتشی از عشق خود افروختی
خود زدی در من ز عشقِ خود شرر

جانِ من شرمی نداری از خدا
ای عجب تو دوستاں را میکشی
از حمیّت وز جوانمردیست دور
دور دار و جانِ خود را زیں گزند
بر سرِ بیچارگانِ تنگ دل
چوں نمی پرسی تو از احوالِ شاں
خود مریضِ دائمند ایں بیکساں
دردِ شفقت داشتم دارم ہنوز
از شبِ تار است بدتر روزِ من
چند سوزی جانِ من ای تند خو
از تفقّد گر بسویم بنگری
شیفتہ اے شوخ و طنّازِ تو ام
کشت ما را آہ بے پروائیت
جانِ ما را اے ستمگر سوختی
دیدہ و دانستہ گشتی بے خبر

جان من جور است کار کافران ‌ سوی کوی ظلم اسپ خود مران

زانکه از قتل من بسمل چه سود ‌ ناله ام جز سایهٔ عشقت نبود

چونکه تو همواره دل برده ‌ راه حزن و درد کے پیموده

همچو من از عشق گر گردی خراب ‌ آن زمان آگه شوی زین پیچ و تاب

از غم من آگهی گر داشتی ‌ طرز جور و ظلم را بگذاشتی

دلبران از درد چون آگه نیند ‌ فارغ از غمهائے ما خوش می زیند

میروند از سوئے مایس نے خبر ‌ ناله ام وانسته اند از درد سر

چونکه اینان طالب جان بوده اند ‌ غافل از افغان من زان بوده اند

از غم و از درد عشق آزاد و خوش ‌ ما همیں میریم و ایشان شاد و خوش

رحم کے آرند گر گریم هزار ‌ مفت اندر دام شان آمد شکار

گوش کے آرند بر افغان من ‌ گر بلب از ناله آید جان من

پنبه اندر گوش خود زان می نهند ‌ تا نه افغان مرا دادی دهند

سخت نے مهر ند و بس سنگیں دل اند ‌ تا نه جان گیرند جان کی می هلند

نیست مر این قوم را خوف خدا ‌ نے بجان رحمی نه در دیده حیا

کار من افتاد با سنگیں دلان ‌ پس چه تدبیر من است ای عاقلان

خون ما خوردند اینان بی‌دریغ | چون نگه‌یم زار زار از غم چو میغ

صد بلا صد فتنه را انگیختند | قتل ما کردند و خونم ریختند

آه بیرحمی این خوش منظران | چون فرشته شکل و دل چون کافران

طبع شان چون خار و صورت همچو گل | زین خلش عاشق بود در شور و غل

سخت تر از سنگ دلهایش بهین | گو نمایندت بشکل نازنین

در دل این قوم هرگز رحم نی | دست خود را کشته همچون دشمنی

مبتلا را امن نی از جور شان | غیر جان دادن نجا تها را امان

مبتلای این بتان سنگدل | همچو زندانی است دایم تنگدل

می نترسند از خدا این قوم هیچ | چون نباشد جان ما در پیچ پیچ

شعله های قهر ظلم افروختند | نی خطا لیے جرم ما را سوختند

زین الم زین درد من مجنون شدم | از هجوم غم زخود بیدل شدم

مست نا شدم عقل نی مانده نه دل | هان نگهبانی چنینی هست ظل

پس بدین نوبت رسیدم چون کنم | دیده را تا چند من جیحون کنم

## مناجات

شو پناہم اے سرور ہر زحیر / از سر لطف و کرم دستم بگیر

نیست کس جز تو پناہِ جانِ من / امن دہ مارا خدارا ازیں فتن

زانکہ بود ہستی ہمیشہ حایم / پختہ کن ہر آنچہ ہست از خامیم

بے پناہ ہست من نمی بینم اماں / ایں غلامِ تست بنگر نیمجاں

چوں ندارم تاب ایں رنج و الم / حل بکن از ہمّتِ خود مشکلم

کز تجدّد ہائے امثالم خراب / از چنیں و از چناں در پیچ و تاب

گشت عمرم در پریشانی بسر / خوار و خستہ چند گردم در بدر

موج ایں بحر است چوں نے منتہا / از تجدد ہا و تلوین کن رہا

کن عطا مارا ازیں ہستی نجات / آیم از ہوش و خرد سوئی سبات

سخت مشکل آمد از ہستی عروج / وہ ازیں دار المحرب یارب خروج

جلوہ کن تا شوم بیخویش من / زخمہا تا کے خورم زیں نیش من

آنچناں کن تا کہ در تو گم شوم / بیخودم کن آنقدر کز خود روم

تارہائی یابم از ہستی خویش / ہوشیاری ہست جانا ہیچ خویش

از خودیٔ خویش کُلّی بگذرم / ایں قبائی ہستیٔ خود بر درم

در مقامِ بیخودی جا دِہ مرا / تار ہاں جاں از غم چون و چرا

تاکه آسایم دمی نے چند و چون  تا بگیرد جانم آرام و سکون

باکه گویم چونکه جانِ من توئی  چون نیم نے تو روانِ من توئی

زندگی نے تو وبالِ جانِ من  بلکه جانِ من توئی اے سیم تن

ایکه دایم قبلهٔ من روئے تو  کعبهٔ جانست جان در کوئے تو

یکدمی آرام جانِ من تو باش  قوّتِ روح و روانِ من تو باش

عرض دارم تا نفرمائے کرم  کے رہد جان زین بلائی درد و غم

دل چو بردستی بکن دلداریم  از نگے رحمی بکن بر زاریم

بُردنِ دل پیش تو آسان شده  بردهٔ دل چون پری پنهان شده

دلبری پیش تو سهل آمد بسی  رحم و غمخوارست گو میرد کسے

راست گفت آن عاشقِ شوریده حال  دلبری سهل است و دلداری محال

جانِ ما مهمان آن دیار هست  کش ز تیمارِ غریبان عار هست

جانِ من وقت است تا رحم آوری  بنده پرور شور ها کن خودسری

وقت آن آمد که غمخواری کنی  دل بدست آری و دلداری کنی

جانِ من وقتِ مسیحائی رسید  نوبتِ آخر به شیدائی رسید

زانکه جانِ خسته مهمانِ لب است  لقمهٔ جوی مرگ بر خوانِ لب است

امید و بدنت برلب مقیم — مرگ ده یا باحیاتش کن ندیم

خواهش خوان و یا بران — نیست جز تو حکم کس بر ملک جان

آب بروی زیر یا آتش بزن — کیست آن تا پیش تو گوید سخن

خواه ویران خواه آبادانش دار — بهر من وار ارپسندی به زدار

بادشاهی حکم و فرمان مر ترا — نیست کس را زهره چون و چرا

لیکه رحمت باید ای جانِ جهان — بر سرِ بیچارگانِ نیم جان

زانکه از عمری اسیرانِ تو ایم — تو عصای ما ضریرانِ تو ایم

زلف تو دام است و ما دروی اسیر — اوفتاده در بلا چندین زحیر

ای مسیحا جان بلب بیمار تست — باز آ و زنده کن کین کار تست

باز آ یکدم مسیحائی بکن — بس علاجِ درد و شیدائی بکن

باز آ و بر لبِ من لب بنه — وان حیاتِ رفته ام را بازده

باز آ ای جان حیاتِ من تو باش — از سنانِ هجر جانم کم خراش

باز آ در دیده جای خود بکن — باز آ دل را سرای خود بکن

باز آ یکدم میانِ جان نشین — باز آ و باش با دل همقرین

باز آ ای راحتِ جان و دلم — باز آ و حل بکن این مشکلم

باز آ هوش و خرد از من ببر
باز آ ما را ز ما آ زاد کن
باز آ ای مونس جانِ حزین
باز آ ای توسر وِ جان و دل
باز آ ای صحّتِ بیمار یم
باز آ رویت دوا ئے ہر مرض
باز آ و باب رحمت باز کن
باز آ ای نورِ چشم ہر ضریر
باز آ ای خوبی و حسن و جمال
باز آ ای جان وای جانانِ من
باز آ ای حسن خوبانِ جہال
باز آ از روی خود راحت رسال
باز آ ای دیدنت آبِ حیات
باز آ دین مہر ورزاں را نگر
باز آ بنگر جہاں مشتاقِ تست

عقل را از عشق کن زیر و زبر
بار از دیدار خویشم شاد کن
باز آ مگذار مارا این چنیں
باز آ ای قوّتِ این مضمحل
باز آ مگذار اندر زاریم
ہم توئی عقدہ کشائے ہر غرض
خویش را با جانِ من دمساز کن
باز آ ای توسر ورِ ہر زحیر
باز آ ای رونق بدر و ہلال
باز آ ای شاہ وائ سلطانِ من
باز آ ای سرّ و اسرارِ نہاں
باز آ ای چارہ سازِ بیکساں
باز آ از تست آرام و ثبات
نے رخِ خوبت ہمہ زیر و زبر
نے تو ابتر حالتِ عشّاق تست

باز آ یکبار ای جان باز آ
باز سوی عاشق جان باز آ

باز آ بنگر بحال زار من
رحم کن بر دیده خونبار من

باز آ بر آتش من آب زن
باز ای مرهم ز زخم کهن

باز آ و باز دلداری بکن
باز آ با خستگان یاری بکن

باز آ ای تو توان ناتوان
باز آ ای قوّت این نیم جان

باز آ ای تو مراد جان من
ده ز روی خویش داد جان من

باز آ ای درد و ای درمان من
باز آ ای کفر و ای ایمان من

چند گویمت که شد از حد فزون
عاقلان دانند پایان جنون

ناله های درد من بگرفت طول
لاجرم انسان ظلوم است و جهول

ختم کن این باز آ را دیر شد
شمع افسرده گشت و سیر شد

لیکه جانم ز انتظارش سیر نی
صبر بهر این دل او بیمر نی

گو هزاران سال باشم در طلب
من نگردم سیر و مانم خشک لب

گر تو گشتی سیر خانه خود برو
چون کنم من زانکه جان دارم گرو

هست جانم همچو مستسقی خراب
تشنه کی نو و کهن بیند ز آب

با جنون خویش می گویم سخن
پیش من نو است پیش تو کهن

بازگردای دل ازین افسردگان — سرو جان و سرو دل چون مردگان

بازگرد و بازسوی یار رو — بازسوی ذکر آن دلدار رو

میخورم صد زخم در سویش هر دم — می برانندم بکویش هر دم

باز می آیم بسویت ای پری — زانکه چونتو نیست کس در دلبری

میکشی ما را و می آییم باز — تو برای ناز و ما بهر نیاز

هر زمان باد اتر احسنت فزون — ما و این دیوانگی ها و جنون

جان من ما در جنون خود خوشیم — پیش مردم گو میان آتشیم

لیکه باید این قدر از دلبری — گاه گاهی سوی ما هم بنگری

کز بلای زلف مجنون تو ایم — کشتهٔ از زخم شب خون تو ایم

پس چه کم گردد ز حسنت جان من — یک دم آخر گر نمائی رخ بمن

## دربیان غلبهٔ حال عاشق

اضطراب عاشقان روی تو — شور و غل دارد میان کوی تو

من نه تنها ام درین غم مبتلا — یک جهان از عشق تو اندر بلا

شورش اندر عالمی افگنده — بیخ صبر از جان ما بر کنده

روز و شب این چرخ سرگردانِ تو ‌ ‌ ‌ مهر و مه گوی خمِ چوگانِ تو

ابر از عشقِ تو گریان زار زار ‌ ‌ ‌ رعد در شوقِ تو نالان بیقرار

باد جویان مر ترا شد کو بکو ‌ ‌ ‌ همچو مجنونست پویان سو بسو

گل گریبان چاک از غمهای تو ‌ ‌ ‌ شد پریشان سنبل از سودای تو

نرگس اندر باغ شد حیرانِ تو ‌ ‌ ‌ سبزه در صحراست سرگردانِ تو

ایستاده سرو اندر انتظار ‌ ‌ ‌ لاله را صد داغ دل در کوهسار

بسکه سوسن جامه نیلی از غم است ‌ ‌ ‌ وز فراقت روز و شب در ماتم است

بوی از زلفِ تو دزدیده نسیم ‌ ‌ ‌ بهرِ تسکینِ دل و حالِ سقیم

بلبلان را ناله از عشقِ تو خاست ‌ ‌ ‌ قمریان را شور کو کو مر تراست

گشت پروانه ز شفقت جان فگن ‌ ‌ ‌ شمع گریان زار زار اندر لگن

دیدها مشتاق بهرِ نازِ تو ‌ ‌ ‌ گوشها محتاج بر آوازِ تو

روز و شب جانها طلبگارِ تو اند ‌ ‌ ‌ هر زمان دلها خریدارِ تو اند

از تحیّر روح را گم گشته هوش ‌ ‌ ‌ نفسها از شوق در جوش و خروش

عقل سرگردان ز تدبیرِ وصال ‌ ‌ ‌ شد ز بی صبری پراگنده خیال

فهم را از عاجزی ببریده پا ‌ ‌ ‌ وهم در تدبیر پویان جابجا

وسوسه چون طفل این کون و مکان | زیرکی بیهوده چون پیر زن
جمله عالم در هوای تست گم | ای بسا مرده گانرا گمره تو
من نه تنها شیدای حسن تو | یک جهان آشنای حسن تو
من که باشم یک جهان زین بیخودیم | از تجلی تو در شور و شر
من نه تنها ام درین شور و فغان | هست غوغا از زمین تا آسمان
ملک ملکوت است سرگردان تو | لامکان نیز آمده حیران تو

## شرح مقام حیرت و مرتبهٔ وراء الورا

تو که مطلوبی ورای قاصدان | دعوی وصل تو عین جهد دان
تو که موجودی و حق با صد مبین | ما همه معدوم اصلی بالیقین
باطن هر غیب ذات تست بین | ظاهر هر عین هستی زین چنین
از خصائص آن صفات ذات تو | تو بنور اظهار موجودات تو
از صفات و هم ز اسما در ظهور | شد هویدا صورت ظلمات و نور
سوی تو هرگز کسی را راه نیست | هیچ کس از کنه تو آگاه نیست
دم نزد از آگهی هرگز کسی | گشته در تیه تحیر گم [illegible]

او نه مطلق نے مقیّد بوده است
هر کسے بر وهم ره پیموده است

پس چگونه راه یابی تو دریں
هر چه بینی آں خیالِ خویش بیں

واصلِ خویشی نه واصل با حقی
در خیالِ خود مقیّد مطلقی

هم طلب هم وصل را میداں خیال
گم شدن راه است و باقی قیل و قال

چوں طلب سازم که پاکی از وصول
ایں خیال و طمع من آمد فضول

غیر گم گشتن رهِ وصل تو نیست
ای دلم در کوئے هوشیاری بایست

از طلب گم گشتن و از جستجو
کس ندیده غیر زیں راه نکو

## در آداب عبودیت

ایں همه دائم نه لیکن صبر نی
نے تو دارم هر زماں جانکندنی

در دلم چوں آفریدستی طلب
از کرم مگذار ما را خشک لب

پس عطائے تست ایں سودائے من
جذبِ تو شوقِ من و هیهائے من

چوں طلب دادی بمطلب هم رساں
زانکه هستی چاره ساز بیکساں

کے بجهد ما شود وصلت وصول
بلکه آں کس را که تو کردی قبول

پس ترا کس بے تو نتواں یافتن
نیست جز هرزه خیالی بافتن

| | |
|---|---|
| این دلِ سرگشته را فریادرس | چون توئی بیچارگان را دادرس |
| نیست یک لحظه شکیبائی مرا | سوز دل کرده است سودائے مرا |

## در عجز طلب خود

| | |
|---|---|
| این چنین نادر ندیده هیچ کس | بهرِ عنقا جستجو دارد مگس |
| در تمنائے سلیماں مور لنگ | پشه در شوقِ هما حیران و دنگ |
| ذرّه مشتاق است مر خورشید را | حس خریداری کند ناهید را |
| قطره اندر شوق بحرِ قلزم است | از فراقِ بحرِ شوریده غم است |
| صبر نکند این دلِ مجنونِ من | هر زمان از دیده ریزد خونِ من |
| از پئے تو بیقرارم هر زمان | برده شوقِ تو ز من تاب و توان |
| هم تو فرما بهرِ من تدبیرِ من | با که گویم چوں توئی تقدیرِ من |
| درد دادی هم دوائے من توئی | دیده کورم ضیائے من توئی |
| اِنّنی اُشْغِفْتُ مِن حُبِّ لَدَیک | اللّٰه اللّٰه مولعٌ قلبی الیک |
| من بدردِ تو بسی ام مبتلا | هست روئی نیک تو مارا دوا |
| آه و آهی می کنم من روز و شب | روز و شب را میگذارم در تعب |

می نپرسی از کرم احوالِ من | وای بر جانِ من و بر حالِ من

زان تغافل که بجانِ ما تراست | جان بیچاره اسیرِ صد بلاست

تو رهینِ نازو ما رهینِ قضا | نیست چاره جانِ ما را جز رضا

جانمن این نے نیازی تا بکے | ما خمار آلودهٔ و تو مست مے

روئے خوبت دیدم افتادم بغم | ای عجب شد بهرِ من تریاق سم

گر نظرہائے بحالم مکرمت | بالیقین میدان که میرم در غمت

هستم از عمری اسیرِ دام تو | میرم و جان زادہم بر نام تو

چونکه از عمرے منم بیمارِ تو | حسرتے دارم پئے دیدارِ تو

گر نه از رحمت به بینی سوئے من | کم نه گردد هیچ ہائی و ہوئے من

یک نظر سوئے مریضِ خویش کن | بہرِ حق رحمی بر این درویش کن

بازآ و باز بامن یار باش | راحتِ جانِ من بیمار باش

بار آمنت بجانِ من منه | داد حسرتہائ این خسته بده

خویش را بامن دمی دمساز کن | خوئ رحمت گیر و ترکِ ناز کن

از سرِ لطف و کرم اے نازنین | یکدمی سوئے غریباں بازبین

کشتهٔ خنجرِ نازند این | وز جفا بامرگ دمسازند این

سوئے کوئے بسملان سیری بکن
وز زکوٰۃ حسن خود خیری بکن

حالِ ما بنگر و پرس از ما کہ چونست
نے تو جانِ خستہ پامالِ جنونست

بیزنی صد زخم دل انگہ بری
سخت طراری تو اندر دلبری

میکشی خود باز می پرسی کہ کشت
جانِ من تا چند ایں خوئی درشت

شد مشبک سینۂ ماز ین الم
زار زار ادم روز و شب از درد و غم

پس علاجِ ایں دلِ مشتاق چیست
بہر من تدبیر اے عشاق چیست

زانکہ خوبان پنبہ در گوش اند سخت
رحم کلی از دلِ شان بر درخت

## در بیان آنکہ درد عشق پایانے ندارد و غیر از تسلیم و رضا چارہ نیست

نیست پیدا بہر دردِ من دوا
وا دیا رباہ و اغوثاہ وا

نے بدل صبری کہ تا گیرد قرار
نے توانائی کہ آرد وصل یار

ایں عجب سوداست کز وی چارہ نیست
کار جانبازیست ایں اسطارہ نیست

ماند التیم اول ایں چنیں
سنگ آمد سخت آمد یارب ایں

نیست آساں غیر از فضلِ خدا
جاں بری زیں وادیٔ کرب و بلا

صد ہزاراں عاشقاں جاں دادہ اند — بیدلاں مجبور سر بنہادہ اند

سر بکف در کوئے تو استادہ ایم — ہرچہ بادا باد ما آمادہ ایم

سیر ہستم از حیاتِ خویشتن — پیش تو آوردہ ام تیغ و کفن

یا مرادِ ما بدہ یا جاں بگیر — تا بکے در نزع مانم من اسیر

دادنِ جاں پیش ما دشوار نیست — بل ز سر بازی مرا ہم عار نیست

چیست یک جاں من کنم صد جاں نثار — گر بدست آید بدینم وصل یار

کے پذیرد آنکہ مستغنی است او — صد جہاں را قیمتِ یک تار مُو

سخت مشکل آمد ایں یا ربِّ من — سخت دشوار است ایں یا ذوالمنن

ہیں بگو اے عقل تا من چوں کنم — یا بمیرم یا جگر را خوں کنم

ہیں بیا و سر بنہ تسلیم شو — بر رضائے دوست جانرا کن گرو

غیر تسلیم و رضا ایں چارہ نیست — نیست یک دل کاندریں رہ پارہ نیست

## در بیان فنا و استغراق کہ چوں سالک بریں مقام رسد انکشاف عالم غیب میگردد

یا مگر تو سوئے استغراق رو — یا بکن در کوئے حیرت تک و دو

تا رہد جانِ تو زین رنج و الم | تا خلاصی آیدت از درد و غم

باتو گویم از رہِ دیگر نشان | تا کنی حاصل ازو مقصودِ جان

فکر کن گیرد خیالِ تو قرار | ترک سازد عادت و رسمِ فرار

در وجودِ تو چو گُم گردد خیال | پس روی انگاہ برتر از مثال

حسِّ راہی خوب اندر خواب کن | سوئے بیرنگی تو فتحِ باب کن

ہمچو حیران کو نشد خفتہ مگر | مثل خوابیدہ ز ہر شے بے خبر

تا زِ علمِ خویش کلّی گُم شوی | سوئے غیب الغیب پس انگہ روی

ہم زظاہر ہم ز باطن بے خبر | جانت از ہر دو جہان شد کور و کر

پس ز تو باقی نماند اکنون نشان | ہستیٔ تو گشت گم در لامکان

این زمان جانِ تو رست از چند و چون | روز و شب از وقت و ساعت شد برون

یافتی آرام از درد و الم | رفت جان سوئے سکون از کرب و غم

بنگری رویائے صادق این زمان | بر تو ہم الہام آید بیگمان

روحِ پاک انبیاؑ و ہم ملک | منکشف گردد ہم اسرارِ فلک

ہست موقوفِ عنایت این تمام | کے بجہدت کار تو گیرد نظام

رو بدرگاہِ خدا فریاد کن | صد غم و صد گریہ چون فرہاد کن

## در مدح اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا مدد جو تو ز خاصانِ خدا
تا مدد یابی مشکل ہائے خویش

رو د اندر سایۂ پاکاں درآ
مرہم ایشاں پئے بر سینہ ریش

اندریں عالم وجودِ پاک شاں
رحمتِ حق ہست بہر یکساں

دادرس ہستند ہر مظلوم را
شاد گرداندہ ہر مغموم را

مضطرب را باعثِ تسکین دل
موجبِ فرحت بہر غمگین دل

چہ عجب بر ما برحمت بنگرند
از رحیمی چونکہ مسکیں پروراند

فیض خاصانِ خدا دایم بود
بلکہ ہمچوں فیض حق قایم بود

ذات ایشاں را توفیقِ حق بہیں
دیدہ ام بسیار زاں دارم یقیں

## التجا بجناب پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ

ای ولیِ حق امامِ دینِ ما
پیروئیت حق کند آئینِ ما

رحمت و رضوان یزداں صد ہزار
بر تو بادا تا قیامت بار بار

حبِ تو حبِ خدا آمد یقیں
گمرہا نرا میکنی با حق قریں

دستگیری کن غلام خسته را
ده خلاصی از وحل پابسته را

آخر از تست این غلام بیکسی
عاجز و بیمایه و بس مفلسی

عیب ها و بد و خی بدی این غلام
شرم نام خویش کن پس ای ہمام

سالها در خدمتت چون بوده ام
در غلامی ہات جان فرسوده ام

شرم کن که من بنامت زنده ام
از غلامانت کمینه بنده ام

پرتو آید مرا ہانت این غلام
از کرم مگذار کارم ناتمام

رحم کن کاخر غلامانِ تو ایم
گر بد و ور نیک از آن تو ایم

رحمتی تو بہر ما از سوئے حق
باش اکسیر این مس تیره ورق

ما مسِ تاریک و تو چون کیمیا
سوئ مس ای کیمیائے حق بیا

از مسی باکی ندارد کیمیا
مس را مس کے گذارد کیمیا

زر بکن این مس تیره را تمام
کیمیائے کار ما مگذار خام

## در مدح پیر خود رحمۃ اللہ علیہ

خوشه چین خرمن پیریم ما
او کما ندا ست و چون تیریم ما

از غلامانِ کمینه او منم
در غلامی ہائے او دم میزنم

جان من بادا فدائے پائے او — این ہمہ سوداست از سودائے او

قطرۂ از بحرِ فیضانِ وےئم — ذرۂ از مہرِ تابانِ وےئم

چونکہ او انداخت در جانم شرر — من ز سوزِ او شدم نے پا و سر

سوزِ من از سرِّ سوزش رشحی است — جان مفلس را از وصد شوکتی است

رشحی از سرِّ و سوزِ جانِ او — بر من آمد آمدم در ہائے وہو

عمر من بگذشت و سودا ناتمام — از وےئم ہر انچہ ہستم پختہ خام

تو مبیں از من چنیں غوغا و شور — میکند او در دلم صد گونہ زور

من کجا و این چنیں دیوانگی — یک نگاہش بہ ز صد فرزانگی

جوشش اندر سینہ ام او میزند — زاں سبب جانم بہ غوغا می تند

این ز من نے بل ز سودائے ویست — شور و غوغایم ز غوغائے ویست

## در تعریف حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ و ذکر بعضے شرح از کلام او

شد دلیلم نیز مولانائے روم — ہادیٔ کشتیٔ ما ہمچوں نجوم

چون جلال الدین پیرِ معنوی — طالباں را شد دلیل از مثنوی

رحمتِ حق بر روانِ پاکِ او — ہم تحیّت ہا ز ما بر خاکِ او

بہرِ فیضِ دیگراں گفت او کلام — تا نماند طالبے بے بہرہ خام

صد ہزاراں کس ادب آموختند — روئے خود را ہمچو شمع افروختند

ہر کسے بر حسبِ استعدادِ خود — یافتہ از قولِ پاکِ او رشد

بسط کردم بعض رمز از قولِ او — اندریں اوراق گر بینی نکو

ہر یکے آموخت از اوستا فنی — اندراں علم و ہنر شد موقنی

پس تو گوئی علم دزدی کردۂ — ایں چنیں فن از کجا آوردۂ

ہر مرید از پیرِ خود ترتیب یافت — جامۂ علم و ادب بر خویش یافت

جانِ من آموخت ہم زاں سرّ او — ہستم از عمری چو اندر کارِ او

## سببِ تالیفِ ابیات و عذرِ آں

چونکہ از عمرے رہینِ ایں فنم — شد بدو مانوس زیں جان و تنم

گر کسے را دل بچیزے شد گرو — ہر زماں باشد نگہ ہمراہ او

خفتہ گردد بیند او را ہم بخواب — ہم بہ بیداری کند با وی خطاب

چوں پریشاں گشتم و بے انتظام — پس دریں شورش بدو کردم کلام

رو بمن آورد چوں ایں اضطرار — اختیارم کرد گوشہ اختیار

عقل پنہاں گشت و پیدا شد جنوں — ہوش رفت و آمدہ وحشت بروں

چوں گرو شد عقل در دست جنوں — لاجرم آمد بروں راز دروں

بودم از عمری چو خاموش و صموت — وحشتم بشکست ایں مہر سکوت

خامشیش بگذشت چوں از حد فزوں — گشت طبعم ہمچو گردوں بے سکوں

پس خموشی عاجز آمد پیش او — عقل ترساں شد ز خوف نیش او

شد ز سودا اسپ طبعم بے لجام — غافل از زیر و زبر بنہاد گام

چونکہ وحشت گشت غالب ایں زماں — جاہلانہ شد بروں چندیں بیاں

شعر گوئی کے مراد ماست ایں — بلکہ رفع غلبۂ سوداست ایں

پس مرا معذور دار ای با ادب — کس ز مجنوں عقل جوید یا ادب

اینچہ از من ہزل و ہذیان و جنوں — از سر بیہودگی آمد بروں

عفو کن ای خواجہ زیں ہزل و ہذر — چوں کریماں بر سر من کن گذر

بلکہ چوں اہل وقار و چوں کرام — کن گذر بر لغو ہایم اے ہمام

منتشر گشتم چو از درد نہاں — راز دل بے قصد آمد بر زباں

ناله کے آرد مریض از خویشتن
درد آید گویدش ہے بانگ زن

اینکه گفتم آه دردِ من بدان
شرم از ناله ندارد ہم بیان

ہذل من میدان تو ہذیان مریض
میزند مجبور کوتاه دعـ[illegible]

بے مراوش اینکه گویندش زہے
بل بدفع درد می جوید رہی

کس پسندد یا به انکاری رود
ضبط از بیمار آہش کے شود

من نه در خویش می دارم چنین
نے مرادم بزاه آمد آفرین

منکه مجبورم ز دستِ این جنون
عقل و ہوشم شد ز افسونش زبون

چونکه او دارد غلو در جانِ من
گفتم افتاد این قبح و حسن

سیزده صد سال ہجرت بود چون ۱۳۰۰
ریخته از چشم من این سیل خون

## درمعنی آیت والله غالب علیٰ امره

بل قضا بر گردنم بنهاد تیغ
میکشد ما را بدین سو بے دریغ

چون قضا گیرد گریز از وی چه سود
جز رضا پیشِ قضا چاره نبود

کے گریزد او که در بندِ قضاست
ہرچه خواہد خواجه بنده را رضاست

گر گریزم او گریبان مے درد
در خمش باشم به ناله آورد

راه راحت کے گذارد خود کسے  پا نهد مجبور بر خار و خسے

آه از راحت بزحمت میروم  در پریشانی و وحشت میروم

من نه از خود میروم او می کشد  با هزاران زور این سو می کشد

کس برغبت سوئے مردن کے رود  هان مگر طوعاً و کرهاً مے دود

ذلتِ خود کے کسے بر خود گزید  جان مجنون از جنون چاره ندید

میدرد جانرا گریبان دستِ غیب  میدوم من در پیش بیشک و ریب

می کشندم با چنین زنجیرها  بهرِ کشتن آه چون نخچیرها

در گلوئے جانِ من طوقِ تو ایست  از کسے بین نے زمن این خود رویست

تو نه بینی آه آن زنجیر غیب  که کشد ما را سوئے خسران و خیب

می نه بگذارند تا یابم نجات  کی برغبت کس رود سوئے ممات

بهرِ قربانی بابز کی خوش است  عاجز از قهرِ کشنده سرکش است

ناصحا از پند میگوئی سخن  غافلی از درد و هم از حالِ من

تو همی گوئی که عقل این برفت  این نمیدانی که تقدیرم گرفت

تو همی گوئی که دیوانه شدی  از طریقِ عقل بیگانه شدی

بر تو آید آنچه بر من مے رود  آن زمان جانِ تو زین آگه شود

پس مرا معذور داری آن زمان — چون فتد جانِ تو هم در امتحان

هان سزاوارِ ملامت ها منم — زانکه پابند و اسیرِ این غمم

عاجزم از درد و غوغا میکنم — نالهائے سوزِ خود را میزنم

گر گرانی آیدت رو عفو کن — گوشِ خود کم نہ بسوئ این سخن

چون ز دردِ عشق دوری دور باش — کارِ خود کن مغزِ خود را کم خراش

ما درین دیوانگی شادیم شاد — بهرِ تو قبض است و بهرِ ما کشاد

پیش تو حزن است و پیشِ ما سرور — همچو سایه بهرِ ما پیشت حرور

دور از حالِ تو این رنج و الم — رو مرا بگذار اندر درد و غم

تو سلامت باش و کارِ خویش کن — بهرِ مجنونان رها کن این سخن

گویم اکنون من سخن با جانِ خویش — میزبانِ خویشم و مهمانِ خویش

من ز دردِ خویشتن دیوانه ام — روز و شب زین اندرین افسانه ام

شد ز سوزش عشق چون دارد غلو — کلّ عقلی کلّ فهمی زایله

از جنون این ناطقه شد بے ادب — آه چون سودائیان بکشاد لب

## در خاتمه

لیک از حد گرچه واویلا جنون / از هزاران لیک یک نامد برون

گو که چندین شرح کرد و قصه خواند / لیک بی معنی چو بانگ طیر ماند

نالهای همچو گنگی بی زبان / کرد و لیکن شد نه زو حرفی بیان

بانگ کردم گنگ وش چندانکه من / گفتم و ناگفته ماند آخر سخن

سِرّ جان کی آید آخر بر زبان / خود شود آگاه مردِ زنده جان

آنچه اندر سینه بُد در سینه ماند / ناطقه هر چند اسپِ خود جهاند

نالها کردم بسی لیکن چه سود / سِرّ جان کی پرده از رخ برگشود

کرد ظاهر بیقراری های خود / نالها و آه و زاری های خود

لیک در آخر بحیرت گشت جفت / کس چه گوید زانچه می ناید بگفت

شرح آن چیزی که از گفتن برونست / دم زدن دردی ز آثار جنونست

عقل حیران است در اسرار او / جان شده مبهوت اندر کارِ او

نیست کس را بار در ایوانِ او / غیر حیرت جمله سرگردانِ او

عقل و علم و قیل و قال اندر سکوت / ما بقی سبحان حیّ لا یموت

بس کنم دیگر نگویم زین کلام / زانکه نطق اینجاست عاجز والسّلام

تاریخ اتمام مثنوی هذا روز جمعه تاریخ نهم ماه ربیع الاول سنه ۱۳۳۰ھ

# مثنوی آة الجمال

بسم الله الرحمن الرحیم

ای سرّ ازل بگو تو چونے — وصفیکه کنم ازاں بروںے

از دیدهٔ عقلها نہانے — لیکن تو ز مہر تر عیانے

جز نام تو در جہاں نشاں نہ — چون تو بجہاں کسے عیاں نہ

چون جاں که ز دیدہا نہانست — وز ذات چو مہر در عیانست

با اینہمہ قرب لیکه دوری — پنہاں تو ز شدّت ظہوری

ز ادراک وز فہم ما بروںی — در خویش ندامت که چونی

دل شیفته از تو جاں شده دنگ — معلوم نشد که چونی ای شنگ

در روح زدی تو شعله چوں طور — پیش تو چراغ عقل بے نور

ای بر سریر دل نشینی — خوش خوش بنشیں که نازنینی

جان و دل ما فدائے رویت — عمریست که دارم آرزویت

خنداں گلِ باغ لایزالی — آرایش حسن و بر جمالی

جان و دل ماست مست از تو — بل ہستیِ ماست ہست از تو

ز اندیشهٔ من تو سر بر آری — طرفه صنمی عجب نگاری

آئینه ز حسن بر گزینی — در وی ز جمالِ خویش بینی

بینی رخ خود کنی فغانها — سرّ عجب است کار جانها

بر هر که ز حسنِ خود نمائی — یکبار ز هستیش ربائی

پنهان تو بصورتِ خیالی — دانم که تو عینِ هر جمالی

لیلی است نهان بشکلِ مجنون — یا صورتِ چون گرفت بیچون

آمر شده زیرِ امرِ پنهان — تنها همه ظاهر و نهان جان

تو بحری و فکر موجت آمد — تو شاه و خیالِ فوجت آمد

عکسِ رخِ تو هر آنچه نماید — در آئینهٔ خیالم آید

پس این حرکت میان جانم — پنهان تو کنی و من عیانم

ذاتِ تو مرید و ما مرادیم — تو چون قلمی و ما سوادیم

تو نائی و ما چو نالهٔ نی — ای مبدء روی معاد هر شئی

در من بدمی ز عشق خود دم — می نای توام و یا که آدم

پیشم بهزار غمزه آئی — با شوکت و شان دلربائی

چون وادیٔ ایمن از درختی — یا طور بمنظ که سوخت رختی

روزی ز تحرّیم برآئی — چون کعبہ جمال خود نمائی

گاہے بکمال از یقینی — گاہے ز جمال نازنینی

خوش آب لباس ہر کہ خواہی — دانم بہ یقین کہ بادشاہی

خواہی چو ز قرب خود کنی جود — در عین یقین شوی تو مشہود

بوئے تو بجز یقین بنوید — گر زانکہ ہزار سال پوید

در شکل یقین بہ پیشم آئی — زاں اُنس بروح و دل فزائی

دیوانہ کنی و مست سازی — با جان شکستہ عشق بازی

جانم بفدائے غمزہ ات باد — شادم بہ ہوائے عشق تو شاد

ہر غمزۂ تو حیات جانست — ہر عشوہ نشاط این روانست

ای راحتِ روح و نور جانم — حسن تو تجلّیِ عیانم

آئی چو بدل سرور بخشی — آئی چو بدیدہ نور بخشی

آئی بخیال شکل ہستی — بخشی بعدم ہزار ہستی

آئی چو بروح مست سازی — بازی بدلم ہزار بازی

آئی چو ز راہ این دو گوشم — چون نغمہ بری ہزار ہوشم

از دیدہ چو حسن چون درآئی — صد باب طرب بدل کشائی

ای سرّ وجود دلنوازی    وی مهر سپهر عشق بازی

تو جانی و یا حیات جانی    یا عمر بقا و جاودانی

تو خوبی حسن و جسم جانها    تو فرّ و شرف پئے روانها

تو علمی و ما ظلال اویم    تو روحی و ما خیال اویم

تو حسن و جمال و ما چو جسمیم    تو اصل وجود و ما چو اسمیم

تو مایهٔ بلبلی و مشفقی    معشوقی و عاشقی و عشقی

ای خوبی و حسن هر جمالے    وی جاه و جلال هر کمالے

ای دولت جان ما غریباں    وی بخت بلند بے نصیباں

ای رحمت عام وجود وافر    بر مومن و فاسق و بکافر

از سرّ تو جاں کشاد دارد    در عشق تو صد مراد دارد

با عشق تو نسبت است جان را    چندانکه بود تن و روان را

جانم چو تن است و عشق جانست    عشق تو درون جان نهانست

جاں آمده از برای عشق است    فرخنده هوا هوای عشق است

شد خانهٔ تو هوای جانم    مخمور مشاهده ازانم

این گوهر بے بها درین گرد    افلاک ز خاک سر برآورد

از قوت بادگرد رقصان — بالله که درین کسی است پنهان

پس اینهمه شورش و جنونم — از تست که من ازان زبونم

صد فتنه و صد جنون بجانست — در دست توام پس این از انست

از عشق تو پر جنون است جانم — شوریده سر و خراب از انم

پرسی از من بگو تو چونی — چون مست و خراب و پر جنونی

از عشق به پرس حالم ای دوست — نی شرح زبان چو شرح خود اوست

نور تو چو آفتاب رخشان — ذات تو برای تست برهان

تو مهری و عقلها چو انجم — شد تابش نجم پیش خور گم

برقی چو ز عشق بر فروزد — زان خرمن عقل جمله سوزد

ای پرده در وقار جانم — وی راه زن قرار جانم

ای شعله زن دل فسرده — وی آب حیات جان مرده

ای عیسی روح عشق نامت — مست است جهان جان ز جامت

مست است روان ز بوی مستت — جام مستی است خود بدستت

از مستی تو چنانم امروز — کز غیر و ز خود ندانم امروز

گر فکر کنم بفکر نائی — کین خود تو توئی و یا که مائی

بیهوشم و غیر حیدرم نه — در عشق ز ننگ و غیرتم نه
عشق از همه ها فراغ بخشد — دردی و غمی و داغ بخشد
چون حضرتِ عشق رخ نماید — زنگار رخیا لها زداید
جز خویش نه غیر را گذارد — فرصت ندهد که سر بخارد
ای از تو مرا فراغ کم باد — نی یاد تو هستیم عدم باد
چون سوی تو یکدمی شتابم — از عمر نصیب خویش یابم
ای طایرِ قدس از کجائی — حکمت چه بود به تنگنائی
تو جانی و از دگر جهانی — سیمرغ فزای لامکانی
از غیب بدین جهان رسیدی — در ملک ز لامکان رسیدی
ای غیب درین جهان تو چونی — آمیخته همچو با دو غونی
با وسعتِ خود تو چون به تنگی — بیرنگی و درمیان رنگی
در سینهٔ تنگ چون به گنجی — خورشیدی و درمیان کنجی
این گنج خراب از تو آباد — ای طایرِ قدس دائما باد
شهباز شکار دستِ شاهی — ای از چه درین شکارگاهی
دلهای شهان شکار سازی — قربان به بازیت چه بازی

جان و دل ما شکار تو باد
میمون و مبارک است صیاد

چون مرغ دلم شکار کردی
یک درد مرا ہزار کردی

ای از تو فغان بجانم افتاد
شد ملک وجود از تو برباد

غوغاست بملکت وجودم
تا آمدۂ تو در شہودم

مستیم چو تو به پیش مائی
پستیم ز ما چو در خفائی

فرخنده دمی که ما تو باشی
از مائی ما نہ دل خراشی

آئی سوی من شوم مسلمان
گبرم چو ز من شوی تو پنہان

آئینم ہمہ ابجہ تو بخواہی
الٰہی و بارگاہ لاہے

در دست تو جان چو گوی چوگان
ہرسو کہ تو خواہیش ہمی ران

چون پیش منی بخویش شادیم
پنہان چو شوی ہمہ کسادیم

بی روی خوشش تو ناصبورم
ای مایۂ ہستی وجودم

از طالب خود حجاب کم کن
پیش آ و وجود من عدم کن

زین سوختۂ حجاب تا چند
عمریست کہ ہستم آرزومند

یکبار ز رخ نقاب بردار
مستانہ بہر مرا بیازار

چون من ز شراب عشق مستم
خود شیشۂ ننگ را شکستم

جفتیم بتو ز ننگ و غم فرد — با دیده چو جوی و رنگ رخ زرد

خود دست زنان و پای کوبان — با نعرهٔ و هاے و ہوے مستان

از عشق تو غلغل و فغانها — آریم ز دل سوی زبانها

حاشا للّٰه نه شرم دارم — زین رقص چو یار گشت یارم

مطرب بنواز نغمه امروز — کز دلبر ماست بخت پیروز

ساقی قدحی دگر مدد کن — زان مست و خراب تا ابد کن

چون عکس بمی ز رخ نمودی — جان و دل ما ازان ربودی

چون من نشوم فدایت ای دوست — دارد دل من هوایت ای دوست

شوق است مرا بپای ساقی — سازیم نثار عمر باقی

این ملک وجود ملک تو باد — از عشق تو روح باد آباد

جای تو درون جانِ من باد — تو جانی و جانِ من چو تن باد

از عشق تو سینه ام چمن باد — مهرِ تو دوای درد من باد

جز عشق تو هیچ غم مبادا — مهرِ تو ز سینه کم مبادا

از سرّ تو سینه ام چو باغ است — عشقِ تو چمن بود نه داغ است

شادان بکمند یار اسیریم — میریم ز غم ولی امیریم

احمدؐ چو گدائے کوئے یارم — فخر است مرا کہ شہریارم
از گرد رہت مرا کفن باد — داغ تو چراغ گور من باد

تمت بالخیر

# مثنوی مکالمہ لیلیٰ و مجنون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشنو از من ای حریف رازداں — اندکے از ماجرائے دردِ جاں
با تو گویم شرحِ جورِ آں نگار — با دلِ پُر درد و چشمِ اشکبار
چشم می پوشد ز حالِ زارِ من — عزم دارد از پئے آزارِ من
دیدہ گریاں سینہ بریانم ازاں — روز و شب چوں شمع سوزانم ازاں
کردہ اندر پنجۂ عشقم اسیر — شحنۂ بے دردِ خونی سخت گیر
بیکسیٔ ما و ایں جانِ حزیں — تیغ در دست است عشق اندر کمیں
آہ با من عشق بازی می کند — بہرِ قتلم ترکتازی می کند
بہرِ خونریزیٔ ما بستہ کمر — در چہ جرمیم اے خدائے دادگر
نیست جرمِ ما بجز مہر و وفا — ہست در جلدوی آں جور و جفا

در هلاک ما چه اندیشیده است / صید لاغرام چه در من دیده است

چشم من میریزد از اندیشه خون / دستگیرم باش ای جوش جنون

از من این اندیشهٔ جان دور کن / از شراب عشق او مخمور کن

تا رهم از عقل دور اندیش من / تا شوم فارغ ز نوش و نیش من

جان برافشانم به پائے آن نگار / خوش روم رقصان روم تا پائے دار

سوئے مسلخ تا روم از پائے خویش / در بغل تیغ و کفن آیم به پیش

زانکه اندر عشق هردم مردن است / نیست مردن بلکه بازی بردن است

بوده ام من چونکه اندر عشق خام / ناله آمد بر لب من از مقام

از تنک ظرفی مرا چاره نبود / تا بدین گفتن دهانم بر کشود

میزند از لطمه میگوید خموش / کم کن ای خام از کمین جوبرم خروش

سینه تنگم زان زبانم بر کشود / گشت ظاهر از من این گفت و شنود

لیکه میگویم بر مزد دیگران / با حریفان راز از درد نهان

پے برد خود مرد عاقل هوشیار / آه سرد و رنگ زردیم حال زار

کین فغان و نالهٔ من بهر چیست / راز من در سینهٔ من مختفی است

ظاهر است از نالهٔ بیماریِ من / راز من پیدا است از زاریِ من

چون مغنی من نوائے میزنم
نالها بهر لقائے میزنم

کاندرین الحان پنهان روزن است
راه نالان روزن بجانان من است

تا ازان روزن به بینم روی دوست
که مرا او جان مشتاقِ من اوست

ذکر خوبان راحت جان است ازین
روح یابد که همی گردد قرین

پیش عاشق یاد یار آمد مراد
زین سماعِ صوفیان دارد گشاد

جان صوفی زین همه از بانگ سرود
سوی جانان زان نوا روزن گشود

ذکر خوبان روح را سے پرده و
لحن خوش زین پرده دل می زند

پس ازین پرده حکایت میکنم
زان جفاهائش شکایت می کنم

روزی از بهر تفرّج در بهار
بود لیلی بر سر ناقه سوار

شد به صحرا ناقهٔ لیلی روان
در پیش مجنون برهنه پا دوان

رفت در باغی که بد رشک ارم
شد خرامان در چمن آن محترم

گفت ای مجنون تو نیز اینجا بیا
چشم را بر حسن گلها بر کشا

بنگر اندر نازنینانِ چمن
در گل و در لاله و سرو و سمن

تا به بینی صنعت الله را
تا ازین لشکر شناسی شاه را

چون همه رفتند شان در بوستان
گفت با مجنون بناز آن دلستان

کاهی تو اندر عاشقی پیرِ کهن — هستی اندر عشق مردِ ممتحن

تو چه مستسقی و خوبان همچو آب — کم نگردد هیچ گاهت اضطراب

نیست سیری مرترا خود زین جنون — هر زمان عشقِ تو می گردد فزون

سیر نبود از حسیناں جانِ تو — حسن آمد کعبهٔ ایمانِ تو

همچو مومن کز عبادت سیر نیست — طاعتِ صد ساله نزدش اندکیست

روز افزوں می شود سودائے عشق — کم نگردد هیچ گه دریائے عشق

آفتابِ عشق نپذیرد زوال — فارغ آمد از هبوط و از وبال

عشق نبودِ کهنه هرگز تا ابد — کرد پیدا عشق را تازه صمد

خود درختِ عشق را نبود خزاں — دائما این پیرِ عشق آمد جواں

بل جواں بخت است چوں دُرِّ خوش آب — پیرِ صد ساله ز عشق اندر شباب

طینتش با عشقِ حق کرده خمیر — در هزاراں سال نبود عشق پیر

بس تو اندر عشقِ من غم می کشی — تلخیٔ درد و بلا را می چشی

هر زماں خوار و پریشان و خراب — سینه سوزاں داری و دیده پُر آب

نے ترا باشد ز حالِ خود خبر — بے خورد نے خواب گرداں دربدر

وز هوائے من ز تو آرام رفت — وز دلِ تو فکرِ ننگ و نام رفت

صوفیانه فکر تعلیمت کنم | زنگ غم ها را ز جانت برکنم

دکن از ما که نادر حکمت است | تا رود از تو هر آنچه زحمت است

نندیں مسلک اگر پا را نهی | از تعیّن وز تقیّد وا رهی

ین کسان تو هر کرا بینی حسین | در خیالِ خویش دان لیلی است این

زده مراد از حسن باشد نی که جسم | دان که این جسم را لیلی است اسم

سن اندر ذات نفسِ واحد است | روشن از وی این همه خال و خد است

منبسط شد حسن بر اجسادِ ها | نور واحد بود بر افرادِ ها

بیش خور بینی گر آئینه و صد | خود نماید هم بقدرِ آں عدد

ذاتِ حق واحد صفت ها بیشمار | بیند عارف آں یکے را در هزار

پس تو هم این راه رو بنمودمت | عقدهٔ مشکل ترا بکشودمت

از فراقِ من اگر باشی زحیر | هر حسینی را بجائے من بگیر

پس محبت کن به او بر جائے من | تا رهد جانت ازیں درد و محن

همچو من او را شمر محبوب خویش | در تمامی کار دان مطلوب خویش

فکر گرد آری اگر چندیں چنیں | زیں تو هم وا روی سوئے یقین

پیش مردم حسن من چنداں نبود | لیک عقلت گم شده وهمت ربود

تا چه افتادی درین رنج و ملال
که حیات تو شده بر تو وبال

بسته از حسن من چندان خیال
کز هجوم غم شدی همچون هلال

زین تصور مشکلت آسان شود
چندگه فکر تو گر پنهان شود

وارهی از درد و باشی شادکام
فارغ و آزاد زین رنج مدام

داد مجنون بس ظریفانه جواب
ای دلآرامم ترا بادا ثواب

از کلامت مشکلم حل میشود
کز تصور عشق مبدل میشود

گفت قربانت شوم ای جان جان
آشکارا کرده‌ستی نهان

من چو استا گردم مر ترا اوستا
خود بکن تا همچنان آرم بجا

تا بیاموزم هر آنچه تو کنی
تا رود از جان من این کودنی

اوستادا در نخستین هر زبان
بعد ازان شاگرد را گوید بخوان

این سبق را خود تو اول یاد کن
بعد ازان از بهر من ارشاد کن

بر من عاشق باش و معشوقم بدان
تا بکام دل شوم من کامران

چون تو این اندیشه خود قایم کنی
هیچ دردی من ز جانم بر کنی

زین تصور جان من بکشا ئی راه
تا رود پایم به فرق مهر و ماه

تا کنم از فخر پر جسم حسی
وارهم زین تیرگی و روشنی

عمرها شد کز غمت خون میخورم ... از هجوم عشق جامه میدرم

در دمی با بکشائی کار من ... دفع گردد جملگی آزار من

خوش چه بین باشد اگر زینسان کنی ... جمله مشکلهای من آسان کنی

وصل من خواهی و مشتاقم شوی ... همچو من اندر پی من تو دوی

در دل خود آرزوی من کنی ... عاشقانه جستجوی من کنی

بر بساط قرب مهمانم کنی ... بر سریر ناز سلطانم کنی

زاری و الحاح و لابه جان کنی ... آنچه عاشق میکند با من کنی

گفت لیلی نیست ممکن ای فضول ... تا که عشق تو کند در من حلول

من که معشوقم چسان عاشق شوم ... فارغم زین درد چون هر سو دوم

حق مرا داد است این حسن و جمال ... از ورای قوتم هست این کمال

چون ترا از عشق پیشه بوده است ... سالها جانت درین فرسوده است

از برای حسن خود جان میدهی ... شهرهٔ خلقان شدی در ابلهی

گفت مجنون این سخن از بهر چیست ... این چنین گفتن نه خود از زیرکی است

تو نمیدانی که عشق فتنه گر ... می برد از آدمی عقل و هنر

خود بشر مجبور میگردد ازو ... رهن گردد عقل و جان در دست او

تا بجانِ انبیا ہم کرد اثر  پس چہ باشد قوّتِ دیگر بشر

سرورِ عالم محمد مصطفےٰ  با ہمہ عرفان آں نور و صفا

اندر عشقِ عائشہ مجبور بود  از چنیں علم او مگر مستور بود

با تمامی عدل با ازواج خویش  بود عشقِ عائشہ از جملہ بیش

تا چہ آمد پیش داؤدِ نبی  ہادیٔ برنا و ہر پیر و صبی

با چنیں فہم و فراست ہم کیا  دل ربودش زن کہ بود از اوریا

ہمچنیں تو در دلم بہ نشستہ  پائی من در زلف خود بر بستہ

چونکہ عینِ حسن من دانم ترا  پس بگو بندم تصور من چرا

در حقیقت ہر مقیّد مطلق است  گفت نتوانم کہ اسرارِ حق است

حق خبر داد است خود اندر نبی  کہ منم نورِ ہمہ ارض و سما

دانہ ہر ژالہ عین آب بود  ہست سنگی لیکہ در چشمِ وجود

چوں خیالی کہ ز جاں پیدا شود  اندرونِ جاں بہر سوئی دود

باز جاں ادراک آں دکان در وست  در حقیقت ناظر و منظور اوست

ایں تجلی ہا بود از عینِ ذات  ذات ظاہر آمدہ اندر صفات

واں صفت بر شکل افعال آمدہ  تا موالیدِ ثلثہ سر زدہ

لاجرم چاره نبود از مدح و ذم — چونکه لطف و قهر هر دو شد بهم

من به عشقت گشته ام مجنون لقب — زین لقب من نیستم اندر لقب

عشق تو حق در دلم بنهاده است — از هوائے خویش این دل ساده است

قوت من نیست این فعل حق است — قهر فعل او بدلها مطلق است

عشق را حق بر سرم بگماشته — سر نهادم حکم او پنداشته

فعل او را بوده ام من منفعل — گشته ام از هستیٔ خویشم خجل

هستیٔ من چیست یا رب چیستم — دم زنم با خود که گویم کیستم

خواستم هرچند تا یابم نجات — لیکه جهد من همه شد تُرّهات

پس کرا یارا که سر تابد ازو — جان دوان چو گوی پیش حکم او

عشق آمد از ازل سلطانِ جان — گوی وش جان زیرِ حکم صولجان

جانِ من بود ست در دستش اسیر — چاکرم او را او ما را امیر

پس مرا بگذار اندر حال من — بر مشیت کار آمد نے به فن

میروم بر وی هر آنچه حق نوشت — گشته ما را آنچنان طبع و سرشت

پیشِ قدرت لب به بند و دم مزن — خود حکیم است آن خدائے ذو المنن

عینِ حکمت دان هر آنچه آرد حکیم — تو ندانی او بداند باشد علیم

نامہ بر نامِ محمدؐ شد تمام
کم کسے شد محرمِ اسرارِ او

یا رسول اللہ مہمانِ توایم
از توایم ارچہ غلامِ ناکسیم

لقمۂ ہم سوی ما پرتاب کن
ناکسان و بے کساں را کس توئی

عفو کن بر ما جرائم اے جواد
چوں تو ہستی رحمۃ للعالمیں

کن ز رحمت سوی ما ہم یک نظر
ما زیاں کاریم ما را دادرس

بر جمالِ روح افزایش سلام
جملہ عالم پرتو انوارِ اوست

ریزہ چینِ سفرۂ خوانِ توایم
عاجز و بے مایہ و بس مفلسیم

ایں سگاں را سیر و ہم سیراب کن
سوی تو آییم ما را بس توئی

ز آفرینش ذاتِ تو آمد مراد
سوی ما تیرہ دروناں نیز بیں

تا بدادِ خود رسم اے دادگر
از تو فریاد است ای فریادرس

ز احمدِ مسکیں بتو بادہ سلام
بر تو و بر آل و اصحابت تمام

فقط

# قصیدہ

## مراۃ الحقیقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

### مطلع

| | |
|---|---|
| ازل سے حسن اُسکا پردہ در ہے | کرے کیا عشق جو شوریدہ سر ہے |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| جمالِ مہر سے خیرہ نظر ہے | وہ اپنے نور میں خود مستتر ہے |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| غرورِ حسن گو بیداد پر ہے | محبت اُس کی لیکن داد گر ہے |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| پری پیکر کوئی پیشِ نظر ہے | جنوں سے جسکے دل زیر و زبر ہے |

**ایضاً**

| | |
|---|---|
| محبت میں وہ اپنی مستتر ہے | دلِ پُر درد اُس دلبر کا گھر ہے |

## ایضاً

اسی کے نور سے روشن نظر ہے
مرے آئینہ میں عکسِ قمر ہے

## ایضاً

وہاں وہ حسن پنہاں جلوہ گر ہے
یہاں شوقِ محبت پردہ در ہے

ہوا ہے حسن لیلیٰ جانِ مجنوں
پری شکلِ جنوں میں مستتر ہے

محرّک حسن ہے میری جنوں کا
ہوا سے جیسے جنبش میں شجر ہے

ہمارا عشق ہے بادِ بہاری
اُسی سے گلشنِ دل سبز و تر ہے

ہے اُس کے حسن کا آئینہ عاشق
اسی میں عکس اُس کا جلوہ گر ہے

جنوں سے مجھ کو ہو کیونکر رہائی
کہ ایک حسنِ پری پیشِ نظر ہے

کسی سے کب چھپا رازِ محبت
مزاجِ عشق خود ہی پردہ در ہے

جو اُن کا حسن بے پردہ نہ دیکھا
مچایا عشق نے کیوں شور و شر ہے

ہمارا عشق ہے سایہ پری کا
یہ ساری ہائے وہو اُس کا اثر ہے

گماں ہی ہے پری ہستی آدم
کب اُس سے کم یہ عشقِ فتنہ گر ہے

نہ موجود اور وجود اپنا ہے موہوم
وہی عشق اب یہاں شکلِ بشر ہے

لباسِ عشق میں مستور ہے حسن
بدن میں جان جیسے مستتر ہے

ان آئینوں میں چمکا حسن اُس کا
یہ شوق خود نمائی کا اثر ہے

میں آئینہ کہوں یا نور خورشید
کہ اُس کی شان با صد کرّ و فر ہے

یہ غوغا ہے جہاں میں سب اُسی کا
جسے دیکھو وہ ایک شوریدہ سر ہے

قیامت چیز ہے وہ حسن اُس کا
کہ جس سے سب جہاں زیر و زبر ہے

## غزل

جمال اُس کا مرا نور نظر ہے
اُسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے

مرا یہ خرمنِ ہستی جلا دے
ارے او برقِ حسن اب تو کدھر ہے

میرے دل میں میری آنکھوں میں آ بیٹھ
کہ تو جانِ جہاں نورِ نظر ہے

محبت ہو تیری یا تو ہو دل میں
یہاں اب دوسرے کا کب گذر ہے

تو اس خلوت سرائے دل میں آ بیٹھ
تیرا ہی جانِ جاں یہ خاص گھر ہے

دماغ اپنا بسا ہے اُس کی بُو سے
کسی گل کی ہم کو کب خبر ہے

اگر دل نے نہیں دیکھا کسی کو
تو مضطر بے سبب کیوں اسقدر ہے

پری پنہاں ہے پردہ میں حیا سے
جنوں میری حیا کا پردہ در ہے

ہوا شوقِ لقا احمدؔ کو جب سے
تڑپتا مرغِ دل بے بال و پر ہے

دلِ پُر درد جو رہتا ہے بے چین
محبت کا کسی کی یہ اثر ہے

دیا مجنوں نے بوسہ پائے سگ کو
کہ اس کا کوئے لیلےٰ میں گذر ہے

وہ ہی محبوب جس میں بو ہو تیری
مشامِ جاں میں الفت مستتر ہے

تو ہی وہ جان جسکی جاں ہی جا
تو ہی وہ نور جس کا آنکھ گھر ہے

دل و دیدہ ہیں تجھ سے دونوں آباد
سرورِ دل ہی اور نورِ نظر ہے

نشاں ہی عشق حسنِ بے نشاں کا
نشاں میں بے نشانی مستتر ہے

نشیمن لامکاں ہی مرغِ دل کا
یہ قالب اُس کا گویا عکسِ پر ہے

ہوا ہے وہ مجاز عین حقیقت
حقیقت کی طرف جو راہبر ہے

خیالِ غیرِ حق ہی نیشِ کژدم
رگِ جاں کو وہ مثلِ نیشتر ہے

عجب دار الاماں ہے یہ محبت
تمامی آفتوں کی ایک سپر ہے

خیالِ ماہرو ہے دل میں مہماں
منور جان کا آج اُس سے گھر ہے

خیالِ یار میں عاشق ہے فانی
بقا اُس کی اسی میں مستتر ہے

کسی کو کوئی جاناں میں ہو کیا دخل
وہاں پر سرفروشوں کا گذر ہے

مگر بازارِ جاں ہے اُن کا کوچہ
جدھر دیکھو متاعِ جان و سر ہے

نہ ہو کیوں جانِ عاشق محوِ دلبر
کہ ہر دم دل کی وہ پیشِ نظر ہے

دل و دیدہ میں ہے ایسا بسا وہ | کہ جیسے آنکھ میں نورِ نظر ہے
سوا اُس کے میں دیکھوں کیا کسیکو | وہی اس آنکھ کا نورِ نظر ہے

## غزل

جمالِ یار ہر سو جلوہ گر ہے | وہی دل میں وہی نورِ نظر ہے
محبت نے مجھے مجنوں بنایا | مرا دل غیرتِ لیلیٰ کا گھر ہے
بسا دل میں وہ آکر صورتِ عشق | سمایا آنکھ میں مثلِ نظر ہے
مری ہستی حباب اور وہ ہی دریا | مرا دل ہے صدف اور وہ گہر ہے
ہماری بیکلی کو کون جانے | کسی کے درد کی کسکو خبر ہے
مری ہستی میں ایسا ہی وہ پنہاں | کہ جیسے رات میں نورِ سحر ہے
ہر اُس کا حسن عین ہستی عشق | کہ جیسے مہر ہستی سحر ہے
نہالِ عشق کو بے حق نہ سمجھو | وہ ایک وادیِ ایمن کا شجر ہے

خبر دیتا ہے خورشیدِ احد کی
جمالِ احمدؐ ی نورِ سحر ہے

مطلع

وہ خورشید تجلّی جلوہ گر ہے
شعاعِ حسن سے خیرہ نظر ہے

## ایضاً

جمالِ اُس کا جو نورِ ہر نظر ہے
اُسی کے نور سے روشن بصر ہے

جمال اُس کا بروں از حدِ و تعریف
وہ کب محتاج توصیفِ بشر ہے

نگہ کیونکر کرے تعریف خورشید
کہ اُس کی دید سے خیرہ نظر ہے

چھپا ہے نور میں اپنے وہ ایسا
کہ چشمِ مدرکہ افگندہ سر ہے

وہی حامد وہی محمود اپنا
اُسی کی حمد اُس سب سے خو بتر ہے

کرے ممکن وہ کیا واجب کی تعریف
کہ عقلِ حادث اس جا خیرہ سر ہے

وہ ذاتِ محض اور وہ ہستیٔ صرف
کہ بے مثل و نظیر و پاک تر ہے

بایں نزہت ظہور اُس کا ہے بیحد
بانواع تجلّی جلوہ گر ہے

وہ ہیں چند آئینہ یا چند الوان
ہر ایک خورشید کی پیشِ نظر ہے

جمالِ مہر ہر اک آئینہ میں
برنگِ آب گینہ جلوہ گر ہے

ہے اپنی ذات میں خورشید واحد
ہر آئینہ میں عکس اُس کا دگر ہے

حقیقت سب کی ہی بیشک وہ ہستی
اُسی ہستی سے عالم جلوہ گر ہے

ہی مظہر اُس کی ہر شئے اور وہ باطن
تمامی خلق کا جو خشک و تر ہے

ہی اُس سے ہر وجود اور اُس پر قائم ۔ یہ جو ارض و سما جن و بشر ہے

غلط ہے یہ کہ بے ہستیٔ مطلق ۔ وجود اشیا کا اپنی ذات پر ہے

جو ظاہر ہے اُسی سے ہی نمایاں ۔ کہ جو باطن ہے اُس سے مستتر ہے

اُسی ہستی سے ہی ہستیٔ عالم ۔ وجود ان سب کا قائم ذات پر ہے

بانواع تجلّی ہے جو اظہار ۔ تو چشم بدر کہ بھی کور و کر ہے

کرے ادراک حادث جو وہ حادث ۔ کہ حادث خود ہے حادث کی نظر ہے

نہ اُس کی کنہ کو یہ عقل پہنچے ۔ خرد از خویش رفتہ خیرہ سر ہے

ہے سریاں اُس کا ذاتِ جملہ شے میں ۔ احاطہ اُس کا موجودات پر ہے

وجود اُس کا ہی عینِ ذات عالم ۔ تمام اعیان میں وہ جلوہ گر ہے

ان اشیاء کا تعقل علم حق میں ۔ یہی اعیان ثابت مشتہر ہے

حقیقت میں ہی علمِ حق کا سایہ ۔ یہ اظہار و بطوں میں جسقدر ہے

ظہور اپنے سے اول جملہ عالم ۔ اُسی کی ذات میں بس مستتر ہے

یہ عینِ ذات تھا ما قبل اُس کے ۔ کہ جس کا نام عالم مشتہر ہے

یہاں پر حق ہے عینِ ذات عالم ۔ وہاں پر خلق حق میں مستتر ہے

ظہورِ ذاتِ حق ہی جملہ اشیا ۔ بطون اُن کا تہی یزدان پہ ہی

یہی ثابت ہی نزدِ اہلِ تحقیق — کہ اول جو کہ ادراکِ بصر ہے
ہر ایک شے ہیں جو دیکھو وقت ادراک — وہی ہستیٔ مطلق جلوہ گر ہے
وجودِ شے اُسی کے واسطے سے — نظر بازی میں منظورِ نظر ہے
بہ مثلِ نور در الوان و اشکال — وہ اول درج ادراکِ بصر ہے
پھر اُس کے واسطے سے جرم اشیار — جو دیکھو تو محیط اُن پر نظر ہے

## مطلع

برنگِ حسن ہر سو جلوہ گر ہے — بہ شکلِ عشق خود ہی پردہ در ہے

## ایضاً

کمالِ حسن عاشق معشوق پر ہے — کہ وہ آئینہ ہے اُس پر نظر ہے
وہ خود مشتاق آئینہ کا تھا حسن — تماشا اپنا منظورِ نظر ہے
نہیں ممکن کوئی دیکھے رخ اپنا — کہ اپنی آنکھ سے رخ مستتر ہے
تو رغبت آئینہ کی پیش آئے — موانع دید کا وہ پردہ در ہے
وہ آئینہ ہو جامع ہر صفت کا — عیاں اُس پر ہو جو کچھ مستتر ہے
تمامی شان کا ہو وہ نمونہ — کہ عکسِ حسن اُس میں جلوہ گر ہے

جہاں کو اُس نے اک صورت بنایا ‌ ‌ ‌ مگر بے روح کی وہ ایک صور ہے
جلا اُس میں تماشے کی نہ تھی کچھ ‌ ‌ ‌ صفائی کی جگہ گویا کدر ہے
تمامی امر کا مرجع ہے وہ ذات ‌ ‌ ‌ اُسی کی سب قضا ہے اور قدر ہے
اُسی سے ہی ہدایت اور نہایت ‌ ‌ ‌ اُسی سے یہ معادِ خیر و شر ہے
پھر آدم کو ایک آئینہ بنایا ‌ ‌ ‌ اُسی کا عکس اُس میں جلوہ گر ہے
بنا وہ خلق میں اک روحِ عالم ‌ ‌ ‌ جہاں اُس کا مثالِ پا و سر ہے
ملک گویا ہیں ایک اعضا جسمی ‌ ‌ ‌ کہ جیسے جسم میں سمع و بصر ہے
تمامی جمع کونی و الٰہی ‌ ‌ ‌ ہو شامل جس کی وہ ذاتِ بشر ہے
بنا حق کا خلیفہ اس لیے وہ ‌ ‌ ‌ صفت حق کی سب اُسمیں جلوہ گر ہے
یہ جمعیت خلیفہ کا ہے خلعت ‌ ‌ ‌ یہ خاص العام حق انسان پہ ہے
ہوا جامع تمامی کون و حق کا ‌ ‌ ‌ بنا موصوف دونوں کا بشر ہے
یہ دونوں یدِ قدرت ہیں خدا کے ‌ ‌ ‌ خمیر اُس کا اُسی کے ہاتھ پر ہے
کہا اُس نے تری سمع و بصر ہوں ‌ ‌ ‌ مجھی سے تیری جنبش سر بسر ہے
یہ مجموعی ظہور اُس کا ہے ایسا ‌ ‌ ‌ نہ مثل اُس کے کوئی شانِ دگر ہے
بجز آدم ہوا فائز نہ کوئی ‌ ‌ ‌ پھر اُس منصب پہ جس پہ یہ بشر ہے

خلیفہ منجلی ہے نورِ حق سے ۔ کہ جیسے مہر سے تاباں قمر ہے
جوارح کو مدد ہے روح سے سب ۔ خیال و علم جو سمع و لبصر ہے

## مطلع

منور اُس سے سب عقل و ہنر ہے ۔ یہ سب قائم اُسی کی ذات پر ہے

## ایضاً

صفت کا نور یہ سب جلوہ گر ہے ۔ کہ روشن جس سے یہ قلب بشر ہے
ہو جیسے شمع سے فانوس روشن ۔ خیال اُس نور سے یوں جلوہ گر ہے
خیال آلہ ہے وصفِ نور کا یوں ۔ ہوا کا جس طرح آلہ شجر ہے
ترے دلکو عطا کرتا ہے جو غیب ۔ خیال اُس چیز کی لاتا خبر ہے
جہان غیب سے سوئے شہادت ۔ یہی قاصد یہی پیغامبر ہے
خدا سے جسقدر ہے وحی و الہام ۔ خیال اُس علم کو لاتا ادہر ہے
درخت علم حق ہی اور جہاں میں ۔ خدا کے علم کا سایہ لبشر ہے
جسے رویائی صادق ہو اور الہام ۔ وہ سالک محو حق ہیں بیشتر ہے
نثارِ حق ہے جملہ وقت صوفی ۔ وہ حظِّ وقت وحق ہی بہرہ ور ہے

مخمس

بڑی دولت ہی استغراقِ حق میں — کہ وہاں جز حق نہ اوصافِ بشر ہے

مبرا ہو اگر دل وسوسے سے — تو خوابِ صادقہ آتا نظر ہے

دلِ صافی ہے گویا لوحِ محفوظ — جمالِ غیب اُس میں جلوہ گر ہے

وجودِ آدمی ہے سرِّ ایزد — اور ایک اسرارِ حق جانِ بشر ہے

حجاب اُٹھ جای گر جانِ بشر سے — تو عیسیٰ دم ہر اک جانِ بشر ہے

منور ہے جو دل انوارِ حق سے — یہ سب زیبا اُسی کی ذات پر ہے

مجلّی اُس کی ہیں شکلِ خیالات — منور اُس کی سب سمع و بصر ہے

بشر ہیں سب اسیرِ وقت و خاطر — حقیقت اُس کی خود یزدان پر ہے

جو اول منبسط ہے نور اُس پہ — خیال اُس کا بھی روشن چوں قمر ہے

جہاں ہوتی ہے وارد وحی و الہام — وہاں گم کردہ ہر حسِّ بشر ہے

پھر اس حس کی طرف جب وہ کرے عود — خیال اُس امر کی لاتا خبر ہے

جہاں اک خواب اور انساں ہی نایم — حدیثِ مصطفےٰ سے یہ خبر ہے

یہ جو کچھ دیکھتا ہے صورتِ خواب — جہاں شکلِ خیال آتا نظر ہے

ہوا حاضر ملک پیشِ پیمبر — مشکّل ہو کے با شکلِ بشر ہے

وہ اک شکلِ خیالی تھا نہ آدم — وہی جانے کہ جو اہلِ نظر ہے

کہا حضرت نے ہی روح الامیں یہ
لباسِ جسم میں جو مستتر ہے

وہ جسمِ آدمی سایہ تھا اُس کا
کہ جس میں جبرئیل اب جلوہ گر ہی

یہی نسبت ہی عالم کو خدا سے
کہ جیسے سایہ ہمراہِ بشر ہے

اسی نسبت سے ظلِّ حق ہے عالم
ظہورِ ظل بقائے شخص پر ہے

اُسی کی ہے طرف ہر امر راجع
اُسی سے با ہنر اور بے ہنر ہے

یہ کب ہی غیر اُس کی اُس کا سایہ
جدا کب شخص سے ظلِّ بشر ہے

جہاں سے نام ظل کیونکہ ہو زائل
کہ وہ اعیان سے سب جلوہ گر ہے

وہ ہی اعیان عالم حق کا یوں ظل
عیاں جس طرح سے ظلِّ شجر ہے

تمامی کون ہی اک امر وہمی
خیال اندر خیال اب جلوہ گر ہے

وجود اپنا نہیں ہے یہ جہاں کا
نمایاں دوسرے کا یہ اثر ہے

جدائی ہے محال اس سایہ کو اب
شجر سے کیونکہ وہ ظلِّ شجر ہے

خدا کو ایسے ہی ظل سے ہی نسبت
زجاج ایک شمع سے بس جلوہ گر ہے

ہے ذاتِ حق مثالِ جلوۂ شمع
وہ ایک فانوس میں جو مستتر ہے

مگر مانند رنگِ آبگینہ
نمایاں شمع رنگیں در نظر ہے

وہ اپنی ذات میں ہی نور سادہ
مگر یہاں آبگینہ پر نظر ہے

ہوا جب عقل کو یہ امر تحقیق
تو سب عالم خیالی ایک خواب ہے

خیال اندر خیال اب ہی جہاں سب
ہماری آنکھ میں جو جلوہ گر ہے

وجودِ حق وہی اللہ ہے عین
وہی واحد وہی وہاب رب ہے

حقیقت میں ہی وہ سب کی ہویت
یہی ثابت بنزد اہلِ نظر ہے

جو شئی خالی ہی حق سے وہ ہی باطل
مصدّق اس کا خود خیر البشر ہے

تمام اعداد میں دائرہ ہے واحد
کہ جیوں ہر عضو میں جانِ بشر ہے

حقیقت میں ہے واحد آب دریا
تعدّد میں وہ ہر قطرہ دگر ہے

زمین و آسماں کا ہی وہی نور
خدا ہی اسکی خود دیتا خبر ہے

اُسی کے اسم ہیں اسماء اشیا
ان اسموں میں مسمّی مستتر ہے

کہ جیسے جان کا تو نے سنا نام
حقیقت سے تو اس کی کو وہ کہ ہے

سمجھتا ہے جو تو اپنے کو دانا
بیاں کر جان کیسی ہے کدھر ہے

جمالِ جاں بدن پر کب ہی ظاہر
جمالِ چشم کب آتا نظر ہے

تو اہی جان کو پہچان پہلے
خدا کی معرفت پھر سہل تر ہے

خدا ہی سے یہ سب عالم ہے قائم
کہ جیسے جان سے زندہ بشر ہے

اُسی سے ہے بقائے جملہ عالم
اُسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے

عیاں جس دم ہوا خورشید کا نور
تو تابندہ ہر اک دیوار و در ہے

حسینوں کو ملا ہے عاریت حسن
ان آئینوں میں وہ خود جلوہ گر ہے

وہی بحرِ عطا ہے اور فیّاض
وہی سب کی حیاتِ تازہ تر ہے

نئی ہر لحظہ ہے یہ عمر اپنی
نیا ہر دم یہ سب علم و نظر ہے

ہر اک دم میں نیا ہی فیض اُس کا
نیا عالم نیا سمع و بصر ہے

ہر اک شے جس گھڑی ہوتی ہی معدوم
وہیں موجود مثل اس کے دگر ہے

جہاں معدومیٔ شے ہے مقرر
وجود ایک دوسرا واں جلوہ گر ہے

تو نورِ شمع کو دیکھے ہے قائم
وہ ہر دم اُس میں اک شعلہ دگر ہے

بہر دم ہے نئی اُس کی تجلّی
بہر آں اُس کی اک شانِ دگر ہے

رواں ہی بحرِ تجدیدات امثال
یہاں ہر دم اُٹھاتی موج سر ہے

نیا ہر وقت ہے یہ جملہ عالم
نئے امثال و نیرنگ و صور ہے

ذرا باطن میں اپنی تکیہ کر دیکھ
ترا ہر دم نیا سمع و بصر ہے

بہر آں اُس میں پیدا ہی نیا رنگ
نئی صورت وہیں پر جلوہ گر ہے

ابھی ایک شکل آئی اور ہوئی گم
بہر لحظہ نئی واں ایک صور ہے

یہی سب تماشا عالم کی تبدیلی؛ تجدید ہر دم
بہر آں اُس کا اک رنگِ دگر ہے

## مطلع

نشانِ خاص ایزد بوالبشر ہے
کہ جس کا حق بنا سمع و بصر ہے

تمام اسماء اشیا اُسمیں ہیں درج
عجائب یہ خزینہ پُر گہر ہے

تمامی صنعتوں کا ہے وہ مبدع
اُسی سے ہے جو کچھ علم و ہنر ہے

ہوئی پیدا جو حوّا بوالبشر ہے
کہ تولیدِ پسر جوں از پدر ہے

بعینہ مثل آدم تھی وہ حوّا
تمامی اُس میں وصفِ بوالبشر ہے

تو کر فکر اور طبیعت کو ذرا دیکھ
کہ اُس میں مندرج کیا کیا ہنر ہے

ہزار اُس میں ہے پیدا صورتیں ہوں
مگر کیا اُس کا نقصان و ضرر ہے

منزّہ ہے عدم اظہار سے وہ
عجب یہ قلزمِ جانِ بشر ہے

وہ جو کچھ ہو رہا ہے اُس سے ظاہر
اُسی کی شکل ہے اُس کی صور ہے

نمونہ ہے وہ اوصافِ خدا کا
تمامی وصف جو سمع و بصر ہے

نشانِ حق ہی انفس اور آفاق
یہ اُسکی وصف کی دیتا خبر ہے

پڑا ہے گرچہ اسفل میں یہ آدم
سب علویات اس میں مستتر ہے

عجب ناسوت مجموعہ ہے سب کا
علوّ و سفل اور بحر خشک و تر ہے

بنا عنصر تمامی بیچ افلاک
اسی جڑ سے عیاں سارا شجر ہے

فلک کو نشو ہے عنصر سے حاصل
یہ علوی اُمّ سفلی کا پسر ہے

دخان عنصری سے ہیں یہ افلاک
یہ حق قرآن میں وہ بتا خبر ہے

محالِ ہفت کو کب اُن کی ارواح
عناصر سے یہ سب کچھ جلوہ گر ہے

دخانِ عنصری سے سب ہیں ناشی
ملایک ہفت چرخ اور جو صور ہے

ہے آیاتِ خدا النفس اور آفاق
نشانِ حق یہ ان میں جلوہ گر ہے

ہے عرفانِ خدا کا حصر اس پر
وجودِ آدمی گو مختصر ہے

تو ہی حجت ہے ہمکو من عرف کی
یہ وہ بتا مخبرِ صادق خبر ہے

شناسا اپنا عارف ہے خدا کا
یہ آیاتِ خدا النفسِ بشر ہے

ہوا پیدا یہ آدم صورتِ حق
نہ صورت کیا یہی سمع و بصر ہے

صفاتِ حق نشانِ ذات ٹھہری
وہی تو ذات کی وہ بھی خبر ہے

حقیقت سے گر اپنی ہو تو آگاہ
تحقق ہے تو اور صاحب ہنر ہے

عیاں تجھ پر ہو گر یہ جوہر جمال
یقیں ہو تجھکو دل کانِ گہر ہے

محقق سے جو ہوتا خرقِ عادات
کمال اُس کے یقیں کا یہ اثر ہے

یقیں سے ہے تصرف مردِ حق کا
یقیں ہر قدر ایمان البشر ہے

جو آدم میں نہاں ہی جوہرِ ذات
بقدرِ علم و تحقیق و یقیں کی
مراد انساں سے ہی جوہرِ ذات
کھلا جس شخص پر جوہر نہ اپنا
مخاطب اپنا ہے وہ جوہرِ ذات
منقش دیکھتا ہے تو جو تمثال
کہ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَ قِیَامَتُہٗ
جو تو معدوم ہے عالم ہی معدوم
ترا عالم ہے تیرے علم کی شکل
تو جیسے خواب میں ہے دیکھتا غیر
تو بیداری میں ایسا ہی سمجھ لے
تری ہستی اگر فانیِ حق ہو
شہودِ حق اگر ہو علم جاں میں
تجلّی حق کرے شانِ یقیں میں
تو دیکھے حق کو پھر چشمِ یقیں سے

وہ تا منبعِ فیضِ حق کا بسر ہو
محقق قادر اپنے فعل پر ہے
نہ وہ جو شخص رکھتا ریش و سر ہے
وہ اس عالم میں حیواں سے بتر ہے
کہ جس میں منزوی علم و ہنر ہے
وہ تیرا نقش ہے تیری صور ہے
حدیثِ حضرتِ خیر البشر ہے
جو تو موجود عالم جلوہ گر ہے
تمثّل ہے ترا تیری نظر ہے
وہ تیرے علم کی شکل و صور ہے
یہ عالم علمِ عالِم کا اثر ہے
معیّت حق کی ہی پھر تو جدھر ہے
تو حق ہا ہے پھر ترا سمع و بصر ہے
تری جاں پر یہ حال معتبر ہے
یہی اربابِ معنی کی نظر ہے

عطا حق سمجھ عین الیقین کو وہی معطی وہی وہاب و بر ہے
خواص اُس کا ہی پھر احیائی اموات یہی قرب نوافل کا اثر ہے
ہے وصف روح یہ جسکو کرے مس وہیں زندہ ہو گرچہ وہ حجر ہے
حقیقت میں یہ اظہار یقین ہیں وہی جانے جسے اسکی خبر ہے
نہ پہنچا تو اگر عین الیقین تک تو یہ وہم اُس جگہ کیا کارگر ہے
یقین صرف ہو کشف حقیقت نہ عقل و وہم کا اُس جا گذر ہے
شہود حق کو تو عین الیقین جان بصیرت کیا یہی دل کی بصر ہے
صفات روح اور اُس کی جوارح ارادہ اور یہی سمع و بصر ہے
جو اول روح مبدع ہے صفت کا صفات اُس سے تمامی جلوہ گر ہے
محرک روح ہی ہر ایک صفت کی اُسی سے سب کو جنبش سر بسر ہے
صفت سے فعل کی تولید ہی اول تولد اُس سے جیسے ثمر ہے
ہے آلہ فعل کا ناسوت کُلّی عیاں اُس سے ہی سب نفع و ضرر ہے
مقدم سب کا ہے علم و ارادہ صفت سے جو کہ یہ سمع و بصر ہے
لقب ہے علم مجمل کا ارادہ مفصل وہ خیال خیر و شر ہے
خیال اعضا میں کرتا ہے سرایت اُسی سے فعل کا ظاہر اثر ہے

جوارح اُس کے ہیں تحتِ حکومت
عیاں ہے جان سے شکلِ خیالی
مشکل ہے وہ ملکِ بے صور میں
خیال و جاں ہیں مثلِ آب اور برف
وہ چھپا جان سے لیکن ہے جاں پہ عیاں
عیاں صورت ہوئی بے صورتی میں
خیال ایک فعل ہے اس جان کا خاص
ظہورِ جاں ہے بیشک جسم سارا
وجودِ کون کی نشاۃ کو تو دیکھ
فراست سے ہی ہوتا ہے وہ قائم
ارادہ میں ترے ہو کوئی مضموں
تو جو اُس کا ہے مجمل علم جاں میں
خیالِ دل میں ہوتی ہیں مفصّل
کتابت حرف کی کوئی کرے گر
مجسم ہو گیا آکر یہاں وہ

تمامی جسم میں جس کا اثر ہے
کہ جیسے بیج سے پیدا شجر ہے
مثال اُس کا نقطہ بیج شجر ہے
اُسی بانی پہ شکلِ دیگر ہے
محیط اُس شکل کی جانِ بشر ہے
معادن اس کا ملکِ بے صور ہے
نمو اُس سے اُسی میں جلوہ گر ہے
وہ جو کچھ اُس میں از پا تا بسر ہے
اگر ذی عقل و مردِ ذی ہنر ہے
حقائق پر جو اُس سے مستتر ہے
وہ علمِ نحو سے ہے با خبر ہے
ابھی تفصیل اُس کی مستتر ہے
مضامیں اُس کی جو کچھ خیر و شر ہے
عیاں جسم اُس کا اب پیشِ نظر ہے
عجب ناسوت ایک کارن گر ہے

کتابت میں ہی کاتب کی ہویت | لباسِ حرف میں وہ مستتر ہے
ہوا محسوس شکل حرف میں پھر | عیاں وہ ہو گیا جو مستتر ہے
تو سب عالم کو ایسا ہی سمجھ لے | ارادہ حق سے یہ سب جلوہ گر ہے
یہ سب عالم ہی علمِ حق کی صورت | اسی کی یہ قضا ہے اور قدر ہے
معاد و مبدع ان سب کا ہی وہ حق | فنا اس میں اسی سے جلوہ گر ہے
صفات و فعل سے ظاہر ہی عالم | وجود ان سب کا قائم ذات پر ہے
نہاں ہی بیخ اور ظاہر گل و شاخ | اسی جڑ سے یہ سب تخم و ثمر ہے
مثالِ بیخ ہی وہ قدس لاہوت | تجلی اس کی جبروت ایک شجر ہے
بسانِ گل ہے وہ انوارِ ملکوت | اسی جبروت کا ایک برگ تر ہے
وہ کیا ہی جسکو تم کہتے ہو ناسوت | گلِ لاہوت کا وہ ایک ثمر ہے
موالید ثلاثہ ہے یہ ناسوت | وہ حیوان و نباتات اور حجر ہے
مثالِ تخم ہے انسان کامل | نہاں اس تخم میں سارا شجر ہے

## مطلع

شجر سے آشکارا یہ ثمر ہے | ثمر ہی میں نہاں وہ کل شجر ہے

ہے ان سب کا لقب حضرات خمسہ — یہ حق سے ہیں حق ان میں جلوہ گر ہے
جو خامس ہے وہ جامع ہے سبھی کا — درختِ کون کا برگ و ثمر ہے
یہ جملہ وصف کونی و الٰہی — ہوا ان سب کا جامع یہ بشر ہے

## مطلع

اسی سے یہ خلیفہ مشتہر ہے — یہ سب انعام خاصِ حق و بر ہے
ہوا ہے یہ خلیفہ روح عالم — اور اشیا اُس کی مثلِ پا و سر ہے
یہ ذاتِ پاک ہے ختم الرسل کی — کہ جس کا عقل کل دربان در ہے
جمال اُس کا ہے مقناطیس ارواح — جہاں قربان اُس کی گرد سر ہے
ہوئی تکمیل ختم الانبیا پر — وہ مرکز دائرہ کا دور پر ہے
پھر اُس کے بعد جو نائب ہے اُسکا — علی سے ہے کہ وہ نسلِ عمر ہے
قدم اُس کا نبی کے ہے قدم پر — خدا کی راہ کا وہ راہبر ہے
مظاہر بعض اسم حق کی ہے خلق — تمامی اسم کا مظہر بشر ہے
ہے آدم مظہرِ کامل خدا کا — اسی سے قرب اس کو بیشتر ہے
نہ تھا گر نورِ حق آدم میں پنہاں — تو مسجودِ ملک پھر کیوں بشر ہے

## مطلع

جہاں طیران و سیراں یہ بشر ہے — سمیٹے اُس جگہ جبریلؑ پر ہے

خلیفہ حق کا ہے سب خلق میں وہ — اُسی کے تاجِ عزت زیبِ سر ہے

جہاں میں منبسط ہے روح اُس کی — اور اشیاء مثلِ اعضاءِ بشر ہے

ارادہ فعل کا کرتی ہے جب روح — بجالائے یہ کارِ پا و سر ہے

جہاں اُس کا ہوا تختِ حکومت — یہ تسخیرِ خلیفہ کا اثر ہے

حکومت ہی دلوں پہ اہلِ حق کو — کہ اُن کے ہاتھ میں نفع و ضرر ہے

امانت حق نے کی ظاہر سبھوں پر — کہ لے اُس کو جسے حق پر نظر ہے

کسی سے کب اُٹھا بارِ امانت — قوی دل آدمِ خستہ جگر ہے

کرے جو وصف اُس کا ہی بجا سب — یہ حق کے باغِ صنعت کا ثمر ہے

عجب با وصف ایں جملہ کمالات — بنا مفلس تو پھرتا در بدر ہے

## مطلع

تجھے کب اس شرافت کی خبر ہے — کہ تو حق کے خلیفہ کا پسر ہے

سر افگندہ خلیفہ کا ہو فرزند
کہاں ہے تو کہاں علمِ پدر ہے

کریں سجدہ ملک جس کے پدر کو
مسخّر دیو کا اُس کا پسر ہے

تو کر دیوِ طبیعت کو مسخّر
سلیماں کا اگر تختِ جگر ہے

تو اپنے باپ کی مسند پہ جا بیٹھ
تری زیرِ حکومت بحر و بر ہے

دلیرانہ تو کر صیدِ طبیعت
نہ بن روباہ تو تو شیرِ نر ہے

غنیمت اپنے اس جینے کو تو جان
کہ ہر اک دم ترا مثلِ گہر ہے

نہ کر ضائع تو اس کو غیرِ حق میں
اگر تو ہوشمند و با خبر ہے

نہ ہو تابع ہوا کا مثل حیوان
تو ہی انسان تو کب گاؤ خر ہے

شرف سب پر ہے آدم کو اسی سے
کہ وہ رکھتا تمیزِ خیر و شر ہے

دہ تجھکو نہ دے جو اُس کو کر ترک
یہ قولِ مصطفٰے خیر البشر ہے

ہوا ہے جو طبیعت کا تو بندہ
تو مشرک ہی خدا سے دور تر ہے

ترے دلمیں جو میلِ غیرِ حق ہو
یہ شرکِ معنوی ہے پُر ضرر ہے

الٰہی کر مجھے غرقِ محبت
نہ جانوں میں جہاں کیا ہی کدھر ہے

محبت ہی سبب قربِ خدا کا
نہ ہو جسمیں محبت گاؤ خر ہے

محبت ہی جلا مرآت دل کی
محبت صیقلِ جانِ بشر ہے

محبت خاص ہے آدم کا جوہر — نہو تو رنگ آئینہ کدر ہے

محبت سے ہی روشن خاک آدم — محبت نور جانِ ہر بشر ہے

اگر محبوب تیرا ہے خط و خال — تو وہ از بہرِ دل ایک نیشتر ہے

مگر وہ بھی رہا کرتی ہے دل کو — خلش وسواس سے جو پُر ضرر ہے

یہی دلّالہ ہے وصلِ خدا کی — یہی معراج جانِ ہر بشر ہے

عطائے خاص حق ہے یہ محبت — حصول اس کا نہ از کسبِ بشر ہے

محبت نور ہی خورشید حق کا
شبِ ہجراں کی احمدؔ یہ سحر ہے

تمام شد

# غزلیات اُردو

جلوۂ جاناں سے روشن دل کا خلوت خانہ تھا
شمع تھا حسنِ پری اور مرغِ دل پروانہ تھا

عاشقِ شوریدہ سر کو کب ہی رسوائی کا غم
جو نہ دیوانہ ہوا اس عشق میں دیوانہ تھا

دین و دل کو کر چکے روئے صنم پہ ہم فدا
کعبۂ جاں اپنا طاقِ ابروئے جانانہ تھا

عشق چشمِ خلق میں ہی اک وبال و کافری
آہ یہ دل کیوں بتوں کے حسن کا دیوانہ تھا

واہ ری وہ چشمِ مخمور اور نگاہِ مست یار
تھا عجب ساقی عجب مے تھی عجب پیمانہ تھا

جان فرطِ بیخودی سے محوِ بیرنگی رہی
فرقِ علم و عالمِ معلوم میں اصلا نہ تھا

جس طرح آئینہ تاباں ہو جمالِ مہر سے
سینۂ احمدؐ محلِّ جلوۂ جانانہ تھا

## ایضاً

اک عمر سے دل زخمیِ تیرِ نگاہِ یار تھا
صیدِ خدنگِ ترکِ شوخ اور کشتۂ دیدار تھا

حیرت سے دل آئینہ ساں محوِ جمالِ یار تھا
عکسِ شعاعِ حسن سے اک مطلعِ انوار تھا

خیرہ تھیں آنکھیں دیکھ کر وہ طلعتِ خورشید وش
فرطِ محبت سے یہ دل آشفتۂ دیدار تھا

وہ اس کی چشمِ پرخمار اور وہ نگاہِ مستِ یار
اک جامِ مَے مستی بھرا اک ساقی سرشار تھا

وہ شاہِ حسنِ دلبراں اور وہ مرادِ عاشقاں
پیدا و پنہاں مثلِ جاں نورِ دلِ ابصار تھا

اے عاشقِ جاں سوختہ وادیٔ ایمن کا شجر
نورِ جمالِ مستتر اس میں بہ رنگِ نار تھا

جاں جل گئی مانندِ طور اس برقِ حسنِ یار سے
اور مثلِ موسیٰ دل مرا آشفتۂ دیدار تھا

تھی جان غرقِ بیخودی اور محوِ بیرنگی تھی روح
حیرت سے دل مثلِ عدم گم گشتۂ اسرار تھا

شوریدگانِ عشق کو دیر و حرم سے کام کیا
دل کعبہ و بتخانہ میں جو پائے وصلِ یار تھا

زاہد حرم کو چھوڑ کر کل ان بتوں کے عشق میں
بیٹھا درِ بتخانہ پہ پہنے ہوئے زنار تھا

وہ کون ہے جو عشق میں بدنام اے احمدؔ نہیں
منصور شورِ عشق سے رسوا سرِ بازار تھا

## ایضاً

سوختہ ہوں برقِ حسنِ یار کا
کون جانے حال جانِ زار کا

ہم تو ان کی اک جھلک میں جل گئے
طور وش دیکھا مزا دیدار کا

عشق نے کی آ کے یہ پردہ دری
ورنہ مخفی گنج تھا اسرار کا

کعبۂ جاں جس کا روئے یار ہو — اُس کا دل قبلہ نما ہے یار کا

طلعتِ خورشید سے انجم ہیں گم — نورِ حق ہے پردہ در پندار کا

بیخودی سے محو نظارہ تھی روح — ذوق سے مطلع تھا دل انوار کا

جس نے دیکھی وہ تجلیٔ جمال — مثل موسیٰ مست تھا انوار کا

ہوں میں چشمِ مست ساقی کا خراب — ہے دلِ سرمست گھر خمار کا

جامِ مے میں عکسِ ساقی دیکھکر — مست و حیراں ہو گیا دیدار کا

جس کے سر میں ہو سر سودائے دوست — ہے وہ رسوا کوچہ و بازار کا

دور عالم ہے اُسی کے گرد سر
نور احمدؐ نقطہ ہے پرکار کا

## ایضاً

جمال اُس کا مرا نورِ نظر ہے — اُسی کے نور سے روشن یہ گھر ہے

مرا یہ خرمنِ ہستی جلا دے — اری او برقِ حسن اب تو کدھر ہے

مرے دل میں مری آنکھوں میں آبیٹھ — کہ تو جانِ جہاں نورِ نظر ہے

محبت ہو تری یا تو ہو دل میں — یہاں اب دوسرے کا کب گذر ہے

تو اس خلوت سرا ئے دل میں آ بیٹھ
نرا اے جانِ جاں یہ خاص گھر ہے
دماغ اپنا بسا ہے اس کی بو سے
کسی گلرو کی کب ہمکو خبر ہے
اگر دل نے نہیں دیکھا کسیکو
تو مضطر بے سبب کیوں اسقدر ہے
پری پنہاں ہے پردہ میں حیا سے
جنوں میری حیا کا پردہ در ہے

ہوا شوقِ لقا احمدؐ کو جب سے
تڑپتا مرغ دل بے بال و پر ہے

## ایضاً

جمالِ یار ہر سو جلوہ گر ہے
وہی دل میں وہی نورِ نظر ہے
محبت نے مجھے مجنوں بنایا
مرا دل آج اُس لیلیٰ کا گھر ہے
بسا دل میں وہ آکر صورتِ عشق
سمایا آنکھ میں مثلِ نظر ہے
مری ہستی حباب اور وہ ہی دریا
مرا دل ہی صدف اور وہ گہر ہے
ہماری بیکلی کو کون جانے
کسی کے درد کی کسکو خبر ہے
مری ہستی میں ایسا ہی وہ پنہاں
کہ جیسے رات میں نورِ سحر ہے
ہے اُس کا حسن عینِ ہستیِ عشق
کہ جیسے مہر ہستیِ قمر ہے

نہالِ عشق کو نلے حق نہ سمجھو — وہ اک وادیٔ ایمن کا شجر ہے

خبر دیتا ہے خورشیدِ احد کی
جمالِ احمدی نورِ سحر ہے

## ایضاً

آرزو ہے جان محوِ روئے جانانہ رہے — دل شرابِ عشق سے مخمور و مستانہ رہے

جس نے دیکھا ای پری رو اک نظر تیرا جمال — عمر بھر وہ مثلِ مجنوں کیوں نہ دیوانہ رہے

[illegible] آلودگاں کا تو ہی ہے فریاد رس — خم ترا ساقی سلامت اور پیمانہ رہے

ای [illegible] شقاں آرامِ جاں — روز و شب دل پہ ترا جشنِ شاہانہ رہے

دولتِ پیرِ مغاں سے وحشتِ غم گم ہوئی — یا الٰہی تا ابد آباد میخانہ رہے

جس نے پیا خمخانۂ وحدت کا جام — کفر و ایماں بھول کر مخمور مستانہ رہے

ہے ساقیا تو جملہ اہلِ بزم کو — ایک کر دے تا نہ کوئی خویش و بیگانہ رہے

نشہ [illegible] ہیں میری جان یوں گم کر کہ پھر — ہستیٔ موہوم کا باقی نہ افسانہ رہے

گوشۂ دیرِ مغاں میں با بتانِ ماہ وش — خوب گذرے ساقیا گر دورِ پیمانہ رہے

ہی حیاتِ عاشقاں ای ماہرو تیرا جمال — تیری الفت کا ہماری جان کا شانہ رہے

احمدِ شوریدہ سر کی یہ تمنا ہی مدام

جاں فدا اُس شمع رو پر مثلِ پروانہ رہے



تمام شد

